اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

گلدستۂ محمودیہ

مؤلف

پروفیسر ریاض محمود غفرلہ

شعبہ نشر و اشاعت: دارالعلوم محمودیہ رضویہ پپلاں ضلع میانوالی

فہرست

وضاحت

یہ رسائل مختلف ادوار میں حالات کے تقاضے کے مطابق لکھے گئے۔
اب اِن کو یکجا کر دیا گیا کہ زمانے کی دَستِ بُرد سے محفوظ ہو جائیں۔
اگر کسی قاری کو کوئی جملہ پسند آجائے اور مؤلف کے لئے دُعائے خیر
کرے تو تالیف کا مقصد پورا ہو گیا۔

فقط!

دُعاؤں کا طالب

ریاض محمود غفرلہ

﴿سکول / کالج کی تعلیم جائز ہے﴾

☆ **انگریزی زبان:** انگریزوں کے ملک برطانیہ میں اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس قائم ہیں۔ جہاں عربی گرائمر، فقہ حنفی، اصول فقہ، حدیث پاک کی تشریح، اصول حدیث، قرآن پاک کی تفسیر انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہے۔ جمعہ کے دن مولوی وخطیب انگریزی میں تقریر کرتا ہے۔ کافروں کو دین اسلام کی تبلیغ انگریزی زبان میں کی جاتی ہے۔ قرآن پاک کی تفسیر وترجمہ انگریزی، فرانسیسی، روسی، چینی، ترکی، فارسی زبانوں میں موجود ہے۔ کالج کی تعلیم سے سائنسی ایجادات معرض وجود میں آتی ہیں۔

☆ **کمپیوٹر:** اس دور کی سائنسی ایجاد ہے جس میں قرآن پاک لکھا ہوا موجود ہے۔ قرآن پاک کی اکثر تفاسیر موجود ہیں۔ حدیث پاک کی ساری کتابیں کمپیوٹر پر موجود ہیں۔ فقہ حنفی کی کتب موجود ہیں جو بھی شرعی مسئلہ ڈھونڈنا چاہیں وہ کمپیوٹر سے مل سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کی ساری جلدیں موجود ہیں۔ دین اسلام کا سارا علم کمپیوٹر میں موجود ہے۔

☆ **ٹی وی:** سائنسی ایجاد ہے ہر گھر میں موجود ہے۔ خبریں سنی جاتی ہیں۔ مدنی چینل سے نعتیں، علمی مذاکرہ، علماء کی تقاریر، اسلامی معلومات سنی اور دیکھی جاسکتی ہیں۔ سعودی ٹی وی سے ہر وقت کعبہ کا طواف دکھایا جاتا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ حج کے سارے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

☆ **ریڈیو:** انگریز کی ایجاد ہے جس سے خبریں اور دیگر ملکی اور علاقائی حالات کا پتہ چلتا ہے۔

☆ **موبائل:** دنیا کے ہر فرد کے پاس ہے۔ جو ہزاروں میل دور سے دوست کی آواز سناتا ہے اس میں کیمرہ ہے جو فوٹو بھی کھینچتا ہے۔ بچوں کے لیے کئی **گیمز** بھی ہیں۔ کسی فرد کی موت کی خبر دور دراز علاقے میں ایک سیکنڈ میں پہنچاتا ہے جس میں رشتہ داروں، دوست احباب کے لیے میت کے جنازے میں شرکت آسان ہو جاتی ہے موبائل ایک کافر کی ایجاد ہے۔ سائنسی علم حاصل کرنے سے سائنسی ایجادات معرض وجود میں آئی ہیں۔ جس میں مخلوق خدا کا فائدہ ہے لہٰذا سائنسی علم حاصل کرنا گناہ نہیں۔

☆ **لاؤڈ سپیکر:** دنیا کی ہر مسجد میں موجود ہے۔ پانچ وقت اس پر اذان دی جاتی ہے لیکن یہ لاؤڈ سپیکر ایک کافر کی ایجاد ہے۔

☆ **پانی کی موٹر:** ہر مسجد میں پانی کی موٹر ہے جس کے پانی سے نمازی وضو کرتے ہیں یہ بھی انگریز کی ایجاد ہے۔

☆ **پانی کا نلکا:** اکثر دیہاتوں میں یہ نلکے موجود ہیں جن کے پانی سے گھر کے افراد وضو غسل کرتے اور برتن دھوتے ہیں۔ انگریز کی ایجاد ہے۔

☆ **گھڑی:** وقت بتانے والی ہاتھ پر بندھی گھڑی انگریز کی ایجاد ہے۔ جس سے آپ نماز کے اوقات معلوم کرتے ہیں۔

☆عینک: جس کی نظر کمزور ہو جائے وہ عینک استعمال کرتا ہے کوئی مولوی ہو یا پیر، جوان ہو یا بوڑھا جس کی نظر کمزور ہے وہ انگریز کی ایجاد عینک استعمال کرتا ہے۔

☆ڈاکٹر: سائنسی علم حاصل کر کے ایک طالب علم ڈاکٹر بنتا ہے۔ کسی انسان کی آنکھ میں سفید موتیا یا کالا موتیا آجائے وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے وہ مشین کے ذریعے موتیا دور کرتا ہے وہ مشین انگریز کی ایجا دہے

☆سرجن: گردے میں پتھری ہے درد ہے ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے درد سے آرام آجاتا ہے انجکشن کافر کی ایجاد ہے۔ پیٹ میں رسولی ہو، اپنڈس ہو، ہرنیا ہو سرجن جدید سائنسی آلات سے آپریشن کر کے مرض دور کرتا ہے۔ دل میں خرابی ہے۔ سرجن مشین کے ذریعے دل تک دوائی پہنچاتا ہے یا دل کا آپریشن کرتا ہے یہ مخلوق کا فائدہ سائنسی علم کی وجہ سے ممکن ہوا۔

☆دوائی: تمام انگریزی ادویات کافروں کی ایجاد ہیں ہم صبح شام یہ دوائیں استعمال کرتے ہیں۔ سائنسی تحقیق اور سائنسی علم کی وجہ سے یہ دوائیں میڈیکل سٹور پر پہنچی ہیں۔ جو مخلوق خدا کی تکالیف کو دور کرتی ہیں۔ ہر وہ علم جس سے مخلوق خدا کا فائدہ ہو سیکھنا جائز ہے۔

☆جہاد: جہاد کا حکم قرآن پاک میں ہے مجاہد کی فضیلت احادیث طیبہ میں ہے جو مجاہد اپنی تلوار تیز کرتا ہے جو مجاہد اپنے گھوڑے کو کھر کھرا کرتا ہے، اپنے گھوڑے کو گھاس دانہ ڈالتا ہے یہ سب عمل نیکی اور ثواب ہے۔ اب جہاد کے اندر تیر، تلوار، نیزے اور گھوڑے استعمال نہیں ہوتے اب جہاد میں بمبار طیارے، بکتر بند گاڑیاں، ٹینک ،میزائل شکن توپیں، راڈار، رائفل، دوربین، بحری جہاز، آبدوز کشتیاں استعمال ہوتی ہیں۔ اب مجاہد ان آلات حرب کی حفاظت کرتا ہے، استعمال کرتا ہے اسے ثواب ملے گا۔ 1965ء کی جنگ میں ایم ایم عالم بنگالی نے ایک منٹ میں انڈیا کے پانچ طیارے مار گرائے اور انڈیا کو شکست ہوئی۔ عبدالقدیر خان نے ملک پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا، ایٹم بم بنایا ہے اگر پاکستان ایٹمی قوت نہ ہوتا تو ہندوستان، پاکستان پر حملہ کر کے پاکستان کو تباہ کر دیتا۔ یہ تمام ایجادات اور آلات حرب کافروں کی ایجاد ہیں۔ عبدالقدیر خان نے کالج یونیورسٹی میں سائنس کا علم حاصل کیا تب اس نے ایٹم بم بنانے کی صلاحیت حاصل کی اور وطن عزیز کی حفاظت کی۔

☆بجلی: انگریز کی ایجاد ہے مخلوق خدا کے لیے فائدہ مند ہے۔ مسجد میں بلب کی روشنی میں نمازی قرآن پاک پڑھتا ہے پانی کی موٹر بجلی سے چلتی ہے۔ نمازی غسل وضو کرتا ہے۔ ٹیوب ویل سے ہم اپنے کھیتوں کو پانی دیتے ہیں گھروں میں پنکھے، ریفریجریٹر بجلی سے چلتے ہیں۔ یہ تمام سہولیات سائنسی علم سے حاصل ہوئیں اور یہ علم کالج میں ملتا ہے۔

المثال کیمیا دان تھا اس کیمیا علم میں قابل ذکر نام محمد بن زکریا رازی، ابوالقاسم مجریطی اور الکاثی ہیں ان حضرات کی کتابوں کے ترجمے لاطینی اور دیگر مغربی زبانوں میں کیے گئے۔ طبیعات کے میدان میں اگرچہ نامور سائنسدان پیدا ہوئے مگر پھر بھی سند بن علی، احمد بن موسیٰ، یعقوب کندی، ابن الہیثم، بوعلی سینا کی تحقیقات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ عہد اسلامی کا طبیعات میں سب سے بڑا سائنسدان ابن الہیثم ہے۔ جس نے چیزوں کے نظر آنے میں پہلی مرتبہ صحیح نظریہ قائم کیا۔ علم ریاضی میں مسلمان محققین میں سے چند نام یہ ہیں جنبش حاسب حسن بن موسیٰ، محمد بن موسیٰ خوارزمی، احمد مصری، ابوکامل شجاع حاسب مصری، ابراہیم بن سنان، عمر خیام وغیرھم۔ الجبرے پر دنیا کی پہلی کتاب اسلامی عہد میں لکھی گئی۔ علم طب میں نامور طبیب غازی، طبری اور بوعلی سینا ہیں۔

اسلامی دور کے طبیب اعظم محمد بن زکریا رازی نے 25 جلدوں پر مشتمل اپنی عظیم کتاب الحادی لکھی۔ چیچک اور خسرہ پر دنیا کی پہلی کتاب الجدری والحصبہ بھی رازی نے لکھی اس کی طبی تصانیف کی تعداد 117 ہے۔ رازی کی کتابوں کے ترجمے یورپی زبانوں میں کئے گئے اور وہاں کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل رہیں۔ طبری نے ۱۰ جلدوں پر مشتمل کتاب المعالجہ لکھی۔ آسمان حکمت کا روشن ستارہ بوعلی سینا ہے۔ اس کی طب پر ۱۹ تصانیف میں سے قانون فی الطب زیادہ اہم ہے یہ کتاب علم العلاج کا مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یورپ کے تمام میڈیکل کالجوں میں صدیوں زیر درس رہی۔

علم ہیئت اور علم نجوم میں مسلمان سائنسدانوں کے نام یہ ہیں۔ ابراہیم جنداب، نوبخت، عباس بن معد جوہری، احمد کثیر فرغانی، البیرونی، عمر خیام، محقق طوسی، الغ بیگ وغیرھم۔

مسلمان سائنسدانوں نے اصطرلاب (پیمانہ) ایجاد کیا جس سے فاصلوں کی صحیح پیمائش ممکن ہوگئی۔ شمسی سال کی صحیح پیمائش کی گئی زمین کا قطر کافی حد تک صحیح طور پر ماپا گیا۔ ستاروں کے نقشے تیار کیے۔ البیرونی نے گیارہ جلدوں پر مشتمل کتاب " قانون مسعودی" مرتب کی۔ ابوالقاسم زہراوی علم جراحت کا موجد اور ماہر سرجن تھا۔ کیمیا، طب، ریاضی، ہیئت، علوم حیوانات، جغرافیہ، موسمیات، انجنئرنگ، علم نباتات، علم ہندسہ، الجبرا، سیاست، علم نجوم، جیومیٹری، علم فلکیات، جدل، طبیعات، کریات کے موضوعات پر مسلمان سائنسدانوں کی صدہا تصانیف موجود ہیں۔

سرسید احمد خان کے بارے میں ننانوے فیصد پاکستانی نہیں جانتے کہ اس کے عقائد کیا تھے اور نہ ہی سکول، کالج میں سرسید احمد خان کے عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے سرسید احمد خان کے بارے میں لوگ صرف اتنا جانتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں انگریز قابض ہوگیا اور انگریز نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اس لیے مسلمان انگریز سے بہت زیادہ نفرت کرتے تھے۔ نہ انگریزی زبان سیکھتے تھے اور نہ انگریز کی بنائی ہوئی چیزیں استعمال کرتے تھے۔ انگریز نے ہندوستان پر دوسو سال حکومت کی۔ ہندو، سکھ نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔

انگریزی تعلیم حاصل کر کے سرکاری عہدوں پر فائز ہوگئے مسلمانوں کے پاس کوئی سرکاری نوکری نہ تھی معاشی طور پر مسلمان

بہت زیادہ بدحال ہو گئے۔ مسلمانوں کی یہ معاشی بدحالی دیکھ کر سرسید احمد خان نے علی گڑھ کالج بنایا تا کہ مسلمان انگریزی سیکھ کر ملازمت حاصل کر سکیں اور ان کی معاشی حالت بہتر ہو سکے۔ علی گڑھ کالج میں سرسید احمد خان کے عقائد کی تعلیم نہ دی جاتی تھی لیکن مشیت ایزدی کا عجب فیصلہ کہ جن لوگوں نے علی گڑھ کالج میں تعلیم حاصل کی وہ انگریز قوم کے سخت مخالف ہو گئے جیسے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی۔ قائداعظم محمد علی جناح نے برطانیہ میں قانون انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ لیکن قائداعظم انگریز کے سخت مخالف تھے۔ انہوں نے اپنی ذہانت اور قانونی دلائل سے انگریز اور ہندو کو شکست دی اور ووٹ کے ذریعہ پاکستان کو حاصل کیا۔

پاکستان کے حصول کے لیے سنی بنارس کانفرنس کے اندر پانچ ہزار علمائے کرام نے قائداعظم کی حمایت کا اعلان کیا۔

برصغیر کے مشائخ عظام نے بھی قائداعظم کا ساتھ دیا۔ بالخصوص سیال شریف، گولڑہ شریف، مانکی شریف، زکوڑی شریف کے پیران عظام نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ نے اپنے مریدوں میں اعلان کیا جس نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا وہ میرا مرید ہی نہیں۔ اس طرح ووٹ کے ذریعے پاکستان معرض وجود میں آیا۔

ووٹ کا طریقہ اسلام کے قریب تر ہے۔ آغاز اسلام میں خلفاء راشدین کی لوگ بیعت کرتے تھے۔ بیعت کر کے وہ خلیفہ وقت کو اپنا نمائندہ تسلیم کرتے تھے۔ یزید نے حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے حق میں ووٹ ہی طلب کیا جس کا نام اس وقت بیعت تھا۔ لیکن امام عالی مقام نے انکار کر دیا کہ میں ایک فاسق فاجر کی بیعت نہیں کر سکتا۔

ہندوستان کے کانگریسی علماء نے قائداعظم اور پاکستان کی مخالفت کی اور گاندھی کا ساتھ دیا اور گاندھی کو مساجد کے منبروں پر بٹھایا حسین احمد دیوبندی نے اپنی تقریر میں کہا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں مذہب سے نہیں بنتی جس کا جواب علامہ اقبال نے اس رباعی میں دیا۔

عجم ہنوز نہ داند رموز دین ورنہ   زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است   چہ بے خبرز مقام محمد عربی است
بامصطفیٰ برساں کہ خویش را کہ دین ہمہ اوست   گر باؤ نرسیدی تمام بولہبی است

عجم ابھی تک دین کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکا خاص کر حسین احمد دیوبندی کا نقطہ نظر تعجب انگیز ہے جو منبر پر بیٹھ کر کہتا ہے کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں جبکہ رسول پاک ﷺ نے دین کی خاطر اپنے وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ رہائش اختیار کر لی۔ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہی اصل دین ہے۔

جس نے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ سے منہ پھیرا وہ ابولہب ہے۔

علامہ اقبال کی ساری تعلیم سکول و کالج کی ہے۔ علامہ اقبال نے قانون و فلسفہ کی تعلیم انگریز سے حاصل کی لندن میں بھی تہجد ان کی نہ چھوٹی۔ وہ کہتے ہیں:

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی　　نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی

انگریز کے سخت مخالف تھے۔اپنی شاعری کے ذریعہ مسلمانوں کو بیدار کیا اور اسلام کا دفاع کیا۔

آج کا دور (2014ء) ملت اسلامیہ کے ابتلاء کا دور ہے۔دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے جو پوری دنیا میں اسلام کو مٹانے کے درپے ہے۔اس کی دہشت گردی کی وجہ یہ ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہے۔امریکہ کو شکست دینے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ جدید ٹیکنالوجی میں امریکہ پر برتری حاصل کی جائے۔

امریکہ نے افغانستان، عراق کو تباہ کر دیا اور شام کو تباہ کرنے میں مصروف ہے۔پاکستان میں پاکستانیوں کو خرید کر دہشت گردی پھیلا رہا ہے۔پاکستان کی معیشت اور امن کو تباہ کر دیا ہے۔یہودی فلسطین میں مسلمانوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں۔ہندوؤں نے کشمیری مسلمانوں پر زندگی عذاب بنا رکھی ہے۔اس ظلم کے خلاف آواز نہیں اٹھائی جاتی ہے۔

پاکستان میں بھوک کی وجہ سے لوگ خودکشی کر رہے ہیں۔حقوق العباد پر توجہ دینے کی بجائے چند لوگ مسلم معاشرہ میں شر پھیلا رہے ہیں۔فوٹو جائز ہے کہ ناجائز؟ جس نے فوٹو کھچوایا وہ گناہ گار ہے۔اس سے ہاتھ ملانا گناہ ہے۔سارا دن اس کی غیبت میں صرف کر دیتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت پھیلاتے ہیں۔جب کہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے: **من ستر مسلماً ستره الله يوم القيامة** جس نے مسلمان کی دنیا میں عیب پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا اور گناہ گار کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ طرز عمل یہ ہے:

شفاعتي لاهل الكبائر من امتي۔کہ مری سفارش امت کے گناہ گاروں کے لیے ہوگی۔

مسلمان نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے علاقہ میں خیراتی ہسپتال، یتیم خانہ اور دارالامان بنائیں جس سے مسلمانوں کو فائدہ ہو حدیث طیبہ میں ہے: **خير الناس من ينفع الناس**۔

لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور یہاں اس کے برعکس نفرت کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔

صوفیا نے کہا ہے یزید پر لعنت کرنے کی بجائے آل بیت پہ درود پاک پڑھنا بہتر ہے۔

قرآن پاک میں ہے: **ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر**۔ (سورة آل عمران)

تم میں ایک گروہ ہونا چاہئے جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

چھٹی صدی ہجری میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہندوستان تشریف لائے ہندوستان کفر کا گڑھ تھا خواجہ صاحب نے نوے لاکھ ہندوؤں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔کافر کو تبلیغ نہ کریں گے تو وہ کیسے مسلمان ہوگا۔اس کے لیے ضروری ہے کہ کافر کو ملیں۔اس کے سامنے قرآن و حدیث کے دلائل پیش کریں اسے اپنے اعلیٰ اخلاق سے متاثر کریں۔تب اس کے مسلمان ہونے کا امکان ہے۔

مسلمان گناہ گار ہے تو اس کی اصلاح کریں اس سے روٹھ کر بیٹھ جائیں سارا دن اس کی غیبت کر کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کریں تو اس گناہ گار کی اصلاح کیسے ہوگی ۔قرآن پاک میں تالیف قلوب کے لیے کافر کو بھی زکوۃ دینے کی اجازت ہے تا کہ وہ کافر مسلمانوں کو ایذا نہ دے۔

لفظ: **المئولفة قلوبهم** ۔ (سورۃ توبہ) کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے رسول پاک ﷺ کافر رئیس کو زکوۃ دیتے کہ مسلمانوں کو نہ ستائے ۔عام کافر کو بھی تا کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو ۔نومسلم امیر کو بھی تا کہ وہ اسلام پر پکا ہوجائے ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے غالب آنے کے بعد کافر کی تالیف قلب کا سلسلہ روکا۔اہل کتاب یہودی وعیسائی کے ذبیحہ کو مسلمان کے لیے قرآن پاک نے جائز کہا ہے جبکہ وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کریں ۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کے لیے ملک شام جاتے تھے جبکہ وہ عیسائیوں کا ملک تھا لہٰذا کافر کے ساتھ تجارتی لین دین جائز ہے ۔چین پاکستان میں ڈیم ،سڑکیں ،بندرگاہیں بنا رہا ہے۔کافر سے وہ دوستی منع ہے کہ کافر دین اسلام پر اعتراض کرے تو تم خاموش رہو جواب نہ دو کہ دوستی نہ ٹوٹ جائے تو یہ دوستی حرام ہے۔

یہودی اور عیسائی عورت سے مسلمان کا نکاح کرنا جائز ہے۔

اليوم احل لكم الطيبات وطعام الذين اوتوالكتاب حل لكم وطعامكم حل لهم والمحصنت من المئومنت والمحصنت من الذين اوتوالكتاب من قبلكم ۔

(پ۶ سورۃ مائدہ)

آج حلال کردی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں کتاب دی گئی ،حلال ہے تمہارے لیے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لیے اور حلال ہیں پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے ۔

نوٹ:۔ یہودی اور عیسائی کا ذبیحہ جائز ہے ۔ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے ۔پھر کسی کافر سے ہاتھ ملانے میں کیا گناہ ہے مشرک نجس ہے سے مراد ان کے عقیدہ کی نجاست ہے ۔کافر سے ہاتھ ملانے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا۔

قرآن پاک نے تبلیغ کا حکم دیا ہے۔تبلیغ کے لیے کافر کے پاس جانا پڑے گا۔گناہ گار کی اصلاح کے لیے گناہ گار سے ہاتھ ملانا پڑے گا۔

☆تصویر: تصویر کے بارے میں میرا نقطہ نظریہ ہے اگر تصویر عبادت کے لیے ہے تو حرام ہے اگر بطور یادگار اور ضرورت کے لیے ہے تو جائز ہے ۔ میں اپنے موقف کی تائید میں دلائل پیش کرتا ہوں ترمذی شریف ابواب المناقب ص ۶۷ ۷

عن عائشة ان جبرائيل جاء بصورتها فی خرقة خضراء الیٰ النبی ﷺ فقال ان هذه زوجتك فی الدنیاوالاخرة ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل امین میری تصویر سبز کپڑے میں نبی علیہ السلام کے پاس لائے اور عرض کیا کہ یہ عورت دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔ مسلم شریف کتاب اللباس والزینہ ص ۴۵۸

من عائشة قالت دخل النبی ﷺ وقد سترت نمطا فیه تصاویر فنحاه فاتخذت منه وسادتین ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ایک دن نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ ﷺ نے اسے ہٹا دیا اور میں نے اس کے دو تکیے بنا لیے۔

بہار شریعت میں مولانا امجد علی صاحب نے لکھا ہے کہ اگر نمازی کے پاؤں کے نیچے تصویر ہو تو نماز جائز ہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔

شارع علیہ السلام نے ابتداءً ہر قسم کی تصاویر سے منع کیا تھا خواہ وہ کپڑے پر مرقوم ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے تصویروں کی عبادت کو تازہ تازہ ترک کیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے ہر قسم کی تصاویر سے منع فرمایا۔

جب لوگوں کے دلوں میں یہ ممانعت راسخ ہو گئی تو آپ ﷺ نے کپڑے پر بنی ہوئی تصویروں کو کپڑا تیار کرنے کی ضرورت سے مباح کر دیا اور تصویروں والے اس کپڑے کو مباح کر دیا جس کو بچھایا جائے تاکہ جاہل شخص ان تصویروں کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے اور جن با تصویر کپڑوں کو بچھایا نہ جائے ان میں ممانعت کا حکم باقی رہا۔

نوٹ :۔ رسول پاک ﷺ نے آغاز اسلام میں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا بعد ازاں اجازت دے دی شراب کی ممانعت کے وقت میں ان برتنوں کے استعمال سے منع کیا جن میں شراب بنائی جاتی تھی بعد ازاں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی۔

علامہ ابوالحسن مرغینانی حنفی ہدایہ اولین میں لکھتے ہیں: جب تصویر بہت چھوٹی ہو بایں طور کہ دور سے دیکھنے والے کو دکھائی نہ دے تو یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ بہت چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی۔ اگر تصویر کا سر کٹا ہوا یا مٹایا ہوا ہو تو وہ تصویر نہیں ہے کیونکہ بغیر سر کی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی اور یہ شمع یا چراغ کی طرف نماز پڑھنے کی مثل ہے جیسا کہ فقہاء نے کہا ہے اگر بچھے ہوئے تکیے پر تصویر ہو یا بچھی ہوئی چادر پر تصویر ہو تو یہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ چادر یا گدے کو روندا جاتا ہے اس کے برخلاف اگر گدے کو نصب کیا ہوا ہو یا [illegible] ہو تو پھر مکروہ ہے کیونکہ اس تصویر کی تعظیم ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی درمختار علی ھامش ردالمختار میں لکھتے ہیں: اگر تصویر قدموں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ ذلت کی جگہ ہے یا اس کے ہاتھ میں ہو یا بدن میں ہو تب بھی مکروہ نہیں کیونکہ کپڑوں میں چھپی ہوئی ہے یا اس کی انگوٹھی میں نقش ہو اور [illegible]۔

البحرالرائق میں ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو تصویر ظاہر ہو وہ مکروہ ہے اور جو تصویر جیب یا تھیلی یا کپڑے میں چھپی ہوئی ہو وہ مکروہ نہیں یا وہ تصویر اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر وہ زمین پر ہو اور اس کا دیکھنے والا کھڑا ہو تو اس کو تصویر کے اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے۔اس کو علامہ حلبی نے ذکر کیا ہے یا تصویر کا سر اور چہرہ کٹا ہوا ہو یا ایسا عضو مٹا ہوا جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہ رہ سکے یا وہ تصویر غیر جاندار کی ہو تو یہ تمام صورتیں مکروہ نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسی تصاویر کی عبادت نہیں کی جاتی۔

تصویر اور فوٹو گراف کے بارے میں علماء ازھر مصر کا نظریہ:

استاذ جامعہ ازھر ڈاکٹر احمد شرباصی۔ **یسئلونك فی الدین والحیوۃ**۔ میں لکھتے ہیں:

ہم یہ بات بداھۃً سمجھتے ہیں کہ فوٹو گراف کی تصاویر تحریم کے حکم میں داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ ہاتھ سے بنائی ہوئی تصاویر نہیں ہیں اور نہ ان کا کوئی جسم ہوتا ہے۔ان تصاویر میں صرف عکس اور ظل کو ایک کاغذ پر مقید کر دیا جاتا ہے اور چھوٹی لڑکیوں کے لیے گڑیوں کو حرام نہیں کیا گیا ہے۔صورتوں کے وہ مجسمے حرام نہیں ہیں جن کی علم طب یا تعلیم میں ضرورت ہوتی ہے اور وہ تصاویر جن کو تعظیم یا تکریم کے لیے نہ بنایا جائے حرام نہیں ہیں کیونکہ تصاویر کی تحریم کی بنیاد بت سازی اور بت پرستی کا راستہ روکنا ہے۔

علماء ازھر مصر کا الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ میں فتویٰ ہے۔

ہمارا مختار یہ ہے جس تصویر کا کوئی جسم نہ ہو اس کے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح جو تصویر کپڑے، دیوار یا کاغذ پر بنائی جائے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔اسی طرح آج کل کیمرے سے کھینچی جانے والی مروجہ تصاویر بھی جائز ہیں۔خواہ وہ تصاویر جاندار کی ہوں یا بے جان کی۔ جبکہ وہ تصویریں کسی علمی مقصد پر مبنی ہوں جس سے عام معاشرہ کو فائدہ ہو اور ان تصاویر کی تعظیم، تکریم اور عبادت کا شبہ نہ ہو تو پھر وہ تصویریں بے جان چیزوں کے حکم میں ہیں اور وہ شرعاً جائز ہیں۔

جب کہ کسی مسئلہ میں علمائے کرام کا اختلاف ہو تو اس شدت نہیں ہونی چاہئے دیکھو امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل میں فقہی اختلاف ہے۔ایک امام ایک چیز کو حلال کہتا ہے تو دوسرا امام اسی چیز کو حرام کہتا ہے۔ابوحنیفہ کے شاگرد بعض مسائل میں استاذ سے اختلاف کرتے ہیں۔ان اختلافات کی وجہ سے کسی پر گناہ گار یا کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاتا۔

حدیث طیبہ میں ہے: **یسروا ولا تعسروا** ۔ لوگوں پر آسانی کرو اور ان کو مشکل میں نہ ڈالو۔

تصویر کے سلسلہ میں پوری امت مسلمہ عموم بلوئ میں مبتلا ہے۔

رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے: **لاتجتمع امتی علی الضلالۃ** ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور یہ بھی حکم ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم۔ بڑی جماعت کی اتباع کرو۔

لہٰذا یہی نقطہ نظر درست ہے کہ جو تصویر عبادت کے لیے ہو وہ ناجائز ہے اور جو تصویر عبادت کے لیے نہ ہو وہ جائز ہے۔

مسلم شریف ص ۱۰۰۲

انما تلعب بالبنات عند رسول الله ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس گڑیوں سے کھیلتی تھیں

میرے پاس ایک تصویر ہے جو ۱۰۱ سال پہلے ۱۹۰۵ء میں کیمرے کے ذریعے کھینچی گئی۔ اس تصویر کو بہت اہتمام کے ساتھ ارادتاً کھنچوایا گیا۔ اس تصویر میں مجدد دین وملت غوث وقت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی جوانی کی تصویر ہے دیگر اولیاء کاملین بھی تصویر میں موجود ہیں۔ غوث وقت خواجہ محمد دین سیالوی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی، مولانا پیر معظم الدین مرولوی، مولانا نصیر الدین چاچڑوی، مولانا محمد ذاکر بگوی ان علماء کرام، مشائخ عظام کا اہتمام کے ساتھ تصویر کھنچوانا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک تصویر بنانا جائز ہے۔ اس تصویر میں شناختی کارڈ اور پاسپورٹ والی مجبوری بھی نہیں ہے۔ ان اولیاء کاملین اور علماء کرام کے بارے میں کوئی بدباطن یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نفوس قدسیہ قرآن وحدیث کے احکام سے بے خبر تھے۔

آج بھی عیسائی اپنے چرچ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی تصاویر کی عبادت کرتے ہیں۔

لیکن کوئی مسلمان کسی تصویر کی عبادت نہیں کرتا۔

پوری دنیائے اسلام میں پہلی جماعت کے قاعدہ میں جانداروں کی تصاویر ہیں تو کیا کہو گے کہ پوری دنیائے اسلام میں رحمت کے فرشتے نہیں اترتے جبکہ ان تصاویر کی عبادت نہیں کی جاتی۔

شناختی کارڈ پاسپورٹ کی تصاویر پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ وہ ضرورت کی وجہ سے جائز ہیں۔ لیکن ضرورت اور اضطراری کیفیت میں فرق ہے۔ کوئی شخص جنگل میں مر رہا ہو اور وہ اپنی زندگی بچانے کے لیے خنزیر کا گوشت اتنی مقدار میں کھالے جس سے اس کی زندگی بچ جائے تو وہ اس عمل سے گناہ گار نہ ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص ساری زندگی تصویر نہ کھنچوائے تو اس پر موت طاری نہ ہوگی۔ آج بھی بے شمار دیہاتوں میں لوگوں کے پاس شناختی کارڈ نہیں ہیں۔ شناختی کارڈ نہ بنوانے کی وجہ سے وہ مر نہیں گئے۔ قرآن پاک نے اضطراری کیفیت کو بیان کیا۔

فمن اضطر غیر باغ ولا عاد۔ لہٰذا تصویر کی ضرورت اور اضطراری کیفیت میں آسمان زمین جتنا فرق ہے۔

اہلسنت **والجماعت** کے کسی بزرگ کی تصنیف میں کوئی غلطی نظر آئے تو چشم پوشی اور درگزر بہتر ہے اور ہر صورت میں اس تحریر کی تاویل اور اصلاح کی جائے کیونکہ مجتہد مخطی کے لیے بھی ثواب ہے۔ کفر کا فتویٰ تو کسی صورت نہ لگایا جائے۔ ممکن ہے اس بزرگ نے مرنے سے پہلے اس غلطی سے توبہ کر لی ہو اور اس توبہ کی ہمیں خبر نہ ہو لہٰذا مسلمان سے حسن ظن بہتر ہے۔ ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے ہم سے ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ دوسروں کے اعمال کے بارے میں ہم سے نہ پوچھا جائے گا دوسروں کی غیبت، بدگمانی اور سوئے ظن سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ نہ کیا جائے۔

تبلیغ کے ذریعے کافر کو دولت ایمان عطا کی جائے اور گناہ گار کی اصلاح کی جائے لیکن پیار سے، محبت سے اور اچھے اخلاق سے اس طریقے سے جس کا حکم قرآن پاک نے دیا ہے۔ **ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ** دانائی اور

نصیحت سے اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو

آخری گزارش: اہلسنت **والجماعت** میں انتشار وافتراق سے ہر صورت بچا جائے اور ان میں اتفاق واتحاد کی کوشش کی جائے۔ **واللہ المستعان ۔**

آخر میں رسول پاک ﷺ کا فرمان پیش خدمت ہے۔ بخاری ومسلم میں ہے:

لاتباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا ولا تقاطعوا ۔ وکونوا عباداللہ اخوانا لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث ۔

ترجمہ: ایک دوسرے کے ساتھ بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسد نہ کرو ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی نہ رکھو، ایک دوسرے کے ساتھ قطع تعلقی نہ کرو۔ اے اللہ کے بندو۔ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن جاوَ۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلّقات منقطع رکھے۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

وماعلینا الا البلغ ۔

تعارف دارالعلوم محمودیہ رضویہ پپلاں ضلع میانوالی

جامع معقول ومنقول امام النحاۃ استاذ الاساتذہ علامہ غلام محمود قدس سرہ العزیز نے ۱۹۰۳ء میں دارالعلوم محمودیہ رضویہ کا آغاز فرمایا اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل ہزارہا علمائے کرام جو آسمان علم ومعرفت پر بدر کامل بن کر چمکے۔ ان نفوس قدسیہ میں سے پیر طریقت رہبر شریعت استاذ الاساتذہ ولی کامل شیخ الحدیث والتفسیر قبلہ ضیائے امت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس سرہ العزیز اور صدر المدرسین امام المناطقہ جامع معقول ومنقول حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

121 سال سے یہ دارالعلوم خدمت دین میں مصروف ہے۔ ہزارہا علمائے کرام یہاں سے تحصیل علم کے بعد پاکستان اور بیرون پاکستان اشاعت دین اسلام میں مصروف ہیں۔

اس دارالعلوم کے مسافر طلباء کی مالی مدد صدقہ جاریہ ہے۔ اپنے صدقات، زکوٰۃ، عشر، قربانی کی کھالیں اس دارالعلوم میں جمع کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مسلمان بچیوں کے لیے جامعہ محمودیہ للبنات ۲۰۰۴ء سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے جہاں طالبات کو تحفیظ القرآن الکریم کے ساتھ عربی گرائمر، فقہ حنفی، تفسیر القرآن وتشریح الاحادیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر

پروفیسر ریاض محمود ناظم دارالعلوم محمودیہ رضویہ

و

ناظم جامعہ محمودیہ للبنات پپلاں ضلع میانوالی

مرشد کامل کی پہچان

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف **المحجوب** میں فرماتے ہیں۔ شیخ طریقت خود مستقیم الاحوال ہو طریقت کے تمام نشیب وفراز سے آگاہ اور احوال کی لذت اور اعمال کے طریقوں سے اچھی طرح باخبر ہو۔ قہر ولطف اور جمال وجلال سے آشنا ہو مرید کے احوال سے باخبر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ سالک راہ سلوک میں کہاں تک چل سکے گا اس کی بصیرت بھی رکھتا ہو جن لوگوں کا راہ طریقت سے واپس آجانے کا خطرہ ہو انہیں مرید نہ کرے۔ جن کے متعلق کسی ایک مقام پر ٹھہر جانے کا اندیشہ ہو تو انہیں آگے بڑھانے کیلئے طریقت وسلوک کی مناسب کاروائی کرے اور جو بلند ہمت منزل مقصود تک پہنچ جانیوالے ہوں تو ان کی حفاظت اور تربیت کرنے والا ہو۔ مشائخ طریقت دلوں کے طبیب ہوتے ہیں اس لئے اگر طبیب کو مریض کا مرض بھی معلوم نہ ہو تو وہ اس کا علاج کیا کرے گا۔ اٹکل پچو نسخوں سے الٹا اسے نقصان پہنچائے گا یا ہلاک کردے گا۔ (کشف **المحجوب**)

اہل تصوف کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

۱۔ **صوفی**:۔ وہ ہے جو اپنے وجود سے فانی ہو کر حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہو طبعی خواہشات اور ان کے تصرف سے آزاد ہو کر حقیقت الحقائق کے ساتھ مل گیا ہو۔

۲۔ **متصوف**:۔ وہ ہے جو مجاہدے کے ذریعے اس مقام کیلئے کوشاں ہو۔ اور راہ حقیقت کی تلاش میں اپنے آپ کو صوفیا کے طریقے پر کاربند رکھتا ہو۔

۳۔ **مستصوف**:۔ وہ ہے جو دنیاوی مال ومتاع کے حصول اور جاہ ومرتبے کے لالچ میں صوفیا کی نقالی کر رہا ہو۔ مستصوف صوفیا کے نزدیک مکھی کی مانند ہے اور عوام کیلئے بھیڑیا ہے۔ (کشف **المحجوب**)

مشائخ طریقت کا دستور بیعت

مشائخ طریقت کا دستور بیعت یہ ہے کہ جب کوئی ان سے تعلق نسبت قائم کرنا چاہتا ہے تو شیخ طریقت اس کو آزمائشی طور پر تین سال تک ادب کے معنی کی تعلیم دیتے ہیں ایک سال خدمت خلق، دوسرا سال اطاعت اور تیسرا سال اپنے دل کی نگہداشت اور حفاظت میں بسر کرنا۔

خدمت خلق سے مراد:۔ سالک اپنے آپ کو خادم اور ساری مخلوق کو مخدوم سمجھے یعنی بلا امتیاز ہر شخص کو اپنے آپ سے بہتر جان کر خدمت کرے بلکہ اس خدمت کو اپنے لئے واجب جانے۔ اس خدمت کی وجہ سے خود کو دوسروں سے افضل اعلیٰ نہ جانے کیونکہ اس میں بڑا نقصان اور زیان کاری ہے یہ آفات زمانہ سے ہے اور لا علاج مرض ہے۔

اطاعت حق سے مراد:۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اس وقت ممکن ہے جب سالک دنیا و آخرت کی تمام

خواہشات سے منہ موڑ کر خالصتاً اللہ تعالیٰ کی ذات کی پرستش کرے یعنی عبادت کسی اور مقصد کے حصول کیلئے نہ ہو کیونکہ بندہ جب گناہوں کے کفارے یا حصول درجات کی خاطر عبادت کرتا ہے تو وہ درحقیقت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کررہا ہوتا۔ جب عبادت کا معاملہ یہ ہے تو معاملات دنیا کا ذکر ہی کیا؟؟

نگہداشت: دل کی حفاظت اس وقت ممکن ہے جب سالک اپنے دل کو مضبوط کر کے پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے مختلف ارادے خواہشات اور غم وافکار سے خلاصی حاصل کر چکا ہو مقام محبّت میں اس سے کسی قسم کی غفلت اور لاپرواہی ظاہر نہ ہو۔ تین سالہ ابتدائی آزمائشی دور میں جب طالب کامیابی سے گزرے اور تعلیم کیے گئے ادب کے معانی کو اپنے اندر جذب کرلے تو درست ورنہ اسے طریقت کیلئے نااہل سمجھا جاتا ہے۔

نوٹ: داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے درج بالا تین اوصاف مرید کیلئے بیان فرمائے ہیں جس میں یہ تین اوصاف نہ ہوں وہ مرید بننے کے بھی اہل نہیں۔

ہمارے دور 2006-07ء میں درج بالا اوصاف اکثر بیشتر پیروں میں نہیں ہیں۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اپنے فتاویٰ افریقہ میں لکھتے ہیں۔

فلاح دو قسم ہے۔

اول: انجام کار رُستگاری اگرچہ معاذ اللہ سبقت عذاب کے بعد ہو یہ عقیدہ اہلسنت میں ہر مسلمان کیلئے لازم ہے۔ اور کسی بیعت و مریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی ﷺ کو مرشد جاننا کافی ہے۔ بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے۔ بالآخر ان کیلئے بھی یہ فلاح ثابت ہے۔

دوم: کامل رُستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں۔

ا۔ مذہب اہلسنت میں اس کا وقوع محض مشیّت الٰہی پر ہے۔ جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک گناہ صغیرہ پر گرفت کرے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو یہ عدل ہے۔ گناہوں کے باوجود معاف کر دینا یہ اس کا فضل ہے۔ حضور اقدس ﷺ کی شفاعت سے بے شمار اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے۔

ب۔ انسان کے اعمال، افعال، اقوال، احوال ایسے ہونا کہ اگر انہیں پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے اُمید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے یہی وہ فلاح ہے جسکی تلاش کا حکم ہے اور کسب انسانی سے متعلّق ہے۔

فلاح دوم: باطن فلاح کہ قلب وقالب رذائل سے پاک ہو اور فضائل سے آراستہ ہو۔ اس فلاح کیلئے ضرور پیرومرشد کی ضرورت ہے۔ مرشد کی بھی دو قسم ہیں۔

ا۔ مرشد عام: کلام الٰہی، حدیث رسول ﷺ، کلام آئمہ شریعت وطریقت ہدایت کا راستہ دکھانے والا ہے۔ فلاح ظاہر ہو یا

فلاح باطن اسے اس مرشد عام کے بغیر چارہ نہیں جو اس کا منکر ہے۔ بلاشبہ وہ کافر ہے۔

۲۔ **مرشد خاص**:۔ کہ مسلمان کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے یہ مرشد خاص جیسے پیرو شیخ کہتے ہیں پھر دو قسم ہے۔

اول۔ **شیخ اتصال**: جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور ﷺ تک متصل ہو جائے اس کی چار شرطیں ہیں۔

ا۔ شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس ﷺ تک پہنچا ہو درمیان میں منقطع نہ ہو۔ کیونکہ منقطع کے ذریعہ اتصال ناممکن ہے بعض لوگ بلا بیعت محض وراثت کے طور پر باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

نوٹ ۔ جس طرح آج کل ہے ایک پیر صاحب کے پانچ بیٹے ہوں ایک تو سجادہ نشین خلیفہ ہو دوسرے بلا خلافت و اجازت بیعت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کرایا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا ہو لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں۔ یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ شرائط نہ ہونے کے بیعت کے قابل نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ اور بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲۔ صحیح العقیدہ سنی ہو۔

۳۔ عالم ہو کہ قرآن و حدیث وفقہ سے مسائل نکال سکے۔ عقائد اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام اور ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو۔

۴۔ فاسق معلن نہ ہو یعنی اعلانیہ کسی گناہ میں مبتلا نہ ہو۔

مرشد خاص کی قسم دوم:۔ شیخ ایصال درج بالا شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفسی مکائد شیطان حرص و ہوس کی خرابیوں سے آگاہ ہو دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو۔ مرید پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اسکے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ سلوک میں پیش آئیں انہیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب کہ عوارف شریف میں ہے کہ یہ دونوں پیر بننے کے قابل نہیں اس راہ سلوک میں وہ شدید باریکیاں وہ سخت تاریکیاں ہیں جب تک مرشد کامل جو اس راہ کے جملہ نشیب و فراز سے آگاہ ہو اور اس راہ کا ماہر ہو وہ حل نہ کرے حل نہ ہونگی۔

نوٹ۔ کبریت احمر میں سیدی علی خواص کا قول ہے۔

لَایَکمُلُ رَجُلٌ عِندَنَا حَتّیٰ یَعلَمَ۔ حَرَکَاتِ مُرِیدِہٖ مِنۡ یَومِ اَلَستُ بِرَبِّکُمۡ اِلٰی دُخُولِ الجَنَّتَ اَوِالنَّارِ۔

مرشد کامل وہ ہے جو مرید کے جملہ حالات سے باخبر ہو۔

نوٹ۔ آج کل اس دور میں نوے فیصد ڈبہ پیر ہیں۔ جو راہ سلوک وتصوف کی حروف ابجد سے بھی واقف نہیں صرف پیر مریدی کی دکان چمکانے ،نذرانے بٹورنے کیلئے لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ان کا حال یہ ہے کہ خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔

حضرت جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　　پس بہر دستے نباید داد دست

بے شمار شیطانوں نے انسانوں کا روپ دھار رکھا ہے۔لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔بقول علامہ اقبالؒ

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد　　　　زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

قم باذن اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے　　　　خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

آج کل جو مسلمان کسی مرشد کامل کی تلاش میں ہو اسے چاہے کہ سات راتیں مسلسل استخارہ کرے۔استخارہ میں اسے جو حکم ملے اس پر عمل کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے کرامت طلب کرے۔اگر کرامت دکھادے تو پھر زندگی بھر اسکا مرید صادق بن کر رہے بعض ڈبہ پیر کہتے ہیں کہ پیر سے کرامت طلب کرنا بے ادبی ہے۔یہ اپنی جعلی پیری کو بچانے کا خودساختہ بہانہ ہے۔ مرشدین کاملین کے مرشد کامل نبی برحق ﷺ سے عرب کے لوگوں نے آپ کی نبوت کی صداقت کیلئے معجزات طلب کئے کسی نے کہا یہ درخت آکر گواہی دی یہ گوہ گواہی دے یہ چاند ٹوٹ کر گواہی دے مرشد کامل ﷺ نے یہ معجزات دکھائے۔ حضرت امیر خسروؒ کو والدین نے کہا کہ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ کے مرید ہوجائے۔انہوں نے کہا کہ میں پیر کی آزمائش کروں گا ایک رباعی لکھ کر خانقاہ کے باہر بیٹھ گئے اور دل میں ٹھانی اگر میری رباعی کا جواب رباعی سے آیا تو پیر کامل ہے ورنہ نہیں۔ رباعی یہ لکھی۔

تو آں شاہے کہ برایوانِ قصرت کبوتر گرنشیند باز گردد

خانقاہ کے اندر سے ایک خادم کاغذ لایا جس پر یہ رباعی لکھی تھی۔

بیاید اندرون مرد حقیقت کہ باما یک نفس ہمراز گردد

اگر ابلہ بودآں مردنا داں ازاں راہے کہ آمد باز گردد

تاریخ تصوف میں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔

آدمی بازار سے مٹی کا گھڑا خریدتا ہے تو اسے بھی ٹھونک بجا کر لیتا ہے کہ کہیں ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ زندگی بھر کیلئے اپنے آپ کو ایک شخص کے ہاتھ بیچنا ہے۔ زندگی بھر اس کا مخلص خادم بن کر رہنا ہے تو آزمائش ضروری ہے کہ یہ مرشد کامل یا ڈبہ پیر ہے؟؟

بقول علامہ اقبال۔ نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا

ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن

بقول سلطان العارفین۔ تے تربوز مول نہ تھیندے توڑے توڑ مکے لے جائیے ھو!

کانواں دے بچے کدی ہنس نہ تھیندے توڑے موتی چوگ چگائیے ھو!

پیر کامل کے بارے میں علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے

اگر کوئی شعیب آئے میسر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ موجودہ دور میں لالچی، شہرت کے بھوکے مکر دانی اوڑھنے والے بہروپیے جاہ طلب ریاکار ڈبہ پیروں سے محفوظ رکھے۔ آمین

دین اسلام میں دہشت گردی جبر وتشدد کی ممانعت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَااِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (القرآن)

دین میں جبر نہیں ہے!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کائنات ارضی میں اسلام تلوار سے نہیں پھیلا بلکہ مسلمانوں کے پختہ کردار حسن سلوک، اخلاق حسنہ، صداقت وامانت کی وجہ سے پھیلا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب ہندوستان تشریف لائے تو اپنے ساتھ کوئی کلاشنکوف نہیں لائے۔ انسانیت کیلئے پیار دوسروں کیلئے ایثار اور اپنے پختہ کردار سے نوے لاکھ ہندوؤں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا اس وقت اگر برصغیر میں کوئی مسلمان موجود ہے تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت کا مرہون منت ہے۔ اگر محمد بن قاسم، سلطان محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین غوری، اورنگزیب عالمگیر جیسے بادشاہ تلوار کے ذریعے زبردستی کلمہ پڑھواتے تو آج برصغیر میں کوئی کافر ومشرک نہ ہوتا۔ لیکن انہوں نے زبردستی اسلام مسلّط کرنے میں جبر وتشدد نہیں کیا بلکہ عقیدہ کے قبول کرنے میں لوگوں کو آزاد رکھا۔ قرآن پاک کا حکم صرف یہاں تک ہے۔

قاتلوهم حتی لاتکون فتنه۔ ''کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ کفر کا غلبہ وجبر ختم ہو جائے'' کفر کی شوکت وسطوت ٹوٹ جائے ہر انسان بغیر جبر کے اپنے عقیدہ کے مطابق زندگی گزار سکے۔

(۱) جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں تشریف لائے تو مدینہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا کر آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کرنے کے بعد جو امان نامہ عیسائیون کو لکھ دیا اسکے الفاظ یہ ہیں۔

> ''یہ وہ امان ہے جو اللہ کے غلام امیر المومنین نے بیت المقدس والوں کو دی۔ یہ امان جان، مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام اہل مذاہب کیلئے ہے نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے نہ وہ منہدم کئے جائیں گے نہ ان کے احاطہ کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ مذہب کے معاملہ میں اُن پر جبر نہ کیا جائے نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا جو لوگ بیت المقدس سے باہر جانا چاہیں ان کو بھی ہر طرح کا امن وامان حاصل ہوگا''۔ (صحیح مسلم۔ تاریخ طبری)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہر کے پادریوں نے شہر کی سیر کرائی ایک گرجا میں نماز کا وقت آگیا عیسائیوں نے گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی آپؓ نے فرمایا اگر میں گرجا میں نماز پڑھوں تو مسلمانوں کو نظیر مل جائے گی مبادا وہ غیر مسلم رعایا کی

عبادت گاہوں کو مسجدیں بنانے لگیں۔ چنانچہ گرجا سے نکل کر باہر نماز پڑھی (طبری۔فتوئ البلدان)

(۲) ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو اسلامی ملک میں رہتا ہو اور جزیہ ادا کرتا ہوں اس جزیہ وٹیکس کے بدلہ میں اسلامی حکومت اس کے جان و مال عزت و آبرو اور عبادت گاہوں کی حفاظت کرتی ہے۔ تاریخ طبری میں ہے کہ مسلمانوں کا اہل جرجان سے جو معاہدہ ہوا اس میں لکھا ہے۔

''ان کی جان و مال اور مذہب وشریعت سب محفوظ ہے ان میں سے کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمال کو ان معاہدوں کی پابندی کی تاکید کرتے رہتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ فاتح شام کو لکھا مسلمانوں کو ذمی کافروں پر ظلم کرنے اور ان کو نقصان پہنچانے اور اُن کا مال کھانے سے روکو اور جو شرطیں ان سے کی گئی ہیں ان کو پورا کرو۔ (کتاب الخراج امام ابو یوسف)۔

(۳) اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کافر کو قتل کر دیتا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُس سے قصاص لیتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک عیسائی کو قتل کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قاتل کو مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ (الدرایہ)

(۴) ذمیوں کی جائیداد کو کوئی نقصان پہنچتا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کا معاوضہ دلاتے تھے۔ ایک مرتبہ فوج نے شام کے ایک ذمی کی کھیتی پامال کر دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے اس کو دس ہزار درہم معاوضہ دلایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے غریب، اپاہج اور نادار مسلمانوں کو وظیفے دینے شروع کر دیے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ذمیوں کو بھی ایسے وظیفے دیتے۔ مدینہ طیبہ میں ایک بوڑھی عورت کو مانگتے دیکھا تو فرمایا گھر جاؤ تمہیں بیت المال سے وظیفہ ملے گا۔

(۵) کتاب الخراج امام ابو یوسف میں ہے کہ نادار، بے کس اور معذور ذمی کافر جزیہ سے مستثنیٰ تھے اور بیت المال سے ان کی کفالت کی جاتی تھی۔ حیرہ کی فتح کے موقع پر جو معاہدہ لکھا گیا اس میں تحریر تھا اگر کوئی بوڑھا ذمی کام کرنے سے معذور ہو جائے یا آفت زدہ ہو جائے یا دولت مندی کے بعد غریب ہو جائے اور اسکے اہل مذاہب اسے خیرات دینے لگیں تو اسکا جزیہ معاف کر دیا جائے اور اسکی اولاد کو بیت المال سے خرچ دیا جائے گا۔

(۶) جنگ یرموک میں مصروف ہونے کی وجہ سے مسلمان فوجیں ذمی کافروں کی حفاظت سے معذور ہو گئیں تو جزیہ کی کل وصول شدہ رقم واپس کر دی گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے انہوں نے تمام مفتوحہ اضلاع کے حکام کو لکھ بھیجا کہ جتنا جزیہ وصول ہو چکا ہے سب واپس کر دیا جائے (فتوئ البلدان، کتاب الخراج)

(۷) رسول اکرم ﷺ مسلمان فوجوں کے سپہ سالاروں کو ہدایت فرماتے (۱) بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قتل نہ کیا جائے (۲) دشمنوں

کے مکانات نہ جلائے جائیں (۳) پھلدار درخت نہ کاٹے جائیں (۴) فصلوں کو بلاوجہ نقصان نہ پہنچایا جائے (۵) دشمن کا مثلہ نہ کیا جائے (۶) جنگی قیدی کو قتل نہ کیا جائے (۷) راہب جو جنگ میں حصہ نہ لیں انہیں قتل نہ کیا جائے (۸) عہد شکنی نہ کریں۔

(۸) رسول کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہونے سے پہلے اعلان فرمادیا جو شخص اسلامی لشکر کا مقابلہ نہ کرے اسے امان ہے جو شخص مسجدوں میں داخل ہوجائے اسے امان ہے جو شخص دروازہ بند کر کے بیٹھا رہے اسے امان ہے جو شخص حکم بن حزام اور ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے اسے امان ہے۔ حضرت حمزہ ﷺ کے قاتل وحشی، جگر چبانے والی ہندہ، ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو معاف کردیا راستے میں کانٹے بچھانے والے جانی دشمن کافروں کیلئے عام معافی کا اعلان فرمادیا۔

لاتثریب علیکم الیوم اذھبوانتم طلقاء۔ آج تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی جاؤ تم آزاد ہو۔

(۹) اسلام میں رواداری۔ نجران کے عیسائی مناظرہ مباہلہ کیلئے مسجد نبوی میں آئے اُن کی نماز کا وقت آگیا تو انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کردی صحابہ کرام نے روکنا چاہا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا انہیں نماز پڑھنے دو اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کافر کو بھی مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے البتہ اگر وہ مسجد میں تقریر کے ذریعہ بدعقیدگی پھیلانا چاہے تو روکا جائیگا۔

(۱۰) ایک دفعہ مکہ میں اتنا سخت قحط پڑا کہ لوگ مردار اور ہڈیاں بھی کھانے لگے ابوسفیان دشمنی کے باوجود آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا محمد ﷺ آپ تو لوگوں کو قریبی رشتہ داروں سے نیک سلوک کی تعلیم دیتے ہیں دیکھئے آپ کی قوم ہلاک ہورہی ہے خدا سے دُعا کیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے دُعا کی اور خوب بارش ہوئی۔

(۱۱) قرآن پاک کی سورۃ المائدہ میں ہے۔ **لایجرمنکم شنان قوم علی الاتعد لواعد لوا۔**

کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر نہ اکسائے کہ تم انصاف نہ کرو۔ ہر حال میں انصاف کرو۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ایک یہودی کے خلاف زرہ چرانے کا مقدمہ دائر کیا۔ عدالت کے قاضی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے فیصلہ حضرت علی رضی اللّٰہ عنہ کے خلاف اور یہودی کے حق میں دیا کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللّٰہ عنہ کے پاس گواہ نہ تھے۔ یہودی نے اسلام کے اس عدل کو دیکھ کر ایمان قبول کرلیا۔

(۱۲) رسول کریم ﷺ نے فرمایا اپنے ماں باپ کو گالی نہ دو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللّٰہ ﷺ کوئی ایسا شخص بھی ہوسکتا ہے جو ماں باپ کو گالی دے۔ فرمایا۔ تم کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دو گے تو وہ جواباً تمہارے ماں باپ کو گالی دے گا۔ اسطرح تم بالواسطہ ماں باپ کو گالی دینے کا سبب بنے ہو گویا کہ تم نے اپنے ماں باپ کو گالی دی ہے بالکل اسی طرح اگر تم کسی دوسرے کی عبادت گاہ میں بم پھینکو گے تو وہ تمہاری مساجد میں بم پھینکیں گے گویا اپنی مساجد کی تباہی کا سبب تم خود بنے ہو۔ اب نمازی مساجد میں باجماعت پڑھنے سے گھبراتے ہیں کہ نامعلوم کس وقت کوئی بم پھینک دے۔ نمازی کے مسجد سے روکنے کا سبب بھی تم خود بنے

ہو بلکہ قرآن کی اس آیت کے مصداق بنے ہو۔

اریت الذی ینھی عبدااذاصلی ۔''اے حبیب کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو نماز پڑھنے سے روکتا ہے''

(۱۳) اسلام تو سراپا امن وسلامتی کا درس دیتا ہے۔ کافر پڑوسی کے حقوق کے تحفظ کا حکم دیتا ہے اسلام میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں بالخصوص دین کے نام پر دہشت گردی زیادہ قبیح اور مذموم جرم ہے بلکہ لوگ دین میں اس دہشت گردی کو دیکھ کر دین سے نفرت کرنے لگیں گے کہ جو اسلام امن سلامتی انسانیت کے وقار کی بات کرتا ہے۔ اسکے علمبردار دہشت گرد بن گئے ہیں۔

جبکہ تبلیغ کیلئے قرآن کا حکم ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ ۔اے حبیب حکمت ونصیحت کے ساتھ اپنے رب کے واسطے کی طرف بلائیے۔ فرعون جیسے سرکش کافر کی طرف حضرت موسیٰ وحضرت ہارون کو بھیجا گیا تو حکم دیا گیا۔

فقولا له قولا لینا لعله یتزکیٰ اویخشی۔

''اُس کے ساتھ نرم انداز میں گفتگو کریں شاید وہ نصیحت قبول کرنے لگے یا میرے غضب سے ڈرنے لگے''

(۱۴) تبلیغ کا طریقہ یہ ہے پیار ومحبت سے دلائل وبراہین سے دوسرے کو قائل کریں نہ مانے تو **وما علینا الاالبلاغ** کہہ کر **اذامروا باللغو مَرّوُا کراماً** کا نمونہ بن جائیں۔ کسی کے سینے پر بندوق رکھ کر کلمہ طیبہ پڑھالیا جائے یا عقیدہ تبدیل کرالیا جائے تو ایسا ایمان شرعاً قابل قبول نہیں کیونکہ ایمان تو دل کی اس تصدیق کا نام ہے۔ جو بخوشی ورضا دل کی گرائیوں سے خدا اور سول کی خاطر ہو۔

(۱۵) مقام حیرت ہے جو لوگ اشتہاروں دیواروں پر یہ نعرہ لکھتے ہیں اور زبان سے ادا کرتے ہیں۔ ''صرف اور صرف اللہ المدد'' لیکن عملی طور پر اس نعرہ پر یقین رکھتے ہیں۔ سیکورٹی گارڈ المدد باڈی گارڈ المدد کلاشنکوف المدد۔ بقول علامہ اقبال

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ　　　مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

(۱۶) قرآن وحدیث کا مسلمہ اصول ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے جس جگہ جس وقت موت نے آنا ہے اس سے ایک لمحہ ایک سیکنڈ وقت آگے پیچھے نہ ہوگا۔

وَمَا کَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کِتٰبًا مُؤَجَّلاً ۔(القرآن)

''کسی شخص کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ کی اجازت کے بغیر مرے کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے''۔ اگر کوئی شخص لوہے کے تہہ خانے میں چھپا ہو وہاں بھی موت اسے نہیں چھوڑتی۔

اَیْنَ مَاتَکُوْنُوْیُدْرِکْکُّمُ الْمَوْت وَلَوْ کُنْتُم فِیْ بُرُوجٍ مُّشَیَّدَۃ ۔(القرآن)

''اگر تم مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں ہو جاؤ تمہیں موت وہاں بھی آئے گی''

موت ایک اٹل حقیقت ہے مسلمانوں کا پختہ عقیدہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔

فَاِذَاجَاء اَجَلُهُمْ لَايَستَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَلَا يَستَقدِمُونَ۔(القرآن)

جب ان کی موت کا وقت آ جائے گا تو ایک لمحہ نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم حفاظتی دستہ کے باوجود چھبیس جرنیلوں سمیت فضا میں بکھر گئے۔ راجیو گاندھی سیکورٹی گارڈ کی موجودگی میں موت کے آہنی پنجہ سے نہ بچ سکا۔ اندرا گاندھی کیلئے اس کے اپنے باڈی گارڈ بھی موت کا قاصد بن گئے۔ ذوالفقار علی بھٹو جس کی کرسی بڑی مضبوط تھی اسکے جیالے اسکی پھانسی کے وقت کو آگے پیچھے نہ کر سکے ہزاروں لوگوں کے جلوس اور حفاظتی دستہ کی موجودگی کے باوجود قاتل کی گولی امریکہ کے صدر جان کینڈی کے سر سے گزر گئی۔ ان حقائق کی موجودگی میں علماء کرام کے کلاشنکوف بردار حفاظتی دستے کچھ اچھے نہیں لگتے۔ حفاظتی دستے دل مفسد کو تسلی تو دے سکتے ہیں لیکن موت کو نہیں ٹال سکتے۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو میدان صفین میں شام کے وقت بغیر تلوار کے گشت کرتے دیکھا تو عرض کیا! میدان جنگ دشمن کا خطرہ اور آپ بغیر تلوار کے گشت فرما رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

فَقَالَ اَبَالمَوْتِ اُخَوِّفُ وَاللّٰهِ مَااُبَالِی اَسَقطْتُ عَلٰی المَوْتِ اَم سَقَطَ المَوْتَ عَلَیَّ۔

کیا مجھے موت سے ڈرایا جا رہا ہے! خدا کی قسم مجھے پرواہ نہیں کہ میں موت پر گروں یا موت مجھ پر گرے۔

حقیقت ہے اللہ کے نیک بندے موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت تو ان کیلئے ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

اَلمَوْتُ جِسْرٌ یُوصِلُ الحَبِیْبَ اِلٰی لحَبِیْبَ۔

(۱۷) مرتد اس شخص کو کہتے ہیں جو پہلے مسلمان ہو پھر اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرے تو اسلامی حکومت کا کام ہے کہ اس کو تین دن تک قید میں رکھے۔ اس کے شکوک و شبہات کو دور کیا جائے پھر بھی نہ مانے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ مرتدہ عورت کو قتل نہ کیا جائے بلکہ دائمی قید میں رکھا جائے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ پاکستان میں رہنے والے یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، مرزائی ذمی کافر ہیں۔ مرزائیوں کی پہلی نسل مرتد تھی بعد میں آنے والی نسلیں جو اپنے آباء کے عقیدے پر قائم ہیں وہ کافر ہیں۔ اسی طرح گستاخ صحابہ کرام و گستاخ رسول ﷺ کی پہلی نسل مرتد تھی اور بعد میں آنے والی نسلیں جو اپنے آباء کے عقائد باطلہ پر ہیں۔ وہ ذمی کافر ہیں اگر ان ذمی کافروں سے تقریراً تحریراً صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی یا رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی سرزد ہو تو عدالت اسلامی کے ذریعے انہیں سزا دلوائی جائے خود قانون کو ہاتھ میں لے کر ان ذمی کافروں کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ چوری ڈاکہ قتل، زنا کی سزا دینا حکومت وقت کا کام ہے۔ اگر ہر آدمی خود ہی قانون ہاتھ میں لے لے تو پھر انتظامیہ اور عدلیہ کی کیا ضرورت ہے بلکہ ملک کا حال جنگل کے قانون میں بدل جائیگا۔ ایسی صورت میں ذمی کافروں میں سے ہندو، سکھ، مرزائی، یہودی عیسائی کسی کی جان محفوظ نہیں بلکہ کوئی شخص ذاتی دشمنی کی بنا پر دوسرے کو قتل کر کے کہہ دے گا کہ اس نے میرے سامنے انبیاء کرام

اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی تھی لہٰذا قتل کردیا۔ قانون کا احترام کرتے ہوئے ضروری ہے کہ مجرم و ملزم کو قانون کے حوالے کر کے قرار واقعی سزا دلوائی جائے اور افراد کو خود اپنے ہاتھ میں قانون لینے سے گریز کرنا چاہیے ورنہ سارا ملکی نظام درہم برہم ہو جائیگا۔

(۱۸) حکومت وقت کو چاہیے کہ دہشت گرد اسلحہ بردار تنظیموں پر پابندی لگادے بلکہ ہر قسم کے اسلحہ کے لائسنس کو منسوخ کردے۔ دہشت گردی اور فتنہ انگیزی قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ قرآن پاک حاکم ہے۔

اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ فتنہ خیزی قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔

(۱۹) زندگی رب تعالیٰ کی امانت ہے امانت میں خیانت جرم ہے لہٰذا خودکشی حرام ہے جان کی حفاظت کی گنجائش ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالے لیکن اسلحہ کی نمائش، اسلحہ سے لوگوں کو خوفزدہ کرنا، عبادت خانوں میں خونریزی بم دھماکے فتنہ گری اور دہشت گردی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا وَاللّٰه لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْن۔

''یہ لوگ زمین میں فساد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا''۔ دوسرے مقام پر قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا اَحْيَاالنَّاسَ جَمِيْعًا۔

''جس نے کسی انسان کو سوائے قصاص کے قتل کیا یا زمین میں فساد برپا کرنے کیلئے قتل کیا گویا اُس نے ساری انسانیت کو قتل کردیا۔ جس نے ایک بیگناہ کو بچالیا گویا اس نے ساری انسانیت کو بچالیا۔ رعب داب اور دکھاوے کیلئے اسلحہ کی نمود و نمائش بھی قابل تحسین نہیں بلکہ قابل مذمت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد پاک ہے کہ ریاء کاری اور دکھاوا اعمال صالحہ کو باطل کردیتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُم رِيَاءَ النَّاسِ وَلَا يُوْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔

''جو لوگ دکھاوے کیلئے مال خرچ کرتے ہیں حقیقتاً وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے''۔

(۲۰) علماء حق اور علماء ربانیین تو عاجزی انکساری اور تواضع کا پیکر ہوتے ہیں۔

اُن کی دعوت **حق ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة** ہوتی ہے۔ وہ مودتہ محبت اخوت اور بھائی چارے کے علمبردار ہوتے ہیں۔ امن، سلامتی، صلح اور آشتی ان کا شیوہ ہوتی ہے۔ انسانیت سے ہمدردی اُن کا شعار ہوتی ہے۔ اُن کی نگاہوں کی جنبش ہی دلوں کی کایا پلٹنے کیلئے کافی ہوتی ہے۔ بقول علامہ اقبال۔

دم عارف نسیم صبحدم ہے — اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

وہ سراپا محبت، امن، سلامتی کے داعی ہوتے ہیں۔ بقول علامہ اقبال

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ورنہ اطاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

قرآن پاک نے سورۃ فرقان میں علماء ربانین اور عبادالرحمٰن کی تعریف اس انداز میں کی ہے۔

عِبَادُالرَّحمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الاَرْضِ ھَوْناً۔

اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سکون اور وقار سے چلتے ہیں۔ ھَوْناً کے لغوی معنی ہیں نرمی سکون وقار اس آیت میں ایسی نرمی سکون اور وقار سے مراد جس میں خوف خداوندی کی وجہ سے تواضع انکساری اور عاجزی ہو۔ کیونکہ غرور وتکبر کی چال رب تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

لَاتَمْشِ فِی الاَرْضِ مَرَحاً۔ زمین میں اکڑ کر نہ چل **وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الجَاھِلُوْنَ قَالُوْاسَلٰماً۔**

"جب اُن سے جاہل لوگ بحث مباحثہ میں الجھتے ہیں تو سلامتی کی دعا دے کر الگ ہو جاتے ہیں"۔

یعنی ناشائستہ، لغو اور بے ہودہ بات کا جواب دینے کی بجائے سلام کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔ سورہ قصص میں اس کی مزید وضاحت فرمائی۔

وَاِذَاسَمِعُوااللَّغْوَاَعْرَضُواعَنْہُ وَقَالُوْلَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُم سَلَامٌ عَلَیکُم لَاتَبْتَغِی الجَاھِلِیْنَ۔

"جب وہ بے ہودہ بات سنتے ہیں تو منہ موڑ لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں تم کو سلام ہے۔ ہم جاہلوں سے الجھنا نہیں چاہتے"۔

وَالَّذِیْنَ لَایَشْھَدُوْنَ الزور وَاِذَامَرُّوابِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَاماً۔

"اللہ کے نیک بندے جھوٹ، باطل کام میں شامل نہیں ہوتے جب کبھی بے ہودہ مشاغل کے پاس سے گزرنا پڑ جائے تو باوقار طریقے سے گزر جاتے ہیں۔

لَایَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ کا معنی مفسّرین نے مزید اس طرح بیان کیا ہے۔

(۱) وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے (۲) وہ جھوٹ نہیں بولتے (۳) وہ گناہ کی مجلسوں میں شامل نہیں ہوتے خلاصہ یہ ہے کہ خود بے ہودہ مشاغل میں کبھی شامل نہیں ہوتے۔ اگر کبھی اتفاق سے ایسی مجالس سے واسطہ پڑ جائے تو ان فضول مشاغل میں شریک لوگوں سے جھگڑتے نہیں اور نہ ہی انہیں حقیر سمجھ کر غرور وتکبّر کا انداز اختیار کرتے ہیں بلکہ متانت ووقار سے گزر جاتے ہیں۔

سرورِ کائنات رحمت کائنات ﷺ کا اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ یہی ہے کہ طائف والوں نے پتھر برسا کر زخمی کر دیا۔ غزوہ احد میں

کافروں نے دندان مبارک شہید کر دیئے۔ پیشانی مبارک خون آلودہ ہوگئی۔لیکن تباہی کی بددعا نہ کی بلکہ ہدایت کی دُعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِی فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

''اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ میرے مقام رسالت کو نہیں جانتے''

انگریز کے پیدا کردہ دو فتنے

(اُمت مسلمہ میں انگیز کے پیدا کردہ دو فتنے)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے تمہیدا یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ تاریخ اسلام میں ایسے فتنوں کو جنم دینے والے ایسے زہریلے پودے کاشت کرنے والے انکی آبیاری کرنیوالے اوران فتنوں کو تحفظ دینے والے ''انگریز'' ہیں۔ یورپی اقوام کو صلیبی جنگوں میں شکست کے زخم ابھی تک نہیں بھولے جہاں بھی کوئی اسلامی تحریک اُٹھی ہے یورپ کی اقوام انہیں بنیاد پرست دہشت گرد کہہ کر انہیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

برطانوی جاسوس ہمفرے اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ پانچ سو جاسوس مشرق وسطیٰ میں بھیجے گئے کہ وہاں جا کر یہ تحریک چلاؤ کہ ترکوں کو عرب علاقوں سے نکالا جائے جہاں عرب بستے ہیں وہاں صرف عربوں کی حکومت ہونی چاہیے مقصود یہ تھا کہ خلافت عثمانیہ کو ختم کیا جائے۔

ہمفرے کہتا ہے کہ میں بصرہ گیا وہاں میری ملاقات ایک نوجوان محمد بن عبدالوہاب نجدی سے ہوئی وہ ترکوں کے خلاف تھا۔ میں نے جان لیا کہ اس نوجوان کے ذریعے ترکوں کے خلاف کام کیا جاسکتا ہے۔ میں نے اُس نوجوان سے دوستی کرلی ایک انگریز داشتہ کے ذریعے شیخ نجد کو اپنے شیشہ میں اُتارا شیخ نجد نے اُس داشتہ انگریز سے زنا کیا اور شراب پیا۔ اس طرح شیخ نجد کو مکمل طور پر اپنے جال میں پھانس لیا۔ ہمفرے کہتا ہے کہ میں نے اپنے پروگرام شیخ نجد کے سامنے رکھا کہ ترک یونان کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہیں خلافت عثمانیہ کمزور ہوچکی ہے۔ بڑی آسانی سے ترکوں کو عرب سے نکالا جاسکتا ہے۔ اسلحہ اور تنخواہیں ہم دینگے بدلوگوں کی فوج تم تیار کرو درعیہ جاکر شاہ سعود کے ساتھ ملکر ترکوں کے خلاف کام شروع کردیا گیا۔ اس تحریک کا نام توحید کی اشاعت رکھا گیا توحید کی آڑ میں بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کیا گیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قبروں کو اکھیڑا گیا حجاز مقدس میں وہ خون کی ہولی کھیلی گئی کہ الامان بن زینی دحلان مفتی مکہ کی تنصیف ''الدرا لسینہ'' پڑھئے انگزیزوں کے ایجنٹ نام نہاد شیخ الاسلام نے توحید کی آڑ میں بے گناہ مسلمانوں کا خون بہایا۔ علمائے دیوبند نے المہند میں اور مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے اپنی تصنیف شہاب ثاقب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی، ظالم، خونخوار، خبیث وہابی لکھا ہے۔ شہاب ثاقب میں لکھا ہے کہ وہابی تحریک کا بانی شیخ نجد منبر پر کھڑا ہو کر کہتا تھا میرا عصا حضرت محمد ﷺ سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ حضرت محمد ﷺ مرنے کے بعد کوئی فائدہ نہیں دیتے ہیں۔ وہابیہ خبیثہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔

ملاحظہ ہو شہاب ثاقب۔

شیخ نجد کہتا ہے کہ پہلے زمانے کے بت دو، سواع اور نسر تھے اس زمانے کے بت محمد علی اور عبدالقادر ہیں۔ شیخ نجد نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السّلام کے وسیلہ سے دُعا کرے وہ کافر مشرک قابل گردن زدنی ہے۔

ہمفرے نے لکھا ہے کہ میں نے شیخ نجد کو مشورہ دیا کہ تم موحد ہو لیکن کعبہ جو ایک پتھر کی عمارت ہے اس پتھر کو پوجتے ہو۔ توحید کا تقاضا ہے کہ اس پتھر کی پرستش سے بچو اور اس پتھر کی عمارت کو گرادو گے۔

کتنا بڑا المیہ ہے کہ تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے جو شخص ترکوں کا دشمن خلافِ عثمانیہ کا ختم کرنے والا احجاز مقدس میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والا انگریز کا ایجنٹ تھا۔ اُسکو قلم کے زور سے اور سعودی ریال کی طاقت سے شیخ الاسلام کے روپ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ افسوس صد افسوس تفو بر تو اے چرخ گردوں تفو۔

انگریز کا دوسرا ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی تھا جو اپنی تصنیف تریاق القلوب صفحہ 310 پر لکھتا ہے کہ تمام مسلمانوں میں سے اول درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے اول درجے کا خیر خواہ بنا دیا ہے۔

اول۔ والد مرحوم کے اثر نے۔ دوم۔ اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم۔ خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ کتاب البریہ صف ۳ پر لکھا ہے کہ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرے والد غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک فرمادار اور خیر خواہ آدمی تھا دربار گورنر میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گویفنڈ صاحب کی تاریخ وبستان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی مدد میں دیئے تھے اس فتنہ عظیم کے پس منظر کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے۔ انگریز جب اپنی چالاکی مکر و فریب سے برصغیر پر قابض ہو گیا تو مسلمانوں کے سوا دیگر اقوام نے انگریز کی حاکمیت کو تسلیم کر لیا لیکن مسلمانوں نے انگریز کے سامنے سر نہ جھکایا اسے دل سے تسلیم نہ کیا اور ان کے خلاف آزادی کی جنگ لڑتے رہے۔ انگریزوں نے سزا کے طور پر مسلمانوں پر تعلیم اور روزگار کے دروازے بند کر دیئے۔ جائیدادیں ضبط کر لیں مدارس اور مساجد کے اوقاف اپنے قبضے میں لے لئے اسکے باوجود مسلمان ڈٹے رہے اور سر تسلیم خم نہ کیا تب انگریز دانشور سر جوڑ کر بیٹھے کہ مسلمانوں کی قوت کو کیسے ختم کیا جائے۔ انگریز دانشوروں کا متفقہ فیصلہ یہ ٹھہرا کہ

یہ فاقہ کش کی موت سے ڈرتا نہیں ذرا ؎ روح محمد اسکے بدن سے نکال دو

کہ مسلمانوں کو اپنے نبی علیہ السّلام سے شدید محبّت ہے اس محبّت کی دیوار میں دراڑیں ڈال دی جائیں اس محبت کے رشتہ کو منقطع کر دیا جائے۔ جب اس مسلم قوم کا تعلق اپنے نبی علیہ السّلام سے ٹوٹ جائے گا تو یہ قوم خود بخود اپنی موت آپ مرجائے گی تو انگریز نے برصغیر میں دو فتنوں کو جنم دیا ایک وہابیت دوسرا قادیانیت یہ دونوں گروہ انگریز کے ایجنٹ ہیں انگریز کا مقصد تھا کہ ان دو گروہوں کے ذریعے مسلمانوں کے دل سے نبی علیہ السّلام کی محبت اور تعلق کو ختم کیا جائے۔

وہابی گروہ کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ تم توحید کی آڑ میں نبی علیہ السّلام کی تنقیص کرو۔ انکے بارے میں لوگوں کو بتاؤ کہ وہ ہمارے جیسے عام بشر تھے مر کر مٹی مل گئے۔ اب کوئی فائدہ نہیں دیتے انکی تعریف بشیر جیسی کرو۔ انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا۔ جس کا نام محمد وعلی ہے انکا کچھ اختیار نہ تھا نبی گاؤں کے چوہدری اور نمبردار کی طرح ہوتا ہے۔ (حوالہ تقویت الایمان وبراہین قاطعہ)

اس وہابی گروہ نے انگریز کا خوب حق نمک ادا کیا اور توحید کی آڑ میں حضور علیہ السّلام کی تعظیم کو شرک ٹھہرالیا۔ انگریز ظالم تھا، غاصب تھا، کافر تھا، مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی۔ جنگ آزادی میں ہزاروں علماء کو درختوں پر پھانسی دی کالے پانی کی سزادی بہادر شاہ ظفر کے ناشتے میں اُسکے بیٹیوں کے سر بھیجے۔

ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ مسلمانوں پر ظلم وستم کی انتہا کردی ایسے کافر ظالم غاصب کے خلاف جہاد کرنے کی بجائے انگریز کے ایجنٹ انگریز کی مرضی کے مطابق سکھوں کے خلاف بالاکوٹ میں جنگ کر رہے تھے انہیں انگریز جیسے ظالم کافر غاصب کے خلاف جہاد کا لفظ کہنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

حیات طیبہ میں مرقوم ہے کہ اسماعیل دہلوی سے سوال ہوا کہ انگریز کے خلاف جہاد کرنا چاہیے تو اسماعیل دہلوی نے جواباً ارشاد فرمایا۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا ہرگز واجب نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ اگر باہر سے کوئی حملہ آور ہو تو اُس کے ساتھ لڑیں اور اپنی مہربان حکومت اور سرکار پر ہرگز آنچ نہ آنے دیں۔ تذکرۃ الرشید جلد۳ میں ہے کہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا۔ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید وذبیح کا

وہ شہید لیلائے نجد تھا یہ ذبیح تیغ خیار ہے

مکالمۃ الصدرین میں شبیر احمد عثمانی کا کہنا ہے کہ اشرف علی کو حکومت کی طرف سے چھ سو روپیہ ماہوار ملتا تھا۔ افاضات یومیہ میں اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ اگر اللہ نے ہمیں حکومت دی ہم انگریزوں کو آرام پہنچائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں انتہائی راحت کے ساتھ رکھا ہے۔ تذکرۃ الرشید میں عاشق الٰہی میرٹھی لکھتا ہے۔ امام ربانی (گنگوہی) سمجھے ہوئے تھے کہ جب میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزاموں سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریز حکومت) مختار ہے جو چاہے کرے یہ بات بھی تاریخ کے صفحات پر ہے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی کے سوا تمام دیوبندی علماء نے پاکستان بننے کی سخت مخالفت کی۔ ان کا مولوی حسین احمد ٹانڈوی تو گاندھی کا یاغار تھا۔ مسجد میں منبر پر بٹھا کر گاندھی سے تقریر کراتا۔ اور ٹانڈوی نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ قومیں وطن سے بنتی ہیں تو علامہ اقبال نے ٹانڈوی کی تاریخی چھترول کردی۔

عجب ہنوز نہ داند رموز دیں ورنہ ۔ ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کو ملت از وطن است ۔ چہ بے خبرز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست ۔ گر باونہ رسیدی تمام بولہبی است

علامہ اقبال نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے تو دین کی خاطر اپنا آبائی وطن مکہ مکرمہ چھوڑ دیا اور مدینہ طیبہ چلے گئے۔ اور ٹانڈوی کہتا ہے قومیں وطن سے بنتی ہیں۔

خطبہ صدارت شبیر احمد عثمانی صف ۴۸ میں ہے کہ مولانا حسین احمد صاحب نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا اور قائداعظم کو کافر اعظم کا لقب دیا۔ مکالمۃ الصدرین میں مولوی شبیر احمد عثمانی نے حسین احمد کے متعلق کہا یہ پرلے درجے کی شقاوت وحماقت ہے۔ کہ قائداعظم کو کافر اعظم کہا جائے۔

اہلسنت وجماعت کے پیران عظام اور علماء کرام نے پاکستان بنانے میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا۔ جس پر سنی بنارس کانفرنس گواہ ہے۔

دوسرا اگروہ قادیانی ہے جو انگریز کے ایجنٹ تھے انگریز نے اس گروہ کی ڈیوٹی لگائی کہ نیا نبی پیدا کرو کہ مسلمان اصلی نبی کو بھول جائیں۔

چنانچہ غلام احمد قادیانی کو تیار کیا گیا جس نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مثیل مسیح بنا پھر مسیح موعود کا دعویٰ کیا پھر ظلی بروزی نبی بنا آخر میں مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

مرزا قادیانی کی تصانیف کے آئینے میں قارئیں پر واضح کرتا ہوں کہ اس بہروپیے نے کتنے بہروپ بدلے ہیں اپنی تصانیف ازالۃ الادھام میں لکھتا ہے میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور خوارق وعادات اللہ تعالیٰ نے میری فطرت میں رکھے ہیں پھر کشتی نوح میں لکھتا ہے کہ یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں ابن مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں ایک غلطی کا ازالہ 10 نومبر 1901 میں لکھتا ہے کہ اپنی نسبت نبی اور رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہے ں۔ براہین احمدیہ میں لکھتا ہے جیسے کہ مومن کیلئے دوسرے احکام الہیٰ پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا فرض ہے کی آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں۔

حقیقة الوحی میں لکھا ہے کہ **محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار** ۔ اس وحی الہیٰ میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔

اربعین صف ۴ پر لکھتا ہے کہ مجھے اپنی وحی پر ایسے ایمان ہے جیسے تورات انجیل اور قرآن پر۔ البشریٰ جلد اول میں لکھتا ہے کہ۔

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

غلام احمد قادیانی کے جھوٹے اور کاذب ہونے کیلئے اُس کی اپنی تصانیف میں درج تضادات ہی کافی ہیں میں قارئین کے سامنے اُسکے جھوٹ کی چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں۔

پہلا رُخ:۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صف 19)

جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی کام نہیں (تتمہ حقیقۃ الوحی صف 29)

دوسرا رُخ:۔ مکاشفات صف 22 کشتی نوح صف 5 میں مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گویاں ٹل جائیں۔

نوٹ:۔ یہ صریح جھوٹ ہے کسی کتاب میں یہ خبر نہیں ہے۔

پہلا رُخ:۔ کشتی نوح صف 15 آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہونگے وہ میں ہی ہوں۔

دوسرا رُخ:۔ البشریٰ صف 25 جلد سوم میں ہے حضور لاہور جا کر بیمار ہو گئے اور دستوں کی بیماری سے آخر مئی 1908 میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

پہلا رُخ:۔ البشریٰ میں لکھتا ہے کہ قادر خدا قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا تا کہ سمجھو کہ قادیان اس لئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔

دوسرا رُخ:۔ حاشیہ حقیقۃ الوحی صف 84 اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہو گیا۔ ''مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء کرام کی بھی توہین کی ہے''

پہلا رُخ:۔ چشمہ معرفت صف 12 اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر ہے البلاغ المبین صف 9 وہ بڑا ہی خبیث، ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

دوسرا رُخ:۔ انجام آتھم صف 7 کا حاشیہ۔

اب یسوع کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہ تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں۔ مکتوبات احمدیہ صف 3 مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبّر خود بین خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ دافع البلاء صف 20 پر لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات صرف تین ہزار ہوئے اور تتمہ حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے کہ میرے معجزات کی تعداد تین لاکھ ہے۔

حضرت امام حسینؓ کی توہین کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

صد حسین در گریبانم	کربلا ایست سیر ہم آنم

دافع البلاء صف 13

ہر لحظہ کربلا کی سیر کر رہا ہوں اور سینکڑوں حسین میرے گریبان میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہا آج تم میں ایک حسین سے بڑھ کر ہے۔

انگریز قوم جہاد سے بہت خوف زدہ ہے لہٰذا انگریز نے اپنے پالتو نبی کو کہا کہ جہاد کے خلاف لکھو چنانچہ اپنے حق نمک ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

تبلیغ رسالت جلد نہم:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کیلیئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب ختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتوئی فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

تریاق القلوب صف 15 پر لکھتا ہے۔

میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔

آخر میں دُعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو انگریز کے پیدا کردہ ان دو فتنوں سے محفوظ رکھے! آمین

راقم الحروف

ریاض محمود

45 NANSEN ROAD BIRMINGHAM 8

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ندا کرنے اور مدد مانگنے کا جواز

مصنّف کے حالات

حضرت علامہ پروفیسر صاحبزادہ ریاض محمود صاحب ابن مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد حسین شوق صاحب رحمتہ اللہ علیہ ابن حضرت علامہ استاذ الاساتذہ مولانا غلام محمود صاحب قدس سرہ العزیز ۱۹۴۵ء کو ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ مڈل کلاس کا امتحان ہائی سکول پپلاں سے پاس کیا۔ فاضل فارسی کا امتحان اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی سیکنڈری بورڈ لاہور سے پاس کیا۔ بعد ازاں اپنے والد گرامی کی اجازت سے دار العلوم محمو یہ غوثیہ بھیرہ میں داخلہ لیا۔ جس دار العلوم کے بانی و مہتمم ضیائے اُمت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الاہزی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ حضرت قبلہ ضیائے اُمت کے سایۂ عاطفت میں ادیب عربی، عربی عالم، فاضل عربی، میٹرک، ایف اے، اور بی اے کے امتحانات پاس کئے ادیب عربی میں اپنے دار العلوم میں اول پوزیشن حاصل کی اور صوبہ پنجاب لاہور بورڈ میں تیسرے نمبر پر رہے۔ قبلہ ضیائے اُمت مدظلہ العالیٰ سے دورہ حدیث شریف پڑھا اور دار العلوم محمدیہ غوثیہ میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر سند فراغت شیخ الاسلام حضرت علامہ پیر خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی قدس سرہ العزیز کے دست مبارک سے حاصل کی۔ بعد ازاں جامع رضویہ فیصل آباد میں شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول صاحب مدظلہ العالی سے بھی دورہ حدیث شریف پڑھا۔ اور سند حدیث حاصل کی دورہ قرآن شریف حضرت علامہ فیض احمد اویسی بہاولپوری سے پڑھا اور سند حاصل کی۔ اس کے بعد ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے امتحانات پنجاب یونیورسٹی لاہور سے پاس کئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چند سال دار العلوم محمودیہ رضویہ پپلاں میں ابتدائی اسباق پڑھاتے رہے۔ قبلہ ضیائے اُمت مدظلہ العالیٰ کے حکم پر کچھ عرصہ دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی میں صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں قبلہ ضیاء اُمت مدظلہ العالیٰ نے صاحبزادہ صاحب کو برطانیہ کے شہر برمنگھم میں مدرسہ ضیاء القرآن میں تدریس کے فرائض سنبھالنے کا حکم دیا تقریباً آٹھ سال تک مدرسہ ضیاء القرآن برمنگھم 8 مین بحسن وخوبی تدریس واشاعت دین اسلام کے فرائض انجام دیئے۔

۱۹۸۵ء میں حضرت مفتی اعظم علامہ مولانا محمد حسین شوق رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد پپلاں آکر اپنے آباؤ اجداد کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے دار العلوم محمودیہ رضویہ کی نظامت کے فرائض سنبھال لئے جن کو تا حال نبھار ہے ہیں۔ حضرت علامہ صاحبزادہ ریاض محمود صاحب کے پاس برطانیہ کی شہرت بھی ہے۔ مدرسہ ضیاء القرآن برمنگھم کی انتظامیہ کا ابھی اتک اصرار ہے کہ واپس آجائیں لیکن پپلاں شہر کے اہلسنت والجماعت احباب کی محبّت اور دار العلوم محمودیہ رضویہ کے انتظام وانصرام نے واپس جانے سے روک دیا۔ بعد ازاں معاشی حالات کے پیش نظر محکمہ تعلیم میں لیکچرار شپ حاصل کر لی اور آجکل گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد

پپلاں ضلع میانوالی میں اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ تنظیم المدارس پاکستان کے امتحانات، شہادت ثانویہ عامہ (میٹرک) شہادت ثانویہ خاصہ (ایف اے)، شہادت عالیہ (بی اے)، شہادت عالمیہ (ایم اے) بھی امتیازی حیثیت سے پاس کئے۔ دارالعلوم محمودیہ رضویہ کے طلباء کو تدریس جامع مسجد محمودیہ میں خطبہ اور دیگر دینی فرائض فی سبیل اللہ سرانجام دیتے ہیں۔ آجکل اس فحاشی بے حیائی اور مادیت کے دور میں نوجوانوں کی اصلاح کیلئے ایک تنظیم سنی تحریک کو تشکیل دیا ہے کہ نوجوان مسلمانوں کو جوئے، نشہ، وڈیو گیمز، وی سی آر سے ہٹا کر دین اسلام کی خدمت کی طرف راغب کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اُن کی اس کوشش کو بارآور کرے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے شب و روز دینی و اصلاحی مصروفیات میں گزر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اُن کو کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین

راقم الحروف:

مولانا قریشی منظور حسین

صدر سنی تحریک تحصیل پپلاں ضلع میانوالی

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم امابعدفاعوذباللہ من الشیطن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی۔

ہم اہلسنت والجماعت کاعقیدہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اُسی کی ذات ہے۔رب تعالیٰ کی ذات وصفات میں کوئی نبی کوئی، رسول کوئی، فرشتہ،کوئی جن،کوئی انسان شریک نہیں وہ اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک ہے۔ جیسا کہ سورہ اخلاص میں ہے اے حبیب ﷺ فرمادیجئے اللہ ایک ہے۔اللہ بے نیاز ہے۔نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اورنہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ ہی کسی کا باپ ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے۔اپنی ذات وصفات میں واحد، یکتا، بے مثل ہے۔اسکی ساری صفات ذاتی، ازلی، ابدی، سرمدی، لامتناہی ہیں۔مخلوق کی صفات عارضی محدوداوررب تعالیٰ کی عطاکردہ ہیں۔اس کی مخلوق میں سے سب سے افضل، اعلیٰ، ارفع، اعلم، احسن، اجمل، اکمل، خاتم النبیین سیدالمرسلین، شفیع المذنبین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔حدیث پاک میں ہے۔**تخلقوا باخلاق اللہ** ۔اپنے اندراخلاق خداوندی پیداکرو۔اپنے اندر اخلاق خداوندی پیداکرو۔اس حدیث کامقصود ہے اسکی ذات رحمٰن ورحیم ہے۔تم بھی اپنے اندر رحم وشفقت کی صفت پیداکرواوراس کی مخلوق پررحم کرو۔حدیث پاک میں ہے۔**لایرحم اللہ من لایرحم الناس** ۔اللہ اس پررحم نہیں فرماتا جولوگوں پررحم نہیں کرتا۔رسول پاک ﷺ اس کائنات ارضی میں رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر ہیں۔ مظہر ہونے کی مثال قرآن پاک کی اس آیت طیبہ سے سمجھیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت وادی طور سے گزرے تو انہوں نے پہاڑ پرایک روشنی دیکھی اپنی بیوی حضرت صفورارضی اللہ عنہا کوفرمایا۔''تم یہاں ٹھہرو میں آگ لے آؤں'' جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جبل طور پر پہنچے تو دیکھا کہ آگ ایک درخت کے تنے سے نکل رہی ہے۔اس درخت میں سے آواز آئی۔ **من الشجرة ان یموسی انی انا اللہ رب العالمین**۔میں اللہ ہوں جو جہانوں کاپالنے والا ہوں۔

مندرجہ بالاواقعہ کے متعلق اگرکوئی شخص کہے کہ جس درخت سے آواز آرہی تھی وہ خداتھاتویہ کفر ہے۔اگرکوئی شخص یہ کہے کہ خداتعالیٰ نے اس درخت میں حلول کیاتھاتویہ بھی کفر ہے۔جملہ مفسرین یہ تشریح فرمارہے ہیں کہ اس وقت وہ درخت رب تعالیٰ کی صفت کلام کامظہر تھا۔مولاناجلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبل طور کاایک درخت رب تعالیٰ کی صفت کلام کامظہر بن سکتا ہے۔ تواشرف المخلوقات انسان رب تعالیٰ کی صفات کامظہر کیوں نہیں بن سکتا؟ بقول علامہ اقبالؒ

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن	گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان
قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت	یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
یہ راز کسی کونہیں معلوم کہ مومن	قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ہمسایہ جبریل امین، بندہ خاکی ہے اُس کا نشیمن نہ بخارا نہ بدخشاں

خاکی و نوری نہاد بندہ مولا صفات ہردو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

مزید وضاحت کیلئے مظہر کی دوسری عقلی مثال پیش خدمت ہے دوپہر کے وقت جب سورج پوری تابانی سے چمک رہا ہوں اور کوئی شخص اس چمکتے سورج کے سامنے آئینہ رکھے۔ جس طرح دوپہر کو چمکتے سورج سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اسی طرح سورج کے مقابل آئینہ کی طرف دیکھنے سے بھی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی۔ کوئی شخص نہیں کہ سکتا کہ آئینہ سورج بن گیا۔ اور نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ زمین سے کئی گنا بڑا سورج آئینہ میں سما گیا ہے۔ یہ دونوں باتیں ناممکن ہیں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت آئینہ سورج کی صفت روشنی کا مظہر ہے اور انسان رب تعالیٰ کی صفات کا مظہر کب بنتا ہے جب وہ اپنی رضا کو چھوڑ کر رب تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ **ماینطق عن الھوی ان ھوالا وحی**۔ میرا حبیب ﷺ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا وہی بات کرتا ہے جو اسکی طرف وحی کی جائے۔ **ومارمیت ازرمیت ولکن اللہ رمی** ۔ اے حبیب ﷺ جس وقت تو نے کنکریاں پھینکیں تو نے نہیں پھینکیں بلکہ اللہ نے پھینکیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ **عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ قال من عادلی ولیا فقداذنتہ بالحرب وماتقریب الی عبدی بشی احب انی مما افترضتہ علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصربہ ویدہ التی یبطبش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وَلَئِنْ سألنی لاعطینہ ولئن استعادنی لاعیذنہ** (البخاری)۔ ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میرا اُس سے اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ میرا تقرب حاصل کر لیتا ہے۔ اُس شئی سے جو مجھے پسند ہے اور جو میں نے اُس پر فرض کی ہے ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں میں جب اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اُس کی نگاہیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اُسکے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اُسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں اگر وہ میری پناہ چاہے ضرور ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں۔ حدیث پاک وضاحت کر رہی ہے کہ بندۂ مومن اوامر الٰہی کی پابندی کر کے منہیات الٰہی سے رُک کر تقویٰ اختیار کر لیتا ہے۔ انتہائے تقویٰ یہ کہ رب تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مقام بندگی کا عروج ہے جس کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اس حدیث قدسی کی تشریح میں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۵ ،صفحہ ۶۷۴ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں۔

وکذلک العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ المقام الذی یقول الله کنت له سمعا وبصرا فاذا اصار نور جلال الله سمعاً له سمع القریب والبعید واذا اصار ذالک النور ید اله قدر علی التصرف فی الصعب والسهل۔

ترجمہ: اسی طرح بندہ جب طاعات کی پابندی کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس بندے کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ پس جب جلالیت کا نور اُس کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور ونزدیک سے سنتا ہے۔ جب وہ نور اسکی آنکھ بن جاتا ہے تو قریب ودور سے دیکھتا ہے۔ جب وہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ بندہ مشکل وآسانی میں تصرف کرنے پر قادر ہوجاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ **اتقوا فراسته المومن فانه ینظر بنور الله**۔ بندہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ پھر وہ بندہ بیت المقدس میں بیٹھ کر سینکڑوں میل دور ملک صنعائے سے ملکہ بلقیس کا تخت چشم زدن میں لاسکتا ہے۔

(سورہ نمل) **انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ط فلما راه مستقرا عنده** ط۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں اُن کے وزیر آصف بن برخیا نے عرض کیا کہ بلقیس کا تخت چشم زدن میں لاسکتا ہوں۔ جب دیکھا تو تخت موجود تھا۔ اس مقام رضا کے بارے میں حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ — غالب وکار آفریں، کارکشا کارساز

مسلمان بندۂ مولا صفات اُست — دل اوسرے از اسرار ذات اُست

مولانا محمود الحسن دیوبندی حاشیہ قرآن سورہ فاتحہ کی آیت ایاک نستعین کے تحت لکھتے ہیں۔ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس ذات کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی بندہ مقبول کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

اگر کسی شخص کا بھائی مرجائے اور وہ بت کے پاس جا کر کہے اے میرے رب میرے مردہ بھائی کو زندہ کردے تو ایسا کہنے والا شخص مشرک ہے کافر ہے۔ کیونکہ بت نہ رب ہے اور نہ ہی رب تعالیٰ نے اُسے زندہ کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسے اٹھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے جائے اور عرض کرے کہ اے اللہ کے نبی! میرے مردہ بھائی کو زندہ کردیں تو ایسا کہنے والا شخص مشرک نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ پیغمبر ہیں جن کو زندہ کرنے کی طاقت رب تعالیٰ نے

عطا کی ہے۔اوروہ خودفرماتے ہیں۔انا اُحی الموتی باذن اللہ (القرآن) میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بت برابر نہیں۔عیسیٰ علیہ السّلام سے مدد مانگنی شرک نیں جبکہ بت سے مدد مانگنی شرک ہے جو عمل شرک ہو وہ کسی صورت جائز نہیں نہ معجزہ کی صورت میں نہ کرامت کی صورت میں اس دنیا میں عالم برزخ میں عالم آخرت میں کہیں بھی شرک کی اجازت نہیں اور نہ ہی کوئی گنجائش ہے۔

ان الشرک اظلم عظیم۔بے شرک شرک ظلم عظیم ہے۔

۳) انبیاء کرام سے مدد مانگنا چاہیے وہ مافوق الاسباب ہی کیوں نہ ہو جائز ہے شرک نہیں۔تاجدار کائنات ﷺ کی حیات ظاہری میں صحابہ کرام مافوق الاسباب مدد مانگتے تھے۔ایک غزوہ میں حضرت قتادہؓ کی آنکھ میں تیر لگا اور وہ نکل پڑی۔آنکھ ہتھیلی پر اُٹھائے قتادہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور درخواست کی یارسول اللہ میری انکھ درست فرمادیں۔رسول پاک ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اسے قتادہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگ کر شرک کیا ہے بلکہ اُس کی ہتھیلی سے آنکھ اُٹھا کر اُس کے خانہ چشم میں رکھ کر اوپر اپنا دست اقدس پھیر دیا۔آنکھ بالکل ٹھیک ہوگئی۔حضرت قتادہ کہتے ہیں خدا کی قسم ایسا لگا جیسے میری آنکھ کبھی خراب نہ ہوئی تھی۔

۴) حضرت عبداللہؓ ٹوٹی ٹانگ لے کر آئے حضور علیہ السّلام نے دست مقدس پھیر کر شفا عطا فرمادی۔ٹانگ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ رسول پاک ﷺ سے آپ کی حیات ظاہری میں مافوق الاسباب مدد مانگنا جائز تھا تو حضور علیہ السّلام کے وصال کے بعد بھی آپ ﷺ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ:۔

ہر استمد اد کردہ شود بوئے در حیات — استمد اد کردہ می شود بوے بعد از وفات

جس سے زندگی میں امداد طلب کی جاسکتی ہے اُس سے بعد وفات بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما — بلطف خود سر وساماں جمع بے سروپا کن

یارسول اللہ ہر حال میں ہم پر کرم فرمائیے ہم بے سروسامان ہیں آپ کا لطف ہی ہمارا سر وسامان ہے۔

۶) رسول پاک ﷺ کی عالم برزخ کی حیات بھی روحانی وجسمانی دونوں طرح سے ہے۔علماء دیوبند نے اپنے عقائد کی کتاب المھند صف ۳۸ میں لکھا ہے۔ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے ا۔انبیاء کی حیات قبر میں ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السّلام کا قبر میں نماز پڑھنا اسکی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔

۷) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نشر الطیب صفحہ ۲۴۷ پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السّلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۸) فیض الباری شرح بخاری میں مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ۳۲ مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حالت بیداری میں دیکھا اور آپ ﷺ سے چند احادیث کی تصحیح کرائی۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے بھی لکھا کہ انہوں نے اپنے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ حضور انور ﷺ کے سامنے بخاری شریف پڑھی اور وہ دُعا بھی تحریر فرمائی جو صحیح بخاری کے ختم پر آپ ﷺ نے پڑھی تھی۔

۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت رسول اللہ ﷺ کی روح مقدسہ سے فیض حاصل کرنے کو اویسی طریقہ کہتے ہیں۔ الخوز الکبیر میں فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید آپ ﷺ کی روح پر فتوح سے پڑھا ہے اور میں آپ کا اویسی ہوں۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے بالمشافہ اور عالم خواب میں احادیث سنیں۔ بعض احادیث میں آپ ﷺ نے اصلاح فرمائی۔ ان کو ایک رسالہ میں مرتب فرما کر اس کا نام "دُرِثمین" رکھا۔

۱۰) مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی سیرت المصطفیٰ حصہ سوم میں حیات النبی ﷺ کے تحت لکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بحکم **کل نفس ذائقة الموت**۔ تھوڑی دیر کیلئے موت کا ذائقہ چکھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کر دیا اور زمین پر آپ کے جسم کو کھانا حرام کیا۔ پس آپ ﷺ اب حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں آپ کی یہ حیات حیات شہداء سے کہیں زیادہ افضل و اکمل ہے۔

۱۱) مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے ایک کتاب حیات النبی ﷺ کے موضوع پر لکھی جس کا نام آب حیات ہے جس کے صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے۔ **ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجدوالله تواباً رحيماً**

ترجمہ: اے حبیب ﷺ آپ کے اُمتی کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھیں تو پھر آپ کی بارگاہ میں آجائیں خدا تعالیٰ سے مغفرت مانگیں اور رسول اللہ ﷺ بھی اُن کیلئے دُعائے مغفرت کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پائیں گے۔ کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپکے ہمعصر ہوں یا بعد کے اُمتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو۔ آپ ﷺ کا وجود تربیت تمام اُمت کیلئے یکساں رحمت ہے۔ کہ پچھلے اُمتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کروانا جب ہی متصور ہے کہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہوں اور اگر اہل عصر ہی کے ساتھ مخصوص تھی تو (آیت) **النبی اولی بالمومنین من انفسهم ازواجه امهاتهم**۔ ترجمہ: نبی علیہ السّلام ایمان والوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہیں۔

اس آیت کے دونوں جملے جدا جدا آپ ﷺ کی حیات پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں۔ انشاء اللہ قرآن پاک کے ماننے والوں کیلئے تو انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔

۱۲) بزاز نے صحیح روایت کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا! **حیاتی خیرلکم تحدثون واحدث لکم ووفاتی خیرلکم تعرض علی اعمالکم فمارایت من خیر حمدت اللہ علیہ ومارایت من شرا استغفرت اللہ لکم۔**

ترجمہ: میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے تم مجھ سے (حلال حرام) پوچھتے ہو اور میں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ اچھے عملوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور برے عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دُعا کروں گا۔

(۱۳) تبلیغی نصاب کے مصنف مولوی محمد زکریا دیوبندی نے فضائل درود شریف میں لکھا ہے۔ اور یہ حدیث کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں صحیح ہے اور رزق سے مراد رزق معنوی بھی ہوسکتا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ رزق حسی مراد ہو اور وہی ظاہر ہے۔

۱۴) بحوالہ شہادت ثاقب مصنّف مولوی حسین احمد دیوبندی صفحہ ۶۱ امداد السلوک مصنّف مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔ وہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقیّد بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخصے دور است اما از روحانیت اور دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آئید و ہر دم مستفید بود و چوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ اور القاء خواہد کرد۔

ترجمہ: مرید یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک مکان میں مقیّد نہیں۔ مرید قریب ہو یا بعید اگر مرید شیخ سے جسمانی طور پر دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں اس امر کو یقینی جان کر پیر کو ہر وقت یاد رکھے۔ دلی تعلق پیدا ہوگا۔ ہر وقت مستفید ہوگا۔ جب کوئی مشکل در پیش ہو شیخ کو دل میں حاضر کر کے زبان حال سے سوال کرے۔ شیخ کی روح اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اُس مشکل کا حل القاء کرے گی۔

۱۵) علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی شائم امدادیہ صف ۸۱ میں فرماتے ہیں کہ اپنے پیر کے مرنے کے بعد اُن کی روح سے فائدہ اٹھایا جس طرح اُن کی زندگی میں فائدہ اُٹھایا تھا۔ حضرت صاحب نے تشفی دی اور فرمایا کہ فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری مین میری ذات سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے حضرت کی قبر سے وہی فائدہ اُٹھایا جو حالت حیات میں اُٹھایا تھا۔

۱۶) رسول پاک صاحب لولاک ﷺ کو وصال کے بعد اگر کوئی اُمتی فریاد کرے، پکارے اور مدد چاہے تو رسول پاک ﷺ رب تعالیٰ

کی دی ہوئی قوت اور اجازت سے روحانی طور پر مدد فرماتے ہیں۔عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ مصنّف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی اور نشر الطیب مصنّف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی میں یہ واقعہ درج ہے۔امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کو فالج ہو گیا۔ کسی دوائی سے آرام نہ آیا نبی علیہ السّلام کی مدح میں قصیدہ لکھ کر مدد چاہی اور حرف یا سے پکارا۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ۔سواک عندحلول الحادث العمم۔

اے مخلوق میں سب سے زیادہ فضیلت و کرم والے۔حادثات زمانہ کے نزول کے وقت آپکی ذات کے سوا میری کوئی پناہ گاہ نہیں۔ خواب میں رسول پاک ﷺ تشریف لائے۔قصیدہ سنا۔دست مقدس پھیر کر مرض سے شفاء عطا فرمائی۔اور بطور انعام اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔جب امام شرف الدین بوصیری خواب سے جاگے تو جسم صحت یاب تھا۔فالج کا کوئی اثر نہ تھا۔نبی علیہ السّلام کی عطا کردہ چادر بھی پاس موجود تھی۔چادر کو عربی میں بردہ کہتے ہیں۔اس لئے اُس قصیدہ کا نام قصیدہ بردہ مشہور ہو گیا۔صبح کو امام شرف الدین بوصیری شہر کی طرف نکلے ایک درویش راستے میں ملا اور درخواست کی کہ قصیدہ سناؤ۔آپ نے پوچھا کون سا قصیدہ درویش نے کہا وہ قصیدہ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔ **امن تذکر جیران بذی سلم** ۔امام شرف الدین بوصیری نے حیران ہو کر پوچھا۔تمہیں اس قصیدہ کی کیسے خبر ہوئی ؟ درویش نے کہا رات عالم خواب میں جب تم یہ قصیدہ نبی علیہ السّلام کی بارگاہ میں پیش کر رہے تھے میں بھی وہاں موجود تھا۔

نوٹ۔یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ نبی علیہ السّلام کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا شرک نہیں اگر شرک ہوتا تو امام شرف الدین بوصیری کو نہ شفا ملتی۔نہ بطور انعام چادر ملتی۔امام شرف الدین بوصیری کا انتقال ۶۹۴ھ مصر میں ہوا ہے۔

۱۷)مولوی رفیع الدین دیوبندی نے خواب دیکھا کہ رسول پاک ﷺ نے دار العلوم کی وسعت کیلئے زمین پر عصا مبارک سے نشان لگایا۔صبح جا کر وہاں دیکھا تو رسول پاک ﷺ کا لگایا ہوا نشان موجود تھا(مبشرات دار العلوم دیوبند صف ۳۵۰) نوٹ۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السّلام نے روحانی طور پر دیوبندیوں کی مدد فرمائی۔

۱۸)مولوی محمد زکریا دیوبندی نے فضائل حج صف ۲۲۷ میں لکھا ہے۔ابوعبداللہ بن جلاء فرماتے ہیں کہ مدینہ آیا۔دوروز کے فاقے سے تھا۔روضہ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں پھر مجھے نیند آگئی خواب میں دیکھا رسول پاک ﷺ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔آدھی روٹی میں نے بحالت خواب ہی کھالی اور جب بیدار ہوا تو باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

نوٹ۔یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ اُمتی کی فریاد پر رسول اللہ ﷺ نے اُسکی مدد فرمائی۔

۱۹)تبلیغی نصاب کے مصنّف مولوی محمد زکریا دیوبندی نے فضائل درود شریف کی فصل پنجم میں پچاس حکایات ایسی نقل کی ہیں کہ درود شریف پڑھنے والے کسی مصیبت و مشکل میں گرفتار ہوئے تو رسول پاک ﷺ نے اُن کی مدد فرمائی۔حکایت نمبر ۴۳ میں ہے کہ

ایک شخصیت کا باپ سفر میں مرگیا اور چہرہ کالا ہو گیا۔ بیٹا بہت پریشان ہوا۔ اسی اثنا میں اسکی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ رسول پاک ﷺ تشریف لائے۔ کالے چہرے پر دست اقدس پھیر کر روشن کر دیا اور فرمایا کہ تیرا باپ گناہ گار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا تھا۔ جب اُس پر مصیبت نازل ہوئی تو اسکی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہنچا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

حکایت نمبر ۴۸ میں درج کیا ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب حرز ثمین فی مبشرات النبی ﷺ کے صف ۱۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا۔ میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے؟ اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی۔ اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے۔ مجھے اُسی وقت صحت ہوگئی۔ جب میری آنکھ کھلی وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں تھے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اُن دو بالوں میں سے ایک والد صاحب نے مجھے عنایت فرمایا۔

۲۰) محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام سیرت النبی ﷺ بعداز وصال النبی ﷺ ہے۔ اس کتاب کی تصدیق علماء دیوبند نے کی ہے۔ اس کتاب میں مصنّف نے تقریباً چار سو ایسے واقعات درج کئے ہیں جن میں رسول پاک ﷺ نے مشکل میں گرفتار امتی کی فریاد رسی اور چارہ جوئی فرمائی۔ محمد عبدالمجید صدیقی کا دعویٰ ہے کہ اس کی کتاب رویائے صالحہ میں چودہ سو ایسے واقعات مستند حوالوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ جن میں رسول اکرم ﷺ نے مخلص اُمتیوں کی فریاد پر اُن کی مدد فرمائی ہے۔

سوال۔ دور سے سننا رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول پاک ﷺ دور سے سنتے ہیں شرک ہے؟

جواب۔ دور سے سننا خالق کی نہیں مخلوق کی صفت۔ رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **نحن اقرب الیه من حبل الورید**۔ ہم تو بندوں کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ دوسری آیت میں ہے۔ **اذا اَسئا لک عبادی عنی فانی قریب**۔ اے میرے محبوب بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو آپ فرمادیں کہ میں قریب ہوں۔ رب تعالیٰ سے کوئی چیز دور نہیں اسکی ذات ہر جگہ موجود ہے۔ انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا اسکی صفت قریب سے سننا ہے کیونکہ کوئی چیز اس سے دور نہیں اسکی ذات پوری کائنات کو گھیرے ہوئے ہے۔ دور سے سننا مخلوق کی صفت ہے۔ درج ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱) رب تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے روضہ مقدس پر ایک فرشتہ مقرر کیا جو دور سے سنتا ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ میں کوئی مسلمان کسی وقت درود پاک پڑھے وہ فرشتہ سن کر بارگاہ رسالت میں عرض کرتا ہے۔ کہ فلاں ابن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ (الحدیث بحوالہ تبلیغی نصاب) نوٹ۔ فرشتہ مخلوق ہے جو دور سے سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔

۲) آسمانوں سے اوپر جنت میں بیٹھی ہوئی حور دور سے دیکھتی اور سنتی ہے زمین پر کسی مکان میں بیوی اپنے نیک خاوند سے جھگڑا

کرے تو حور اس جھگڑے کو سنتی ہے اور اس منظر کو دیکھتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ اے خاتون! اس مرد صالح سے جھگڑا نہ کر۔ یہ عنقریب میرے پاس آنے والا ہے۔ (مشکوۃ باب معاشرہ النساء)

۳) حضرت سلیمان علیہ السّلام نے تین میل دور سے چیونٹی کی آواز سنی اور مسکرائے۔

فتبسم ضا حکامن قولها۔ (القرآن)

نوٹ۔ موجودہ سائنس اتنی ترقی کے باوجود چیونٹی کی آواز کو ریکارڈ نہیں کر سکی جبکہ اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السّلام نے دور سے اُس کی آواز سن لی۔

۴) حضرت عمر فاروقؓ نے خطبہ جمعہ کے دوران حضرت ساریہؓ کو پکارا جو ۲۷۰۰ (ستائیس سو) میل دور نہاوند میں کافروں سے جنگ لڑ رہے تھے۔ **یاساریه الجبل الجبل** ۔حضرت عمر فاروق نے سینکڑوں میل دور سے حضرت ساریہ کو دیکھا اور پکارا اور مدد کی حضرت ساریہ نے سینکڑوں میل دور سے حضرت عمرؓ کی آواز سنی ۔ہدایت پر عمل کیا اور فتح پائی (مشکوۃ شریف)

نوٹ۔ جو چیز شرک ہو وہ کرامت کی صورت میں بھی ناجائز ہے کیونکہ **ان الشرک لظلم عظیم۔** بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔ جو کسی صورت جائز نہیں۔

۵) آیت طیبہ **اذن فی الناس بالحج۔** اے ابراہیم تمام لوگوں میں حج کا اعلان کر دیجئے۔ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کوہ ابوقبیس پر چڑھ گئے اور اس طرح پکارا۔

یاایها الناس ان ربکم بنی بیتا واوجب علیکم الحج فاجیبوا ربکم۔

اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنوایا ہے اور تم لوگوں پر حج فرض کیا ہے۔ لہٰذا تم اپنے رب کی پکار قبول کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اس پکار کو تمام روحوں نے سنا۔ صاحب تفسیر جلالیں فرماتے ہیں۔ **فاجابه کل من کتب له ان یحج من اصلاب الرجال وارحام الامهات لبیک اللهم لبیک۔** یعنی ہر وہ شخص جسکی تقدیر میں حج لکھا تھا یہاں تک جو روحیں مردوں کی پیٹھوں اور عورتوں کی بچہ دانیوں میں تھیں سب نے اس پکار کو سنا اور جواب میں **لبیک اللهم لبیک** کہا۔

نوٹ۔ اس آیت طیبہ کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ دور سے پکارنا یا دور سے سننا شرک نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کسی صورت میں کسی کو شرک کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

۶) حصن حصین صف ۲۰۲ پر ایک حدیث ہے۔ **اذاارادعونافلیقل یاعبادالله اعینونی** ۔کوئی مسلمان بیابان میں مدد طلب کرنا چاہیے تو اُس کو چاہیے کہ تین مرتبہ بلند آواز سے اس طرح پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو تو اللہ کے بندے، فرشتے، جن یا رجال الغیب اس کی مدد کریں گے۔

ملا علی قاری اس کی شرح الحرز الثمین میں فرماتے ہیں۔

هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافرون وانه عمل مجرب ۔یہ حدیث حسن ہے اور مسافروں کو اس کی ضرورت ہے اور یقیناً ایک مجرب عمل ہے۔

نوٹ۔اس حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے سنسان بیابان میں رجال الغیب کو پکارنے اور اُن سے مدد مانگنے کا طریقہ ارشاد فرمایا ہے۔اب کوئی بدبخت ہی اس فرمان رسول ﷺ کو شرک کہہ کر رد کر سکتا ہے۔

موجودہ سائنس۔موجودہ دور کی سائنس نے تجربے اور مشاہدے سے ثابت کر دیا ہے کہ اس کائنات کی فضا میں ایک برقی رو موجود ہے۔کہ انسان جب منہ سے لفظ نکالتا ہے تو یہ لفظ فوراً پوری فضا میں پھیل جاتا ہے اسی اصول کے تحت نئی ایجادات ریڈیو، ٹیلی فون، ٹی وی، وائرلیس سیٹ دور سے سنتا ہے۔راڈار دور سے دیکھتا ہے اور سنتا ہے۔فضا میں چھوڑے گئے موسمی سیارے خلائی گاڑیاں دور سے دیکھتی ہیں اور سنتی ہیں۔عقل انسانی کی ایجادات اتنے عروج پر کہ ہزاروں میلوں سے سنیں اور دیکھیں اور امام الانبیاء خاتم الانبیاء حبیب کبریا ﷺ کی روحانیت اتنی کمزور کہ دور سے اپنے اُمتی کا درود بھی نہ سن سکے۔

۷) جلاء الافہام مصنّف علامہ ابن قیم صف ۸۳ پر حدیث لکھتے ہیں۔

ليس من عبدٍ يصلى على الابلغنى صوته حيث كان قلنا وبعدوفا تك قال وبعدوفاتى.

جو مسلمان بھی مجھ پر درود پڑھے اسکی آواز مجھے پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو صحابہ کرام نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا۔ہاں میری وفات کے بعد بھی درود کی آواز پہنچتی ہے۔

نوٹ۔صوت کو صلوۃ بنانا حدیث پاک میں تحریف کرنے کی گستاخی ہے۔

۸) دلائل الخیرات کی حدیث پاک **اسمع صلوة اهل محبتى وتعرض على صلاة غيرهم.**

حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔اہل محبت کا درود شریف خود سنتا ہوں اور دیگر لوگوں کا درود شریف میری بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

سوال۔ **لاتدع من دون الله**۔اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو اس آیت کے تحت غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔

جواب۔اس آیت میں کوئی قید نہیں کہ زندہ کو پکار سکتے ہو مردہ کو نہیں۔حاضر کو پکار سکتے ہو غائب کو نہیں۔یہاں تو مطلق پکارنا منع ہے لہٰذا مردہ غائب مافوق الاسباب کی قید لگانا خود ساختہ شریعت، تحریف معنوی اور تفسیر بالرائے الفاسد ہے۔سامنے حاضر موجود شخص کو پکارو گے تب بھی شرک ہوگا۔اس طرح تو پورا نظام انسانی درہم برہم ہو جائے گا۔

اصل اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس آیت کا معنی ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔اور یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔جو نفع نقصان کے مالک نہیں صحاح ستہ کی حدیث پاک ہے۔قبرستان میں جائے تو اس طرح سلام کرے۔**السلام عليكم يااهل القبوريغفرالله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن فى الاثر.**

اے قبر والو تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخش دے تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔
اس حدیث پاک میں مردوں کو حرف یا سے ندا سے اور خطاب ہے۔ اگر مردوں کو پکارنا شرک ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اس شرک کا حکم کیسے دے سکتے ہیں جبکہ آپ شرک مٹانے آئے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے درخواست کی۔ **رب ارنی کیف تحی الموتی** ۔اے میرے رب میں دیکھنا چاہتا ہوں تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ تو حکم ہوا چار پرندے لے کر ذبح کر کے ان کا قیمہ بناؤ پھر چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا قیمہ رکھ دو۔ **ثم ادعھن یاتینک سعیا** ۔پھر تم اُن کو پکارو وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ (تفسیر بیضاوی) اس آیت طیبہ سے معلوم ہوا کہ مردہ پرندوں کو پکارنا بھی شرک نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو ثم ادعھن کا حکم نہ فرماتا۔

تحقیقی نوٹ۔ کسی زندہ یا مردہ انسان کو پکارنا دور و نزدیک سے شرک نہیں شرک صرف اور صرف اس صورت میں ہے جب کہ کسی انسان زندہ یا مردہ کو خدا اور معبود سمجھ کر پکارو۔ ایسی پکار کرنیوالا مشرک ہے اور بالیقین مشرک ہے۔

سوال ۔ بت پرست اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے لیکن بتوں کو خدا کی بارگاہ میں سفارشی مان کر مشرک ہوئے۔ درج ذیل آیت دیکھ لو۔

(ا) **ویعبدون من دون اللہ مالایضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھولاء شفعاء ناعنداللہ۔**

وہ اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو انہیں نفع نقصان نہ دیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کی بارگاہ میں ہمارے شفیع ہیں۔

(ب) **مانعبدھم الالیقربونا الی اللہ زلفی** ۔ہم انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

جواب۔ بعض بت پرست اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے لیکن ساتھ ہی اپنے بتوں کی عبادت کرتے تھے جیسا کہ مذکورہ آیات میں نعبد اور یعبدون کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ اور اپنے خود ساختہ معبودان باطلہ کیلئے دھونس دھاندلی زبردستی والی سفارش کے قائل تھے کہ معبودان باطلہ کی سفارش ماننے پر رب تعالیٰ مجبور ہوگا۔ یہاں بت پرستوں کے مقابل میں سفارشی ماننا جبکہ بتوں میں شفیع بننے کی صلاحیت نہیں اور ہی رب تعالیٰ نے انہیں شفاعت کی اجازت دی ہے۔

نوٹ۔ جن آیات میں شفاعت کی نفی آئی ہے وہاں یا تو دھونس زبردستی کی شفاعت کفار کے لئے شفاعت اور بتوں کے شفیع بننے کی نفی ہے اور جہاں شفاعت کا اقرار ہے جیسے یہ آیت۔ **لَاتَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا** ۔اس کی شفاعت نفع دے گی جیسے رب تعالیٰ اجازت دے گا۔ اور اسکے قول سے راضی ہوا۔ اس آیت طیبہ میں انبیاء کے لئے شفاعت کا اثبات ہے کہ رب تعالیٰ کی اجازت سے شفاعت فرمائیں گے۔ جیسا کہ درج احادیث سے ثابت ہے۔
(ا) بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پاک میں ہے تمام اہل محشر جب دیگر انبیاء کے پاس جائیں گے تمام انبیاء کرام کہیں گے **اذھبواالی غیری** ۔میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ اور جب اہل محشر حبیب کبریا خاتم الانبیاء ﷺ کی خدمت اقدس میں

حاضر ہوں گے۔ آپ فرمائیں گے **اَنَالَھَا** مجھے اس مقام شفات پر فائز کیا گیا ہے۔ سرسجدے میں رکھ کر رب تعالیٰ کی حمدوثناء کریں گے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرمائے گے۔ **ارفع راسک یامحمداشفع تشفع سل تعط**۔ اے حبیب سر اٹھائیے سفارش کریں۔ سفارش مانی جائے گی مانگئے عطا کیا جائے گا۔

۲) ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ **شفاعتی لاھل الکبائرمن امتی**۔ اپنی اُمت کے گناہگاروں کی شفاعت کروں گا۔

۳) **من زارقبری فوجبت لہ شفاعتی**۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کی شفاعت مجھ پر واجب ہے۔

۴) بخاری شریف۔ **قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامة من قال لا الہ الا اللہ خالصاً من قلبہ**۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا لوگوں میں میری شفاعت سے بہرہ مند وہ ہوگا جس نے خلوص دل سے لاالہ الااللہ پڑھا۔

۵) اذان کے بعد دُعا میں یہ جملہ ہے۔ **وارزقنا شفاعته یوم القیامة**۔ میدان حشر میں اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت عطا فرما۔

۶) مسلمان کے چھوٹے بچے جو حالت نابالغی میں فوت ہوجائیں وہ ماں باپ کی شفاعت کریں گے۔ (مشکوۃ شریف)

۷) حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

وکن لی شفیعاً یوم لاذوشفاعة۔ بمغن فتیلاً عن سوادبن قارب۔

آپ ﷺ میرے شفیع بنیں جس دن سواد بن قارب کو کوئی شفاعت والا ذرہ بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔

۸) بتوں والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا خارجیوں کا طریقہ تھا جیسا کہ بخاری شریف جلد دوم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ **کان ابن عمریراھم شرارخلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین**۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا ان خارجی ملحدوں کو اللہ کی مخلوق میں بدترین سمجھتے اور فرماتے تھے کہ ان بے دینوں نے اُن آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کیا۔ مشرکین عرب کا شرک صرف ایک طرح کا نہ تھا بلکہ ان کی پانچ قسمیں تھیں۔ (۱) خالق کا انکار اور زمانہ کو موثر ماننا (۲) چند مستقل خالق ماننا (۳) اللہ کو ایک مان کر اسکی اولاد ماننا (۴) اللہ کو ایک مان کر اُسے تھکن کی وجہ سے معطّل ماننا (۵) اللہ کو خالق و مالک مان کر اُسے دوسروں کا محتاج ماننا۔ ان پانچ قسم کے مشرکین کے لئے پانچ ہی قسم کی تردیدیں قرآن پاک میں آئی ہیں۔

دعویٰ۔ اگر کوئی مسلمان نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کو پیغمبر رسول عبد خاص سمجھ کر پکارے اور مدد چاہے اور یہ عقیدہ رکھے کہ رب تعالیٰ کی عطا کردہ قوت سے رب تعالیٰ کی اجازت سے میری مدد فرمائیں گے ایسا پکارنا اور مدد مانگنا شرک نہیں۔ میرے اس دعویٰ پر دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) التحیات میں نمازی بارگاہ رسالت میں ان الفاظ میں سلام عرض کرتا ہے۔ **السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته** ۔اے نبی آپ پر سلام اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ یہاں ندا بھی ہے خطاب بھی ہے اگر غیر اللہ کو ندا کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالی نماز جیسی عبادت میں شرک کی اجازت قطعاً نہ دیتا۔ ردالمختار صف ۳۵۸ پر علامہ شامی فرماتے ہیں۔

ای لایقصدالاخبار والحکایه عماوقع فی المعراج منه صلی الله علیه وسلم ومن ربه سبحانه ومن الملائکته علیهم السلام۔

ترجمہ: التحیات میں السّلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں واقعہ معراج کی نقل وحکایت کا ارادہ نہ کرے۔ درمختار صف ۳۵۴ پر ہے۔ رقم طراز ہیں۔ **واحضرفی قلبک النبی ﷺ وشخصه الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمة وبرکاته۔**

ترجمہ: اے نمازی التحیات میں السّلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت حضور ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کرکے اور نبی اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ کا تصور اپنے دل میں جما کر السّلام علیک ایھا النبی عرض کر اور یقین جان کہ یہ سلام حضور علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ اور حضور علیہ السّلام اس کا جواب اپنی شان کریمی کے لائق عطا فرما رہے ہیں۔

(۲) امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم وبیہقی، امام الائمہ ابن زخزیمہ، امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان نبی حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی۔ **اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یامحمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللھم فشفعه فی۔**

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں۔ یا محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے خدا تعالی کی بارگاہ میں اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں الٰہی اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس دُعا سے اندھے کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ امام طبرانی کی معجم میں مزید لکھا ہے کہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک اجنبی کسی حاجت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے توجہ نہ فرمائی تو اس اجنبی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس عدم توجہی کی شکایت کی تو حضرت عثمان بن حنیف اُس حاجت مند اجنبی کو درج بالا دُعا تعلیم فرمائی کہ نماز پڑھ کر یہ دُعا مانگو۔ حاجت مند نے بتانے کے مطابق عمل کا تو خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بلا کر اس کی حاجت کو پورا کردیا۔

نوٹ۔ حضور علیہ السّلام کی حیات طیبہ میں اور حضور علیہ السّلام کے وصال کے بعد اس دُعا کو پڑھا گیا اور حاجت پوری ہوئی۔ اس دُعا میں حرف ندا بھی ہے اور حضور علیہ السّلام کے وسیلہ جلیلہ سے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگی گئی ہے۔ اس حدیث کو مولوی اشرف

علی تھانوی دیو بندی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں بھی ذکر کیا ہے۔

(۳) الادب المفرد صف ۱۳۲ از امام بخاری، عمل الیوم واللیلۃ صف ۴۷ از امام السنی طبقات ابن سعد صف ۱۵۴، کتاب الشفاء صف ۱۸ از قاضی عیاض، کتاب الاذکار صف ۱۳۵ از امام یحیٰ بن شرف النووی، حص حصین سف ۲۳۶، از امام محمد جزری، تحفہ الذاکرین صف ۲۳۹ از علامہ شوکانی، ہدیۃ المھدی صف ۲۳۰ از مولوی وحید الزمان اہلحدیث اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

خدرت رجل ابن عمر رضی اللہ عنہ فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فصاح یامحمدفانتشرت ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا کا پاؤں سن ہو گیا۔ تو ایک شخص نے کہا محبوب ترین شخصیت کو یاد کریں تو انہوں نے با آواز بلند کہا یا محمد ﷺ تو اُن کا پاؤں درست ہو گیا۔

نوٹ۔ درج بالا حدیث واضح کر رہی ہے کہ کوئی مسلمان محبّت کی وجہ یا در سول ﷺ کی خاطر نعرہ رسالت یا رسول اللہ لگا تا ہے تو یہ شرک نہیں جائز ہے۔

(۴) امام ابن جوزی نے عیون الحکایات میں امام جلال الدین شیوطی نے شرح الصدور میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ تین بھائی تابعی بہادر غازی شامی ملک روم میں لڑ رہے تھے۔ انہیں رومیوں نے قید کر لیا اور روم کے بادشاہ نے کہا تم اسلام چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤ تو تمہیں ملک اور اپنی بیٹیوں کا رشتہ دونگا۔ تو اُن غازیوں نے انکار کیا۔ **وقالوا یامحمداہ** اور پکارا **یا محمداہ** ﷺ

(۵) فتوح الشام حافظ الحدیث واقدی ج ۲ صف ۵ میں ہے کہ خلافت فاروقی کا زمانہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم ملک شام میں لڑ رہے ہیں تو جنگ مرج القبائل میں اُن کا شعار (خفیہ نشان Code Word) یا محمد یا محمد کا نعرہ تھا۔ شعار السودان یا محمد یا محمد ﷺ

(۶) فتوحات اسلامیہ دحلان مطبوعہ ہرات جلد اصف ۲۲۴ میں ہے۔ بعد ازاں مسیّب رضی اللہ عنہ با کساں کہ او بود گفت من حرکت کنم ام بسوئے دشمناں کہ قصر را محاصرہ نمودہ اند گفت باید خصلت شما ایں باشد کہ یا محمد بگوئید۔

غزوہ ترک میں حضرت مسیّب نے لشکر کو فرمایا میں دشمن کی طرف پیش قدمی کر رہا ہوں تمہارا شعار اور نعرہ یا محمد ﷺ ہونا چاہیے۔

(۷) تاریخ کامل ابن اثیر نے صحابہ کرام کا معمول اس طرح بیان کیا ہے۔ **ان الصحابۃ بعدموت رسول اللہ ﷺ کان شعار ھم فی الحروب یامحمد ﷺ**۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جنگوں میں شعار تھا کہ وہ کہتے تھے۔ یا محمد ﷺ

(۸) تاریخ فتوح الشام میں ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار مجاہد دیکر حلب کی فتح کے لئے بھیجا۔ حلب کا حاکم یوقنا تھا۔ جس کی فوج دس ہزار تھی۔ اس سخت معرکہ میں حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ پکار رہے تھے۔ یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یا محمد یا محمد اے اللہ کی مدد نازل ہو۔ لشکر اسلام میں بے شمار صحابہ کرام تھے۔ کسی نے

اس ندا اور استغاثہ پر اعتراض نہ کیا۔

(۹) تاریخ واقدی میں ہے کہ ایک رات بطلیموس دس ہزار فوجی لیکر قلعہ سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر شب خون مارا۔ مسلمان پریشان ہوئے اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت پکار کر عرض کیا۔

واغوثاہ وامحمداہ واسلاماہ کید قومی ورب الکعبۃ۔

اے محمد مصطفیٰ ﷺ میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا ہے۔ فریادرسی کیجئے تا کہ سلامت رہیں۔

(۱۰) تاریخ کامل ابن اثیر صفہ ۲۳۵ البدایہ والنہایہ صفہ ۹۱ جلد ۷ اور تاریخ الامم والملوک جز رابع میں ابن جریر طبری ۱۸ھ کے واقعات میں بالاسناد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا۔ اہل بادیہ میں سے قبیلہ مزنیہ کے اہل خانہ حضرت بلال بن حارث مزنی سے کہا کہ ہمارے واسطے بکری ذبح کر۔ انہوں نے کہا بکریوں میں کچھ نہیں رہا۔ اہل خانہ اصرار کرتے رہے کہ یہاں تک اُس نے اُن کے واسطے ایک بکری ذبح کی۔ جب کھال اُتاری تو سرخ ہڈیاں دکھائی دیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکار اُٹھے یا محمداہ۔

(۱۱) استعاب لابن عبدالبر میں یہ واقعہ درج ہے کہ بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کو کس وجہ سے سزا دی اور تازیانے لگائے تو حضرت نابعہ جعدی نے یہ اشعار کہے۔

فان تک لابن عفان امینا فلم یبعث بک البر الامینا

فیاقبرا لنبی و صاحبیہ الا یا غوثنا لو تسمعونا

اگر تو حضرت عثمان بن عفان کا امین ہے تو اس نے تجھے مہربان امین بنا کر نہیں بھیجا۔ اے نبی کی قبر اور آپ کے دو ساتھیوں کی۔ دیکھنا اے ہمارے فریادرس کاش آپ سنیں۔

نوٹ۔ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے تشدد کا استغاثہ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کیا اور یا غوثنا اے ہمارے فریادرس کہہ کر پکارا ہے۔

(۱۲) مسلم شریف جلد دوم حدیث الہجرۃ میں حضرت برائن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ **فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدام فی الطرق ینادون یامحمد یارسول اللہ یامحمد یارسول اللہ۔**

مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ کر بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو کر یہ نعرہ لگا رہے تھے۔ یا محمد یارسول اللہ یا محمد رسول اللہ۔

نوٹ۔ یہ مستند حدیث بتا رہی ہے کہ محبت رسول ﷺ میں نعرہ رسالت لگانا جائز ہے۔

(۱۳) امام اعظم امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ نعمانیہ میں بارگاہ رسالت میں حرف یا کے ساتھ ندا کرتے

ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔

یَاسیّدالسَّادَاتِ جئتک قاصداً　　ارجورضاک واحتمی بحمَاک

انت الذی لولاک ماخلق امرء　　کلا ولا خلق الوریٰ لولاک

اناطامع بالجود منک ولم یکن　　لابی حنیفة فی الا نام سواک

ترجمہ: اے سید سادات میں قصد کر کے آپ کے پاس آیا ہوں آپ کی خوشنودی کا اُمیدوار ہوں اور آپ کے سبزہ زار میں پناہ گزیں ہوں۔ آپ کی ذات مقدس نہ ہوتی تو کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی میں آپ کے جودوکرم کا اُمیدوار ہوں۔ آپ کے سوامخلوق میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں۔

(۱۴) اہل نبوت کے روشن چراغ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کربلا سے واپسی پر اپنے قصیدہ میں حضور علیہ السّلام سے مدد مانگتے ہوئے ندا کرتے ہیں۔

یا رحمة للعالمین ادرک لذین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی مرکب والمزدحم

ترجمہ: اے رحمت اللعالمین ،زین العابدین کی مدد فرما جو سواروں کے ہجوم میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

(۱۵) علامہ کمال الدین بن زملکانی انصاری (متوفی ۱۶ رمضان ۷۳۷ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت واستغاثہ میں اپنے ہمعصر ابن تیمیہ کی رد میں ایک رسالہ لکھا۔ اپنے قصیدہ مدحیہ میں یوں عرض کناں ہیں۔(فوات الوفیات صف ۲۵۱

یا افضل الرسل یا مولی الا نام ویا

خیر الخلائق من انس واملاک

ھاقد قصد تک اشکوبعض ماصنعت

بی الذلوب و ھذا ملجاء الشاکی

ترجمہ: اے رسولوں میں سب سے افضل اے تمام مخلوقات کے آقا اے تمام انسانوں اور فرشتوں سے بہتر۔ لو میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تا کہ اپنے گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں اور آپ کی بارگاہ ہی فریاد کرنے والے کے لئے پناہ گاہ ہے۔

(۱۶) مشہور مورخ قاضی عبدالرحمٰن المعروف ابن خلدون مالکی متوفی ۸۰۸ھ بارگاہ رسالت میں یوں نداواستغاثہ کرتے ہیں۔(القالات الوفیہ)

انی دعوتک واثقاباجابتی　　یاخیر مدعو یاخیر مجیب

میں آپ کو پکارتا ہوں مجھے قبولیت کا یقین ہے۔اے بہترین بلائے جانے والے اور بہترین جواب دینے والے۔

(۱۷) شیخ شہاب الدین ابوالفضل حافظ الحدیث احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۳ھ بارگاہ رسالت میں اس طرح مدد مانگتے ہیں۔

نبی ا للہ یا خیر البرایا — بجاھک اتقی فضل القضاء

فقل یااحمدبن علی اذھب — الی دارا لنعیم بلا شقاء

اے اللہ کے نبی اے مخلوق میں سب سے بہتر حضور ہی کی قدر ومنزلت کے طفیل قیامت میں میرا بچاؤ ہوگا۔ حضور فرمادیں کہ اے احمد بن علی بغیر مشقت کے جنت میں چلا جا۔

(۱۸) تبلیغی نصاب کے فضائل درود شریف میں مولوی محمد زکریا دیوبندی یہ واقعہ درج کرتے ہیں کہ علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ ابوبکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ آئے انہیں دیکھ کر ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہوگئے۔ اُن سے معانقہ کیا اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے اُن سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ کھڑے ہوگئے اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میرے استفسار پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت شریف **لقدجاء کم رسول من انفسکم** پڑھتا ہے۔ اور اسکے بعد تین مرتبہ **صلی اللہ علیک یامحمدمحمدصلی اللہ علیک یامحمدصلی اللہ علیک یامحمد** پڑھتا ہے۔

نوٹ۔ تبلیغی نصاب میں درج یہ واقعہ بتارہا ہے کہ درود ابراہیمی کے علاوہ بھی درود شریف کے بے شمار صیغے ہیں۔

(۱۹) تفسیر روح البیان کے مصنف علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔

اعلم ان الصلوٰۃ متنوعۃ الی اربعۃ آلاف وفی روایۃ الی اثنی عشرمنھا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یاخلیل اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یاصفی اللہ۔

ترجمہ: درود شریف کی چار ہزار اقسام ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ ہزار اقسام ہیں انہی درودوں میں سے ایک درود شریف **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یاخلیل اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یاصفی اللہ** ہے۔

(۲۰) تبلیغی نصاب فضائل درود شریف صف ۷۰ میں مولوی محمد زکریا دیوبندی لکھ رہے ہیں اس لئے بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ

درود وسلام دونوں کو جمع کیا جاوے تو زیادہ بہتر ہے۔ **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ** اسی طرح آخیر تک السّلام کے ساتھ **الصلوٰۃ** کا لفظ بڑھادے تو اچھا ہے۔

نوٹ۔ نماز میں التحیات میں السّلام علیک ایھا النبی ہے اور درود ابراہیمی میں صلوٰۃ کا لفظ ہے۔ لہٰذا قرآن پاک میں رب تعالیٰ حکم **یایھا الزین آمنواصلوا علیه وسلمواتسلیما** پر عمل ہوگیا کیونکہ اس آیت طیبہ میں صلوٰۃ اور سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم ہے نماز سے باہر یہی درود شریف **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** پڑھا جائے تو آیت طیبہ کے حکم پر مکمّل عمل ہوگا۔ کیونکہ درود ابراہیمی میں صرف صلوٰۃ کا لفظ ہے سلام کا نہیں نماز سے باہر درود ابراہیمی سے آیت کا حکم پورا نہیں ہوگا۔

(۲۱) شیخ العرب والعجم علماء دیوبند کے پیرومرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ جنکے ملفوظات امدادالمشتاق کے نام سے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے جمع کیے ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی، مولوی احمد حسن کانپوری دیوبندی۔ یہ سب حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے مرید ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنے پیرومرشد کے بارے میں کہا کہ وہ صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم گر ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے امدادالمشتاق صف ۹۹ پر حاجی صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے فرمایا کہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ ندا میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں۔ یہ اتصال معنوی پر بنی ہے۔ **له الخلق والامر**۔ عالم امر مقیّد بجہت وطرف قرب وبعد وغیرہ نہیں ہے۔ پس اس کے جواز میں شک نہیں۔

(۲۲) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی اپنی تصنیف **شکر النعمة بذکر رحمة** صف ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ یوں جی چاہتا ہے آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ میں **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ**

(۲۳) شہاب ثاقب صف ۶۴ مصنف مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں۔ لفظ یارسول اللہ علیہ السّلام اگر بلحاظ معنی اسی طرح نکلا جیسے لوگ بوقت مصیبت وتکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلا شک جائز ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس اگر بلحاظ معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس اگر کسی غلبہ محبّت وشدت وجدوتو فرعشق میں نکلا تب بھی جائز ہے۔

نوٹ۔ مولوی حسین احمد دیوبندی کے بقول لفظ یارسول اللہ درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے تو جائز۔ اہلسنت والجماعت **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** کے الفاظ درود شریف کی حیثیت سے پرھتے ہیں۔ لہٰذا جائز۔ مولوی حسین احمد دیوبندی کے بقول غلبہ محبّت میں یارسول اللہ کہنا بھی جائز۔ ہمارا نعرہ رسالت غلبہ محبّت اور یادمحبوب کے طور پر ہوتا ہے۔ لہٰذا جائز

(۲۴) حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی علماء دیوبند کے پیرومرشد اپنی کتاب ضیاء القلوب صف ۸۳ پر لکھتے ہیں۔

نبی پاک ﷺ کی زیارت کرنے کا طریقہ یہ ہے۔عشاء کی نماز کے بعد پوری پاکیزگی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت ﷺ کی زیارت ہونے کی دُعا کرے۔اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز عمامہ اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** کی داہنی طرف اور **الصلوٰۃ والسلام علیک یانبی اللہ** کی بائیں طرف اور **الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ** کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہوسکے درود شریف پڑھے۔سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر **اذاجاء نصر اللہ** پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کر کے سر کے نیچے رکھ کر سوئے تو انشاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔

(۳۵) علماء دیوبند کے متفقہ علیہ محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار صف ۳۵۱ پر لکھتے ہیں۔کشف ارواح کے لئے یا احمد یا محمد پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ یا احمد کو دہنی طرف اور یا محمد کو بائیں جانب پڑھتے ہوئے دل میں یارسول اللہ کی ضرب لگائے۔

(۳۶) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں بارگاہ رسالت میں ندا کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔

رسول اللہ یاخیر البرایا | **نوالک ابتغی یوم القضاء**

اذاماحل خطب مدلھم | **فانت الحصن من کل البلاء**

ترجمہ: اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا بخشش چاہتا ہوں جب کوئی مصیبت سخت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا سے بچاؤ کیلئے قلعہ ہیں۔

(۳۷) تفسیر عزیزی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں ندا کرتے ہیں۔

یاصاحب الجمال ویاسید البشر | **من و جھک المیر لقد نور القمر**

لا یمکن الثناء کما کان حقہ | **بعدازخدابزرگ توئی قصہ مختصر**

(۳۸) عاشق رسول اللہ علیہ وسلم مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ جب بھی مدینہ طیبہ حاضر ہوتے روضہ مقدس پر سلام عرض کرتے تو رسول پاک ﷺ کی قبر انور سے سلام کا جواب ملتا۔یہی عاشق رسول بارگاہ رسالت میں حرف یا سے ندا کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔

(بحوالہ تبلیغی نصاب صف ۸۰۲ مولوی محمد زکریا دیوبند)

زمہجوری بر آمد جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمت للعالمینی زمحروماں چرا غافل نشینی

بحسن اہتمامت کار جامی طفیل دیگراں یابد تمامی

اِن فارسی اشعار کا ترجمہ مولوی اسعد اللہ دیو بندی نے اس طرح کیا ہے۔

آپ کے فراق میں کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔ اے رسول خدا نگاہ کرم فرمائیے۔ اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔ آپ کے حسن اہتمام اور سعی جمیل سے دوسرے مقبول بندگانِ خدا کے صدقے میں غریب جامی کا بھی کام بن جائے گا۔

(۲۹) بانی دار العلوم دیو بندی مولوی قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمی میں رسول پاک ﷺ کو پکارتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔ (بحوالہ تبلیغی نصاب مولوی محمد زکریا دیو بندی وشہاب ثاقب از حسین احمد دیو بندی)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام کرے گا یا نبی اللہ میرے یہ کیا پکار

جو تو ہی ہمکو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے کریں ہیں اُمتی ہونے کا یا نبی اقرار

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت نہ جانا کون ہے کسی نے جز ستار

لگا تا ہاتھ نہ پتلے کو بوالبشر کے خدا اگر ظہور نہ ہوتا تمہارا آخر کار

اُمیدیں لاکھوں مگر بڑی اُمید ہے یہ کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار

فلک پہ عیسیٰ وادریس ہیں تو خیر سہی زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدا الآ ثار

(۳۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انتباہ فی سلاسل الاولیاء صف ۱۲۴ میں لکھتے ہیں کہ صبح کے فرض کے بعد اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور اوراد فتحیہ میں درج ذیل درود شریف بھی موجود ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدالمرسلین

الصلوٰۃ والسلام علیک یاشفیع المذنبین الصلوٰۃ والسلام علیک یاامام المتقین

(۳۱) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی جیسے دیوبندی حضرات مجدد اور حکیم الامت لکھتے ہیں۔ اُس نے اپنی کتاب نشر الطیب صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ دیوبند میں بارگاہ رسالت میں حرف یا سے پکارا ہے اور رسول پاک ﷺ سے مدد بھی مانگی ہے اور اپنے عربی اشعار کا ترجمہ خود ہی اردو نظم میں کے اہے۔ ملاحظہ ہو۔

یا شفیع العباد خذ بیدی	**انت نی الاضطرار معتمدی**
دستگیری کیجئے میرے نبی	کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
لیس لی ملجاء سواک	**مسنی الضر سیدی وسندی**
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ	فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
غثنی الدھر یاابن عبداللہ	**کن مغیثاً فانت لی مددی**
اے ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف	اے میرے مولا خبر لیجئے میری
یارسول الالہ بابک لی	**من غمام الغموم ملتحدی**
میں ہوں بے بس اور آپکا در یا رسول	ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

نوٹ۔ ان اشعار میں یا رسول اللہ کہہ کر مدد کے لیے پکارا ہے۔

(۳۲) بحوالہ شہاب ثاقب مولوی حسین احمد دیوبندی کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے تصنیف امداد السلوک میں اپنے پیرومرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کیلئے درج ذیل القاب لکھے ہیں۔

فخر مشائخ عظام۔ مرجع خواص وعوام، منبع برکات قدسیہ، مظہر فیوض مرضیہ، معدن معارف الہیہ، مخزن حقائق، مجمع وقائق، سراج ہمسراں، سرتاج اہل زمان، سلطان العارفین، تارکین دنیا کے بادشاہ غوث کاملین، غیاث الطالبین، جنکی تعریف سے قلم عاجز ہے جن کے مکارم اخلاق، تعریف وتوصیف سے بالاتر ہیں۔ جن کے باطن پر متقدمین اور متاخرین رشک کرتے ہیں۔ میرے پیرومرشد، میرے دُنیا اور آخرت کے وسیلہ، میرے آقا، میرے مولیٰ، مجھے آزاد کرنے والے، میرے سردار، میرے سہارا، شیخ الحاج امداداللہ تھانوی فاروقی (رحمتہ اللہ علیہ)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی بے شمار کرامات اپنی کتاب کرامات امدادیہ میں جمع کی ہیں اور اپنی تصنیف امداد المشتاق میں قطب عالم، شیخ العرب والعجم، اپنے زمانہ میں حجتہ اللہ، اپنے وقت کے آیۃ اللہ ہمارے مرشد ہمارے ہادی، سید العرفاء جیسے القاب سے یاد کیا ہے۔ جن کے بارے میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا کہ حضرت امداداللہ صرف عالم ہی نہ تھے بلکہ عالم گر تھے۔ مولوی ذوالفقار علی دیوبندی بھی اپنے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی تعریف میں عربی قصیدہ لکھتے ہیں جس میں اپنے پیر کو پکارتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔ ان عربی اشعار کا ترجمہ اُردو میں مولوی محمد اسحاق دیوبندی

مدرس اعلیٰ جامع العلوم کا نپور نے کیا ہے۔ ندااور استغاثہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔ (کرامات امدادیہ صف ۸۰)

یامرشدی یامولائی یامفرعی یا ملجائی فی مبدی و معادی

اے میرے مرشداے میری پناہ اے میری گھبراہٹ کے سہارا

اے جائے پناہ، دُنیاو آخرت میں

ارحم علی یاغیاث فلیس لی کھفی سوی حبکم من زاد

اے میری جائے پناہ سوا آپ کی محبّت کے کوئی توشہ

فاذالانام بکم وانی ھائم فانظرالی برحمة یاھادی

تمام خلائق آپ سے کامیاب ہوئی اور میں سرگرداں ہوں ۔مجھ پراے مرشد وہادی نظر رحمت فرمائیے۔

یا سیدی لله شیاء انه انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطاہو بے شک آپ میرے واسطے جود کرنے والے ہیں اور میں سائل ہوں

درج بالا اشعار میں مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے اپنے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کو حرف یا سے پکارا بھی ہے اور مدد بھی مانگی ہے۔

نوٹ۔اب میں علماء دیوبند کے پیرومرشد باکرامت ولی کا عقیدہ لکھتا ہوں۔ وہ بارگاہ رسالت میں حرف یا سے ندا کرتے ہیں اور مدد بھی مانگتے ہیں۔اگر رسول پاک ﷺ کو پکارنا اوران سے مدد مانگنا شرک ہوتا تو علماء دیوبند کے پیرومرشد اس شرک کا ارتکاب نہ کرتے۔حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا یہ قصیدہ براہین قاطعہ صف ۱۵۷ انوار ساطعہ صف ۲۲۵ ،گلزار معرفت صف ۴۰ پر درج ہے جسکے اشعار پڑھیےاور نعرہ رسالت لگائیے۔

ذراچہرہ سے پردہ کو اُٹھاؤیارسول اللہ مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
اگرچہ ہوں میں نا قابل وہاں کے پراُمید ہے تم سے کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر میری کشتی کنارے پرلگاؤ یارسول اللہ
جہاز اُمت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں بس اب چاہوڈباؤ یاتراؤ یارسول اللہ
شفیع عاصیاں ہوتم وسیلہ بیکساں ہوتم تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤیارسول اللہ
پھنسا کراپنے دام عشق میں امداؔد عاجز کو بس اب قیددوعالم سے چھڑاؤ یارسول اللہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنی دوسری کتاب ''نالہ امداد غریب'' میں یوں فریاد کرتے ہیں۔

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے　　　اے حبیب کبریا فریاد ہے

سخت شکل میں پھنسا ہوں آج کل　　　اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(۳۳) شاعر مشرق حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال بارگاہ رسالت میں ندا کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔

دلش نالد چرا نالد نداند　　　نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

دل روتا ہے نہیں جانتا کہ کیوں روتا ہے۔ یا رسول اللہ نگاہ کرم فرمائیے۔

با خدا در پردہ گویم با تو گویم آشکار　　　یا رسول اللہ او پنہاں و تو پیدائے من

اللہ تعالی کی بارگاہ میں تو پوشیدہ عرض کرتا ہوں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں برملا عرض کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ وہ میرے لئے پنہاں ہے اور آپ میرے لئے ظاہر ہیں۔

آخر میں بارگاہ خداوندہ میں دُعا ہے مولیٰ کریم مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد عطا فرما اور اس ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ فرمائے اور پوری دنیا میں اسلام کو غلبہ عطا فرمائیے۔ آمین

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے　　　نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر　(بقول اقبال)

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست　　　گر باو نرسیدی تمام بولہبی است

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است　　　آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست　　　بحر و بر در گوشہ دامان اوست

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ریاض محمود غفرلہ

تعارف

دارالعلوم محمودیہ رضویہ (رجسٹرڈ) پپلاں ضلع میانوالی

اس دارالعلوم کے بانی اُستاذ الاساتذہ حضرت علامہ غلام محمود صاحب قدس سرہ العزیز تھے۔ جن کا شمار اپنے وقت کے نابغہ روزگار علماء میں ہوتا تھا۔ جو علوم اسلامیہ میں کامل دسترس اور درس نظامی کے جملہ فنون میں مہارت نامہ رکھتے تھے۔ روحانی سلسلہ میں تاجدار گولڑہ سردار صفیاء حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کے حلقہ ارادت میں منسلک تھے۔ حضرت علامہ مولانا غلام محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نامور وعزیز شاگردوں میں سے رہبر شریعت پیر طریقت حضرت مولانا سلطان اعظم صاحب چچھو شریف والے رحمتہ اللہ علیہ ضیاء اُمت چیف جسٹس شرعی عدالت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم۔اے الازہری دامت برکاتہم العالیہ، رئیس المناطقہ جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا عطا محمد صاحب بندیالوی مدظلہ العالی۔ حضرت علامہ شیخ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت علامہ احمد حسن گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت علامہ مولانا محمد حسین حضروی مفتی بمبئی کے اسماء گرامی سرفہرست ہیں۔ اس قسم کے صدہا علماء محققین جو آسمان علم ومعرفت پر بدر کامل بن کے چمکے اور اپنی علمی پاشیوں سے تیرہ وتار قلوب کو منور کر گئے حضرت علامہ موصوف کے دامن تلمذ سے وابستہ رہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تحفہ سلیمانیہ حاشیہ تکملہ عبدالحکیم سیالکوٹی، نجم الرحمن اور ارمغان شاداں کافی مشہور ہیں۔ حضرت علامہ غلام محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند خلف الرشید فاضل اجل استاد العلماء حضرت علامہ مفتی محمد حسین شوق صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی دارالعلوم ہذا میں علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس عرصہ پچاس سال تک بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ مختلف موضوعات اسلامیہ پر آپ کی مشہور تصانیف جام حیات، السیف البارق، النور والضیاء ایضاح الادلتہ کلمہ التقوی ظہور الشفقتہ، البیان الواضح، نور الہدیٰ قابل مطالعہ ہیں۔ اس دارالعلوم سے فارغ التحصیل علماء کی تعداد ہزاروں تک ہے جو پاکستان کے طول وعرض اور بیرون ملک دین حق کی تبلیغ اور مذہب حق اہلسنت والجماعت کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم ہذا کی دینی خدمات پوری ایک صدی پر محیط ہیں۔ علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں محبت رکھنے والے اہل نظر مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے صدقات وزکوٰۃ سے دارالعلوم ہذا کی مالی مدد فرما دیں تا کہ یہ شمع علم روشن رہے یہ چشمہ فیض جاری ہے اور تشنگان علم اسکی برکات سے مستفیض ہوتے رہیں۔ دارالعلوم ہذا میں تعلیم پانیوالے نادار طلباء کیلئے دینی کتب، خوراک ،لباس مہیا کرنا صدقہ جاریہ اور کارثواب ہے۔ یہ اپیل صرف اور صرف اس عقل ودل سے ہے جو اشاعت دین کا درد رکھتے ہوں۔ بقول حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

عقل کو فرصت نہیں تنقید سے — عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

الداعی الی الخیر۔ اراکین انتظامیہ دارالعلوم محمودیہ رضویہ (رجسٹرڈ) پپلاں ضلع میانوالی

سنی تحریک کا تعارف

اس شہر کے خوگر کو پھر وسعت صحرا دے　　　　بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل

اللہ عزوجل کے رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دور ایسا آئے گا کہ دین اسلام پر عمل کرنا اتنا مشکل ہو جائے گا جیسے ہاتھ میں دہکتا ہوا انگارہ رکھنا۔

شاید اُسی دور کا اب آغاز ہو چکا ہے۔ کہ نیکی کی قوتیں کمزور ہوتی جا رہی ہیں۔ اور برائی کی طاغوتی طاقتیں مضبوط تر ہو رہی ہیں۔ آج کوئی نوجوان اپنے چہرے کو سنت رسول ﷺ سے سجالے تو اس کا تمسخر اُڑایا جاتا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھنے کی بجائے چشم حقارت کا ہدف بنایا جاتا ہے۔ اخلاقی اقدار کو بدل دیا گیا ہے کہ چاپلوس، فراڈی، دھوکے باز، کذاب کو دنیا میں کامیاب اور ذہین گردانا جاتا ہے۔ شریف، دیانتدار، صادق وامین کو احمق اور ناکام شمار کیا جاتا ہے۔ بے ادبی وگستاخی کو بے باکی وجرات کا نام دیا جاتا ہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ دور بے حیائی، فحاشی کا دور ہے۔ حرص وہوس کا دور ہے۔ جوئے کے نئے طریقے وڈیو گیمز کی شکل میں، فحاشی وعریانی کے شیطانی ناچ ڈش انٹینا کی شکل میں، افیون کا جو ہر ہیروئن کی شکل میں، فحش لٹریچر موجودہ ادب کے رنگ میں ایک طوفان بلاخیز ہے جو اسلامی تہذیب پر چاروں طرف سے یلغار کر رہا ہے۔ اس پر فتن دور میں ضرورت ہے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صداقت کی۔ حضرت عمر فاروق کی عدالت کی، حضرت عثمان غنی کی سخاوت کی، حضرت حیدر کرار کی شجاعت کی، حضرت ابوذر غفاری کے فقر کی، حضرت خالد بن ولید کی تلوار کی، طارق بن زیاد کے جذبہ جہاد کی، محمد بن قاسم کے بے داغ جوانی کی، جنید وبایزید کی پاکیزہ روحانیت کی۔ بقول شاعر

وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی　　　　جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا تو نے

عظمت رفتہ کی بحالی کا صرف ایک ذریعہ ہے کہ رحمت کائنات ﷺ کے دامن رحمت میں پناہ لی جائے۔ ردائے عشق مصطفیٰ ﷺ کی اوڑھ کی غازی علم الدین شہید کی عقیدتوں کو اپنا لیا جائے ان لسانی صوبائی عصبیتوں سے بچنے کا صرف ایک طریقہ ہے کہ۔

نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی　　　　بتان رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

ضرورت ہے اس امر کی کہ آج کا نوجوان مسلم سلطان محمود غزنوی کی طرح دل کے مندر میں سجے حرص وہوس کے بتوں کو اللہ ھو کی ضربوں سے پاش پاش کر دے۔ صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ شیطان کی سجائی چمکتی دلکش رنگینیوں کو چھوڑ کر اسوہ رسول ﷺ کی

سادگی میں پناہ لے تا کہ سکون قلب پالے۔

سنی تحریک کا یہی پیغام محبت ہے یہی پیغام عشق مصطفیٰ ﷺ ہے۔آئیے!
سنی تحریک کے دست و بازو بن کر ملت اسلامیہ کی بنیانِ مرصوص بن جائیں اور اس نعرہ مستانہ سے انسانی زندگیوں میں انقلاب برپا کردیں۔

؎ دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کردے　　　قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

الداعی الی الخیر۔ اراکین سنی تحریک تحصیل پپلاں ضلع میانوالی

میرا عقیدہ

یہ تالیف وتحریر میں نے اپنے خاندان محمودیہ کے افراد کے لئے لکھی ہے۔
حوالہ جات کم لکھے ہیں اس لیے کہ میرے خاندان کے افراد میری بات پر یقین کریں گے۔
اکثر مقامات پر صرف قرآن کی آیات اوراحادیث طیبہ کا خلاصہ لکھ دیا ہے۔
یہ عقیدہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ علمائے اہلسنت نے اپنی کتابوں میں تفصیل سے لکھا ہے۔
میں نے اختصار اور آسان الفاظ میں لکھا ہے۔ اگر اس تحریر میں کوئی غلطی نظر آئے تو میری طرف منسوب کی جائے۔ علمائے اہلسنت اس سے بری ہیں۔
میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی تمام خطاؤں، غلطیوں، گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

برکت کیلئے آغاز

امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ کے چند اشعار سے کر رہا ہوں۔

امام شرف الدین بوصیری یکم شوال المکرّم ۸۔۶ ھ مصر کے قصبہ دلاص کے نواح میں پیدا ہوئے۔فالج کے مریض بن گئے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی مدح میں یہ قصیدہ لکھا۔خواب میں حضور علیہ السّلام کی زیارت ہوئی۔آپ ﷺ نے یہ قصیدہ سنا تو اپنا دست شفقت بوصیری کے جسم پر پھیرا اور اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔امام بوصیری کہتا ہے کہ خواب سے جاگا تو صحت یاب تھا اور چادر مبارک میرے پاس موجود تھی۔

۱) **مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ۔**

اے میرے مالک درود بھیج ہمیشہ ہمیشہ اپنے محبوب پر جو تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

۲) **مُحَمَّد سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ**

محمد ﷺ سردار ہیں دُنیا و آخرت کے جن اور انسانوں کے اور دونوں جماعتوں کے عرب اور عجم سے

۳) **ھُوَالْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجیٰ شَفَاعَتُه لِکُلِّ ھَوْلٍ مِنَ الْاَ ھْوَالِ مُقْتَحِمِ**

وہی محبوب ہیں جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے مصیبتوں اور بلاؤں کے وقت جو یکا یک آپڑتی ہیں۔

۴) **فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ وَلَمْ یَدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ**

آپ تمام انبیاء پر ظاہری صورت اور باطنی خلق میں برتری لے گئے۔انبیاء اکرام آپ کے علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ سکے۔

۵) **وَ کُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِس غُرْفًامِّنَ الْبَحْرِ اَوْرَشْفاً مِّنَ الدِّیَمِ۔**

تمام انبیاء اکرام آپ کی جناب میں التماس کرنے والے ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا آپ کی مسلسل برسنے والی باران رحمت سے ایک قطرہ کا۔

۶) **دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّھِمْ ۔وَاحْکُمْ بِمَاشِئْتَ مَدْحاً فِیْهِ وَاحْتَکِمِ!**

جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں دعویٰ کیا اُسے چھوڑ دے اور اسکے علاوہ بحالت مدح آپ ﷺ کی فضیلتوں کو بیان کر اور خوب فیصلہ کرے بیان کر۔

۷) **وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَام بِھَا فانما التصلت من نورہ بھم**

اور تمام معجزات جو انبیاء کرام لائے وہ دراصل انہیں حضور علیہ السّلام کے نور سے ملے۔

۸) **فَاِنّہ شَمْس وَّفَضْل ھُمْ کَوَاکِبِھَا یظھرن انوارھا للناس فی الظلم**

آپ ﷺ فضلِ الٰہی کے آفتاب اور انبیاء کرام اُس آفتاب کے ستارے ہیں جو لوگوں کے لئے اپنی روشنیاں تاریکیوں میں ظاہر فرماتے رہے۔

عقیدے کی بات

اللہ تعالیٰ کی صفات

ذاتی، قدیم، غیر مخلوق، مستقل، ازلی، ابدی، سرمدی، لامحدود

۱) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ پ ۲

بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفق و مہربان ہے

۲) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا پ ۳

اللہ مومنوں کا ولی ہے

۳) اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ پ ۱۵

بے شک وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۴) اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ پ ۱۰

بے شک اللہ قوی سخت عذاب دینے والا ہے۔

۵) اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ پ ۲۷

بادشاہ نہایت مقدس سلامت رکھنے والا امان بخشنے والا عزت والا ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا اور متکبّر

۶) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پ ۱

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا رب ہے۔

مخلوق کی صفات

رب تعالیٰ کی عطا کردہ، محدود، حادث، مخلوق، عارضی، فانی، غیر مستقل

۱) حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

رسول اللہ ﷺ تمہارا بڑا خیر خواہ مومنوں پر مشفق و مہربان ہے۔

۲) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پ ۶

اللہ اُس کا رسول اور مومن تمہارے ولی ہیں۔

۳) فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا پ ۲۹

ہم نے انسان کو سننے والا دیکھنے والا بنایا۔

۴) وَاِنِّیْ عَلَيْهِ لَقَوِیٌّ اَمِيْنٌ پ ۱۹

(حضرت یوسفؑ نے فرمایا)

اور بے شک میں اس پر قوی امین ہوں۔

(۵) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا۔ پ ۵

نہیں چاہیے کہ مومن مومن کو قتل کرے۔

وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ پ ۱۲

تم ہم پر غالب نہیں ہو۔

وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ پ ۱۲

انہوں نے ہر متکبّر منکر حق کی پیروی کی۔

۶) اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ پ ۱۲

حضرت یوسفؑ نے فرمایا۔

میرا ذکر اپنے رب (بادشاہ) کے پاس کرنا۔

۷) فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ کَرِیْم پ۱۹

بے شک میرا رب غنی کریم ہے۔

۸) اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْم پ۱۳

بے شک میں حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں۔

۹) کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا پ۵

اللہ نگران کافی ہے۔

۱۰) کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا پ۵

اللہ گواہ کافی ہے۔

۱۱) یَہْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پ۲

جسے چاہتا ہے اُسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

۱۲) اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ پ۳

اللہ ایمان والوں کا ولی ہے انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

۱۳) اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ پ۲۲

اللہ نے اُس پر انعام کیا۔

۱۴) اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا پ۲۴

موت کے وقت جانوں کو اللہ قبض کرتا ہے۔

۱۵) اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔ پ۳

ہمارا مولیٰ ہے ہمیں کافروں پر کامیابی دے۔

۷) اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْم۔ پ۲۹

بے شک رسول کریم کا قول ہے۔

۸) وَبَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْم۔ پ۲۶

انہوں نے اُس کو صاحب علم بیٹے کی بشارت دی۔

وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ۔ پ۱۲

میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

۹) وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ۔ پ۱۱

میں تم پر نگران نہیں ہوں۔

۱۰) وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا۔ پ۲

اور رسول تم پر گواہ ہوگا۔

۱۱) وَاِنَّکَ لَتَہْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ پ۲۵

(اے رسول) بے شک تو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

۱۲) کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔ پ۱۳

اے رسول تم پر ایک کتاب نازل کی تا کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف لاؤ۔

۱۳) وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ۔ پ۲۲

اے رسول تو نے اُس پر انعام کیا

۱۴) یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ۔ پ۲۱

موت کا فرشتہ تمہاری جانوں کو قبض کرتا ہے۔

۱۵) عام مولوی کے لئے لفظ مولانا استعمال کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے روف، رحیم، کریم، قوی، مومن، عزیز، جبار، سمیع، بصیر، رب، حفیظ، علیم، شہید، وکیل یہ صفات اپنے لئے بیان فرمائی ہیں اور انہی صفات کو مخلوق کے لئے بھی بیان فرمایا ہے۔ لیکن دونوں صفات میں آسمان وزمین سے زیادہ فرق ہے۔ رب تعالیٰ کی صفات ذاتی، قدیم، لامحدود، ازلی، ابدی اور غیر مخلوق ہیں۔

جبکہ بندوں کی صفات رب تعالیٰ کی عطا کی ہوئی۔ محدود، عارضی، حادث، فانی اور مخلوق ہیں۔

شرک اُس صورت میں لازم آتا ہے جبکہ بندے کی کسی صفت کو اللہ تعالیٰ کی صفات کی طرح قدیم، ذاتی، لامحدود، ازلی، ابدی مانا جائے اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ بندوں کی صفات رب تعالیٰ کی عطا کردہ محدود، عارضی، غیر مستقل اور فانی ہیں۔ عطائی، محدود، عارضی صفات کو بندں کی طرف منسوب کرنا شرک نہیں بقول حکیم الامت شاعر مشرق علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ — غالب وکار آفریں کار کشا کارساز

مشرکین مکہ کے شرک کی اصل وجہ

اللہ تعالیٰ کا مرتبہ ومقام اپنے بتوں سے کمتر جانتے تھے جیسا کہ سورہ انعام میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والو کو کفار کے بتوں کو گالی دینے سے منع فرمایا۔

وَلَاتَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔

اے مسلمانو تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ بھی (جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔ کافر کہتے

مَانَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی (الزمر)

ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنادیں۔

وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ جبکہ کوئی مسلمان اولیاء کی عبادت نہیں کرتا۔ بتوں کو قرب کا ذریعہ بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا اُن کا خودساختہ عقیدہ تھا۔ جبکہ نیک بندوں سے محبت کا حکم شریعت کا ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے جلال کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے لوگ کہاں ہیں آج میں انہیں اپنا خاص سایہ عطا کروں گا اس دن جب میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

این المتحابون بجلالی اظلھم فی ظلی یوم لاظل الاظلی۔ (رواہ مسلم)

میری محبّت اُن کے لئے واجب ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

وجبت محبتی للمتحابین فی۔۔۔۔۔ (رواہ مسلم)

جبرائیل علیہ السلام کو کہا۔ **انی احب فلانافاحبه۔** اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبّت کرتا ہے تو جبرائیل کو فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبّت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبّت کر۔

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ سورۃ زمر۔۳۹۔۴۵

جب تنہا اللہ ہی کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن لوگوں کے دل گھٹن اور کراہت کا شکار ہوجاتے ہیں جب اللہ کے سوا اُن بتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اچانک وہ خوش ہوجاتے ہیں۔

غزوہ احد میں ابوسفیان کا نعرہ **اعلی ھبل** تھا۔

جبکہ حضور علیہ السلام کے حکم پر مسلمانوں کا نعرہ **اللہ اعلی واجل**

ابوسفیان کا دوسرا نعرہ **لنا عزی ولا عزی لکم۔**

مسلمانوں کا نعرہ تھا۔ **اللہ مولانا ولا مولی لکم۔**

سورہ یونس آیت نمبر ۳۔ **ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ۔** پارہ ۱۱ رکوع ۶

پھر عرش پر استوا فرمایا کام کی تدبیر فرماتا ہے۔

سورہ النازعات آیت ۵۔ **فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔** تدبیر کرنے والے فرشتے حقیقی مدبر رب تعالیٰ۔ فرشتے رب تعالیٰ کی عطا سے مدبر۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۔ سورۃ التحریم آیت ۴

بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے، جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے اُن کے مددگار ہیں۔

نوٹ۔ اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر مددگار ہے جبرائیل صالح مومنین اور فرشتے رب تعالیٰ کی عطا سے مددگار ہیں۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔ سورۃ آل عمران آیت ۴۹

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا فرمان۔ میں مادر اندھے اور برص والے کو ٹھیک کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ جو کچھ تم کھاتے ہو اور گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اُس کی خبر دیتا ہوں۔ خدا تعالیٰ شافی، شفا دینے میں کسی کا محتاج نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام شافی رب تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ غیب جانتا ہے ذاتی طور پر۔

عیسیٰ علیہ السّلام غیب جانتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی عطا سے رب تعالیٰ مومن ایمان دینے والا۔

بندہ مومن ایمان والا۔ رب تعالیٰ کی عطا سے۔

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔ فرشتے حفیظ رب تعالیٰ کی عطا سے رب تعالیٰ حفیظ ذاتی طور پر۔

حضرت یوسف علیہ السّلام کا کہنا۔ **اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ۔** حضرت یوسف علیہ السّلام حفیظ رب تعالیٰ کی عطا سے۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ لیکن اللہ جس کو چاہتا پاک کرتا ہے۔

رسول پاک کے بارے میں فرمایا۔ **يُزَكِّيْهِمْ۔** رسول اُن کو پاک کرتا ہے۔ رب تعالیٰ **مزکی**۔ اللہ کا حبیب **مزکی**

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ۔

جب تو اُس شخص کو کہہ رہا تھا جس پر اللہ نے انعام کیا جس پر تو نے انعام کیا۔ رب تعالیٰ **منعم** اللہ کا رسول **منعم۔**

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

کیا یہ بات اُن کو بری لگی کہ اللہ اور اُس کے رسول نے اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دیا اللہ غنی کرنے والا اللہ کا رسول غنی کرنے والا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

کیا اچھا ہوتا تو وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اُس کے رسول نے اُن کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ داتا اُس کا رسول داتا۔

مندرج بالا آیات کے ذکر کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ رب تعالیٰ کی صفات ذاتی، قدیم، لامحدود، غیر متناہی رسول پاک کی صفات عطائی، حادث، محدود۔ لہٰذا شرک والی کوئی بات نہیں۔

حقیقت و مجاز

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔عبادت میں مجاز نہیں استعانت میں بھی مجاز ہے۔**اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ**۔

استعانت حاصل کرو صبر اور نماز سے۔

صبر اور نماز غیر اللہ ہیں۔

تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔نیکی اور تقوی پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

احادیث پاک میں **مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ**۔

جو اپنے بھائی کے لئے مشکل کشا اللہ اُس کے لئے مشکل کشا۔

فَاللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ۔(ریاض الصالحین)

اُنْصُرْ اَخَاکَ الظَّالِمَ وَالْمَظْلُوْمَ۔اپنے بھائی ظالم و مظلوم کی مدد کرو۔ظالم کو اُس کے ظلم سے روکنا اُس کی مدد ہے۔

مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ بِھَا کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

جو دنیا میں مسلمان سے تکلیف کو دور کریگا۔اللہ تعالیٰ قیامت کو اس کی تکالیف کو دور کریگا۔

فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ط۔صرف میری عبادت کرو حصر ہے۔

وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ط۔صرف مجھ سے ڈرو حصر ہے۔

لیکن دونوں حصر برابر نہیں۔

عبادت میں مجاز نہیں لیکن ڈر میں مجاز ہے۔

اگر کوئی شیر یا ظالم حکمران سے ڈرے تو وہ مشرک نہ ہوگا۔

فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعاً۔بے شک ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔حصر ہے۔

دوسری جگہ فرمایا۔**لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْن**۔عزت اللہ کے لئے اس کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔**لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ**۔آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اُس کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ہم بھی اپنی ملکیت کا دعویٰ کرتے ہیں۔کہ اس گھر کا مالک میں ہوں۔اس گائے کا مالک میں ہوں۔

اس زمین کا مالک میں ہوں۔فرق یہ ہے کہ ہر چیز کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

اس کی یہ صفت ذاتی، قدیم، لامتناہی ہے۔ ہماری ملکیت عارضی رب کی عطا کردہ، محدود، فانی یہ قانون اگر پیش نظر رہے تو بے شمار مسائل آسانی سے حل ہو جائیں۔ ذاتی، عطائی، حقیقت ومجاز کا قانون پیش نظر رہے۔

علماء کرام نے یہ بات واضح کی ہے کہ خالق ہونا، واجب الوجود ہونا، قدیم ہونا، نہ مرنا، مستحق عبادت یہ پانچ صفات قابل عطا نہیں ان پر الوہیت کا مدار ہے۔ دیگر صفات کی تجلی مخلوق پر ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اس مثال کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو نیکی وبدی کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اسی عطا کردہ اختیار کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

اگر کوئی بندہ کہے میں نیکی کروں میری مرضی برائی کروں میری مرضی میں اس عمل میں مختار کل ہوں۔ کیا وہ بندہ مختار کل کا لفظ استعمال کر کے خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے یا خدائی صفات میں شرکت، برابری کا دعویٰ کر رہا ہے، ایسا بالکل نہیں بلکہ اپنے محدود عطا کردہ اختیار میں ہی اختیار کل کا دعویٰ ہے۔ جبکہ مختار کل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ تمام اختیارات اور قدرتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السّلام کے بارے میں قرآن پاک کہہ رہا ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ۔ وَالشَّيَاطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ۔ وَاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ۔ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ سورۃ۔ ص۔ آیت ۳۶ تا ۴۰

ترجمہ وتشریح: از تفسیر ضیاء القرآن مصنّف قبلہ ضیائے اُمت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا چلتی تھی۔ آپ کے حسب حکم آرام سے جدھر آپ چاہتے اور سب دیو بھی ماتحت کہ دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور اور ان کے علاوہ جو سرکش تھے باندھ دیئے گئے زنجیروں میں اے سلیمان یہ ہماری عطا ہے۔ چاہے کسی کو بخش کر احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ تم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ اور بے شک انہیں ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے۔ اور خوبصورت انجام۔

تشریح: حاشیہ نمبر ۴۰: کرہ ہوائی کو آپ کے زیر فرمان کر دیا ہواؤں کی رفتار آپ کے اختیار میں دیدی۔ شیطانوں کو آپ کے ماتحت کر دیا ان میں سے کئی فن تعمیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور کئی سمندروں کی گہرائی میں غوطہ لگا کر طرح طرح کے قیمتی موتی نکالنے کے فن میں ماہر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو آپ کے حکم کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ آپ کے اذن کے بغیر نہ وہ کہیں جا سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔

(۴۱) یہ نعمتیں عطا فرمانے کے بعد ہر چیز کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے نہ کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ بغیر حساب کہہ کر اس خدشہ کو بھی دور کر دیا کہ تم سے اس کے بارے میں باز پرس تک نہ کی جائے گی۔

فاعط من شئت اوامسک عمن شئت بغیر حساب ای غیر محاسب علی منه وامساکه لتفویض التصرف فیه الیک۔ یعنی جس کو چاہیں آپ دیں اور جس کو چاہیں آپ نہ دیں آپ سے اس معاملہ میں کوئی باز پرسی نہ ہوگی کیونکہ ان میں تصرف کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کردیا گیا۔(مظہری)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔**انه مفوض الیه تفویضاً کلیاً** کہ یہ نعمتیں کلی طور پر ان کے حوالے کردی گئیں ہیں۔(روح المعانی)

صاحب روح البیان لکھتے ہیں۔ **هذاعطاء نایشرالی ان لانبیاء بتائید الفیض الهی ولایة الفیض علی من هواهله عنداالاستفاضة ولهم امساک الفیض عندعدم الاستفاضة من غیر اهله**(روح البیان)

ترجمہ: قرآن کریم کے یہ الفاظ ہے کہ انبیاء کرام کو فیض خداوندی کی تائید سے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جس طالب فیض پر جتنا چاہیں لطف وکرم فرماسکتے ہیں اور اپنے فیضان کرم سے انہیں مالا مال کرسکتے ہیں اور جو نااہل ہو اس کو فیضان سے محروم کرسکتے ہیں۔

جب حضرت سلیمان علیہ السّلام پر یہ کرم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جو سرمدی نعمتیں اور طرح طرح بے شمار خزانے عطا فرمائے ہیں۔ان میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا حضور مختار نہیں ہونگے یہ کہنا بڑی جسارت ہے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان رفیع گھٹانے کے لئے اور خداداد اختیارات کا انکار کرنے کے جوش میں واضح آیات سے بھی اغماض کرلیا جاتاہے اور آنکھیں بند کرلی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کور باطنی سے بچائے۔

تبصرہ۔قبلہ پیر صاحب کور باطنی) کا ذکر شاید اس لئے کیا ہے مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھاہے کہ جس کا نام محمد و علی ہے انہیں کوئی اختیار نہیں۔

۴۲) صرف یہ ملک وسلطنت اور ان میں ہر طرح کے تصرف کے اختیارات دینے پر ہی بس نہیں بلکہ یہ مژدہ بھی سنایا کہ انہیں ہماری بارگاہ عزت میں بڑا قرب حاصل ہے۔اور انہیں حسن مآب کی خوشخبری بھی دے دی یعنی ان کا انجام بھی بہت اچھا ہوگا۔جب حضرت سلیمان علیہ السّلام کو حسن انجام کی بشارت سے نوازا گیا تو جو لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ حضور فخر کائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات کو اپنے انجام کے بارے میں خبر نہ تھی ان کے متعلق آپ خود بھی فیصلہ کرلیں۔

نوٹ۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام اگر رب تعالیٰ کے دئیے ہوئے اختیارات کے بارے میں فرمائیں کہ میں ان

اختیارات میں مختارکل ہوں کہ یہ کہنا بجا ہوگا۔ کوئی شرک والی بات نہ ہوگی۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے زید کو ۱۲۰ ایکڑ زمین عطا کی کسی نے زید کو کہا یہ زمین بیچ دو یا فلاں آدمی کو مزارعت پر دے دو۔ جواباً زید نے کہا کہ اس ۱۲۰ ایکڑ زمین کا میں مختار کل ہوں فروخت کروں یا نہ کروں کس کو مزارعت پر دوں یا نہ دوں میری مرضی۔ زید کا یہ کہنا کہ میں مختار کل ہوں نہ یہ خدائی کا دعویٰ ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی صفات میں شرکت کا دعویٰ ہے اس دعویٰ میں کوئی شرک والی بات نہیں۔

اسی طرح حبیب کبریاؐ کا فرمان ہے۔ **اِنَّمَا اَنَا قَاسِم وَاللّٰهُ يُعْطِىْ** اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اس میں محمد ﷺ تقسیم کرنے والا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کے تحت اگر مسلمان کہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات میں رسول پاک مختار کل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کبریا ﷺ کو تمام انبیاء سے زیادہ اختیارات اور معجزات عطا کئے۔ بلکہ شرعی قوانین میں ترمیم کا اختیار بھی اپنے حبیب ﷺ کو عطا کیا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے حج کرو ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال حج ہم پر فرض ہے رسول پاک ﷺ نے اُسے جواب نہ دیا اس صحابی نے تین بار سوال دہرایا۔ جواب نہ ملا تو وہ بیٹھ گیا تو رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ **لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ** ۔اگر میں اس صحابی کے جواب پر ہاں کہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا۔ **لَمَا اسْتَطَعْتُمْ** لیکن تم کو تکلیف ہوتی۔ رسول پاک ﷺ کی یہ صفت بھی قرآن پاک نے بیان کی ہے۔ **عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ** ۔تمہاری تکلیف میرے حبیب کو گوارا نہیں۔ رسول پاک ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرے نکاح سے منع فرمادیا۔ حضرت خزیمہ انصاری کی گواہی دو مردوں کے برابر کردی۔ سراقہ بن مالک جعشمی کے لئے کسریٰ کے سونے کے کنگن جائز کردیئے۔

ایک غریب صحابی جس نے ماہ رمضان کا روزہ توڑا اُسے فرمایا۔ غلام آزاد کرو عرض کیا نہیں کر سکتا غریب ہوں فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلاؤ عرض کیا یہ بھی نہیں کر سکتا۔ فرمایا پھر ساٹھ روزے رکھو۔ عرض کیا یہ بھی مشکل ہے۔

صدقے کی کھجوروں کا ٹوکرا آیا فرمایا اسے لے جاؤ اور غریبوں میں تقسیم کردو۔ اُس صحابی نے عرض کیا مدینہ طیبہ میں مجھ سے زیادہ کوئی غریب نہیں۔ **فضحک النبی ﷺ حتی بدت انیابه**۔ رسول پاک نے تبسّم فرمایا یہاں تک آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے فرمایا **فاذهب فاطعم اهلک**۔ ٹوکرا گھر لے جاؤ گھر والوں کو کھلا تیرا کفارا ادا ہو گیا۔

قرآن پاک کا فرمان سچ ہے۔ **مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى**۔ جب تک رب تعالیٰ کی طرف سے وحی نہ ہو حبیب ﷺ بات نہیں کرتے۔ یہ آیت طیبہ بتا رہی ہے کہ حدیث پاک جو روایت کے قوانین کے مطابق ہے وہ وحی خفی ہے۔

کفار مکہ کا شرک کئی طرح کا تھا انہوں نے کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ اور اُن بتوں کو اللہ تعالیٰ کے برابر قرار دیتے تھے۔ بعض کافر جنات کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے۔ بعض فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مانتے تھے۔

بعض کافر آخرت کو نہ مانتے تھے۔ کہ یہ بوسیدہ ہڈیاں دوبارہ کیسے زندگی پائیں گی۔ درج ذیل آیات میں اُن کے عقائد کا ذکر ہے۔

کفار قیامت کے دن اپنے معبود بتوں کو کہیں گے۔

۱) **تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ اِذْنُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔** (سورۃ شعراء)

ترجمہ: خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ تم کو رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔

۲) **وَجَعَلُوْا شُرَکَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَھُمْ وَخَرَقُوْلَہ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ۔** (سورۃ انعام)

ترجمہ: اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو حالانکہ اس نے اُن کو بنایا اور اُس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلیں جہالت ہے۔

۳) **قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْم۔** اُس نے کہا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کریگا۔

اَءِ ذَامِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْن۔

کیا جب مرجائیں مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں تو کیا دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ کفار مکہ کا عقیدہ سفارش کے بارے میں یہ تھا۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ کَانُوْا لَا یَمْلِکُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ جَمِیْعًا۔ (سورہ زمر)

ترجمہ: کیا انہوں نے اللہ کے مقابل سفارشی بنا رکھے ہیں فرمادو کہ کیا اگرچہ وہ کسی کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں۔ فرمادو شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھوں میں ہے۔

درج بالا آیت کفار کی تردید بنا۔ جن کا عقیدہ تھا ہمارے بت دھونس دھاندلی کے ساتھ سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ انکار نہ کرسکے گا۔

دوسری آیت میں فرمایا۔ **مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ** (سورۃ بقرہ)

ترجمہ: وہ کون ہے جو رب کے پاس اُس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرسکے۔

اس درج بالا آیت میں وضاحت ہے رب تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہ کرسکے گا۔ بت تو رب تعالیٰ کے دشمن ہیں اُن کو سفارش کی اجازت نہ ہوگی۔ اُن بتوں کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّکُمْ وَمَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ۔ تم اور جن کی تم پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو۔

تیسری آیت: **یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا**

عِندَاللّٰہ۔ وہ اللہ کے سوا اُن چیزوں کو پوجتے ہیں جو انہیں نہ نقصان دے اور نہ نفع اور کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے نزدیک۔ درج بالا آیت میں بھی وضاحت ہے کہ لفظ **یعبدون** بتا رہا ہے کہ وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔

چوتھی آیت: **وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْامِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ مَانَعْبُدُھُمْ اِلَّالِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفَاء** (سورہ زمر)

جنہوں نے اللہ کے سوا معبود بنالئے اور کہتے ہیں کہ نہیں پوجتے ہم ان کو مگر اس لئے کہ یہ ہیں اللہ کے قریب کردیں۔

اس آیت طیبہ میں **نَعْبُدُھُمْ** کا لفظ بتا رہا ہے کہ کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے صرف وسیلہ نہ مانتے تھے۔

دور حاضر کے خارجی درج بالا آیات پڑھ کر مسلمانوں پر چپاں کرتے ہیں کہ کفار مکہ کا عقیدہ بتوں کے بارے میں صرف یہی تھا کہ ہمارے سفارشی اور رب کے قرب کا وسیلہ ہیں۔

جس طرح آج کل مسلمان انبیاء کو وسیلہ یا سفارشی مانتے ہیں لیکن یاد رہے کوئی مسلمان نبی یا ولی کو معبود نہیں مانتا اور نہ ہی کسی نبی، ولی کی عبادت کرتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کی سفارش بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مانتا ہے۔ جیسے احادیث میں ہے۔ مسلمانوں کے نابالغ بچے جو فوت ہو گئے والدین کی سفارش کریں گے۔ قرآن پاک ماہ رمضان سفارش کریں گے۔ انبیاء کرام بھی سفارش فرمائیں گے۔ جیسے رسول پاک ﷺ کا فرمان ہے۔

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ۔ میری سفارش اُمت کے گنہگاروں کے لئے ہوگی۔ یہ سب شفاعتیں رب تعالیٰ کی اجازت سے ہونگی۔

اللہ عزوجل نے سورہ اخلاص میں اپنی توحید کو جامع و مانع انداز میں بیان فرمادیا۔ **قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَد اللّٰہُ الصَّمَد لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْوَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًااَحَد** ۔ اے حبیب ﷺ کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا ہے۔ اُس کا کوئی ہمسر، ثانی نہیں قل کہہ کے اپنی بات بھی لب سے تیرے سنی۔

اللہ کو ہے کتنی تیری گفتگو پسند ہے۔

اللہ الصمد ہے۔ اللہ بے نیاز ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں۔ ساری مخلوق اُسی کی محتاج ہے انبیاء، اولیاء، فرشتے جنات سب اللہ کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا تعلق بندوں سے صرف محبت کا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے کو پسند کرتا ہے تو جبرائیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے۔ **انی اُحِبُّ فلانا فاحبہ**۔ اے جبرائیل میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اُس سے محبت کر۔ پھر یہ اعلان فرشتوں میں کیا جاتا ہے۔ **ان اللہ یحب فلاناً فاحبوہ**۔ بے شک اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ اے فرشتوں تم بھی اُس سے محبت کرو۔

ثم یوضع القبول فی الارض۔ پھر اُس بندے کی قبولیت کو زمین میں بھی پھیلا دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث پاک میں ہے۔ **وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی۔** (طبرانی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری محبت اُن کے لئے واجب ہے جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں۔ میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں میری محبت کی وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں سب سے بہتر عمل یہ بتایا گیا۔ **الحب فی اللہ والبغض فی اللہ**۔ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کی وجہ سے عداوت۔

رواہ مسلم۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے ایک بندہ کو دوسری بستی میں موجود نیک بندے کو ملنے چلا اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو بھیج دیا شکل انسانی میں اُس جانے والے سے سوال کیا۔ اُس بندے کو کیوں ملنے جارہے ہوں۔ کیا تمہارا اُس پر احسان ہے جس کا تم بدلہ چاہتے ہو۔ جانے والے نے کہا نہیں کوئی احسان نہیں صرف اس لئے ملنے جارہا ہوں کہ وہ اللہ کا نیک بندہ ہے۔ فرشتہ کہتا ہے میں رب تعالیٰ کا فرشتہ ہوں اس محبّت کی وجہ سے اللہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے سے پوچھے گا۔ **یاابن آدم انا مرضت فلم تعدنی۔**
اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوگیا تھا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کریگا تو رب العالمین تو کب بیمار تھا کہ میں تیری بیمار پرسی کرتا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا۔ **مرض عبدی فلان ان تعدہ لوجد تنی عندہ۔**
میرا فلاں بندہ بیمار تھا۔ تو اُس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے وہاں پاتا۔ مراد میری رضا کو پالیتا۔ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے جو شخص اس محبوب بندے سے عداوت کرے رب تعالیٰ اُسے اعلان جنگ کرتا ہے۔

من عادلی ولیا فقداذنتہ بالحرب۔ اللہ تعالیٰ کی یہ محبّت ودوستی دنیا، برزخ اور آخرت میں بھی باقی رہتی ہے۔
عزرائیل علیہ السّلام بھی نیک بندے کی روح سے خطاب کرتے ہیں۔

یٰاَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اے روح مطمئن رب کی بارگاہ میں حاضر ہو تیرا رب تجھ سے راضی تو اپنے رب سے راضی رب کے بندوں میں داخل ہوکر جنت میں چلی جا۔

رب تعالیٰ کی ذات بے مثل ومثال ہے۔ وحدہ لاشریک ہے۔ کسی کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کو سمجھانے کیلئے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ماں اپنے شیر خوار بچے سے محبت کرتی ہے۔ ہرطرح سے اُس کا خیال رکھتی ہے۔ ماں اپنے شیر خوار بچے کی محتاج نہیں

بچہ ماں کامحتاج ہے۔ ماں محبت کی وجہ سے اپنے بچے کا خیال رکھتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی کامحتاج نہیں لیکن محبت کی وجہ سے مخلوق کا خیال رکھتا ہے۔

جیسے حدیث میں ہے۔ایک بندے نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اسکی نجات ہوگئی۔ایک فاحشہ نے ایک کتے پر شفقت کی یہ شفقت اس عورت کی نجات کا سبب بن گئی۔ جواللہ تعالیٰ کی مخلوق سے پیار کرے اللہ تعالیٰ اس سے بھی پیار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں سے محبّت رکھتا ہے۔ اُن سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو بھی محبوب رکھتا ہے۔ اوراُن کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ شہر مکہ کی قسم کھاتا ہے۔

لَااُقْسِمُ بِهٰذَاالْبَلَدِوَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَاالْبَلَدِ۔ مجھے شہر مکہ کی قسم جہاں اے محبوب تو رہتا ہے صحابہ کرام کے گھوڑوں کی قسم اُٹھاتا ہے۔**وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا فَالْمُوْرِيَاتِ قَدْحاً۔**

قسم ہے اُن گھوڑوں کی کہ وہ دوڑتے ہوئے ہانپتے ہیں اپنے سموں سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔

صفاء مروہ کے متعلق فرمایا جہاں حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم لگے تھے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْب۔ جوکوئی اللہ کی نشانیاں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

جہاں حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کے قدم لگے وہ جگہ اللہ کی نشانی اور قابل احترام ہے وہاں حاجی اور عمرہ کرنے والے سعی کرنا واجب ہے۔ ورنہ حج وعمرہ ناقص ہے۔علی ہذا القیاس اور جہاں حضرت حاجرہ رضی اللہ عنہا کا جسد اطہر دفن ہے وہ جگہ بھی باعث برکت ہے۔

رب تعالیٰ کا فرمان ہے **واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى۔**

مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالو۔ وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم کے قدموں کے نشان ہیں۔ وہاں طواف کے بعد نفل پڑھنا واجب قرار پایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قدموں کے نشان والا پتھر اتنا اہم ہے کہ وہ قبرانور جہاں ابراہیم علیہ السّلام خود آرام فرما ہیں۔ یقیناً وہ جگہ بھی باعث برکت ہے۔جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا۔ **وَجَعَلَنِىْ مُبَارَكاً اَيْنَ مَا كُنْتُ ۔**

رب تعالیٰ نے مجھے برکت والا بنایا میں جہاں بھی ہوں ۔ دُنیا ہو عالم برزخ ہو عالم آخرت حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہر جگہ برکت والے ہیں۔

مسجد اقصیٰ کے بارے میں فرمایا۔**بٰرَكْنَا حَوْلَه** ۔اس کا اردگرد برکت والا ہے۔

مولوی تقی عثمان دیوبندی نے اپنی تفسیر عثمانی میں یہاں لکھا ہے۔ مادی حیثیت سے چشمے، نہریں، غلے، پھل اور میووں کی افراط اور روحانی اعتبار سے دیکھا جائے تو کتنے انبیاء ورسل کا مسکن ومدفن اور اُن کے فیوض انوار کا سرچشمہ رہا ہے۔

سورہ حج میں ارشاد ربانی ہے۔ **وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْر۔**

اور قربانی کے جانور ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے تمہارے لئے ان میں خیر ہے۔

جو جانور قربانی کیلئے یا کعبہ معظمہ کے لئے نامزد ہو جائے وہ شعائر اللہ ہے اُس کا احترام چاہیے جیسے قرآن کا جزواں کعبہ کا غلاف زم زم کا پانی، مکہ مکرمہ کی سرزمین کا احترام چاہیے اس لئے کہ ان کو رب یا رب کے پیاروں کی طرف نسبت ہے۔

ایک دیوبندی مولوی محمد عبدالمعبود جو کہ مولوی حسین علی واں بھچراں کا مرید اور مولوی غلام خان کا شاگرد ہے۔ نے تاریخ مدینہ منورہ اور تاریخ مکہ المکرّمہ لکھی ہے۔ ان کتابوں کو مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔

محمد عبدالمعبود تاریخ مکہ میں حجر اسود کے بارے میں سع لکھا ہے۔ تاریخ مکہ جلد دوم صف ۲. ۲ تا ۸. ۲ حوالہ جات جن کتابوں سے دیئے گئے۔ ترمذی شریف اخبار مکہ مصنّف امام ابوالولید ارزقی متوفی ۳۲۳ھ نسائی شریف مصنف عبدالرزاق سنی کبریٰ ترمذی شریف اور نسائی شریف میں ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ **نزل الحجر الاسود من الجنته وهواشدبياضاً من اللبن فسودته خطايا بنى آدم۔**

جب حجر اسود جنت سے دنیا میں آیا تو وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں نے اُسے سیاہ کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں یہ دونوں بے حد منور تھے لیکن اللہ رب العزت نے ان کی نورانیت کو چھپا دیا۔ اگر ان کی روشنی کو مٹایا نہ جاتا تو یہ مشرق سے مغرب ہر ایک چیز کو روشن اور منور کر دیتے **وھب بن منبہ** سے روایت ہے۔ کہ جس وقت حجر اسود کو جنت سے اُتارا گیا تو وہ ستاروں کی طرح چمکتا تھا کیونکہ وہ جنت کا سفید یاقوت تھا۔ حضور علیہ السّلام کا ارشاد ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو لائے گا تو وہ جبل ابوقیس سے بھی بڑا ہوگا۔ اسے زبان اور ہونٹ عطا کئے جائیں گے اور وہ ان لوگوں کے حق میں سفارش کریگا جنہوں نے خلوص نیت سے اس کے بوسے لئے ہونگے۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حجر اسود زمین میں اللہ کریم کا ہاتھ ہے جس سے اللہ پاک اپنے بندوں سے مصافحہ کرتے ہیں جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی سے مصافحہ کرتا ہے دنیا میں جس نے خلوص نیت سے اس کا استلام کیا تو قیامت کے دن یہ اس کے حق میں گواہی دے گا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ حجر اسود کے قریب مسلمان اللہ کریم سے جو کچھ مانگے گا وہ مل کے رہے گا۔ (مصنف عبدالرزاق اخبار مکہ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اسطرح مروی ہے۔ حجر اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے جس مسلمان کو رسول پاک ﷺ کی بیعت کا

شرف حاصل نہیں ہوالیکن اُس نے حجر اسود کو بوسہ لے لیا تو اب اس نے اللہ اور اُس کے رسول سے بیعت کا اعزاز حاصل کرلیا۔ جامع صغیر جلد ا معارف السنن جلد ۶ اخبار مکہ صف ۲۲۹

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے۔ جس شخص نے حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے چھولیا گویا اُس نے رب العزت کے دست قدرت کو چھونے کی سعادت حاصل کرلی۔ (نسائی شریف)

عبداللہ بن عبید بن عمر سے روایت ہے کہ نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ حجر اسود اور رکن یمانی چھونے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

جامع اللطیف مصنف امام ابن ظہیرہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے جب حجر اسود پر پہنچے تو اُسے بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ ہی نقصان دے سکتا ہے۔ اگر میں نے اپنے آقا و مولا مولائے کل ختم الرسل ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو قریب ہی کھڑے تھے ضبط سخن نہ کر سکے اور فرمانے لگے کہ نفع اور نقصان دونوں چیزیں اس میں موجود ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ کیونکر ہوسکتا ہے تو امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ روز ازل میں جب اللہ کریم نے اپنے بندوں سے اپنے رب العالمین ہونے کا اقرار لیا تو اُس اقرار کو کتاب میں درج کر کے اس حجر اسود میں محفوظ کر دیا تھا۔

چنانچہ قیامت کے دن یہ پتھر گواہی دے گا کہ فلاں شخص نے اقرار پورا کیا یعنی مومن ہو گیا اور فلاں نے انکار کیا اور کافر ہو گیا البدایہ جلد صف ۱۵۴ کنز العمال جلد ۵ صف ۷۷ فتاویٰ قاضی خان جلد اص ۱۳۹ گویا اسکی تعظیم و تکریم کرنے والوں کو خداوند قدس کے حکم سے نفع پہنچتا ہے اور اسکی بے حرمتی اور تذلیل کرنے والوں کو نقصان۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ ۳۳۷

تاریخ مکہ کی عبارت ختم ہوئی۔

تبصرہ۔ درج بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی عطا سے ایک پتھر بھی نافع وضار ہے تو پھر اشرف المخلوقات مسلمان رب تعالیٰ کی عطا سے نافع وضار کیوں نہیں ہوسکتا۔

صف ۵۰۱ جلد ثالث کتاب الحج شرح صحیح مسلم از علامہ غلام رسول معیدی۔

علماء دیو بند میں سے شیخ عثمانی نے فتح الملہم ج ۳ ص ۳۲۲ اور شیخ انبیٹھوی نے (بذل المجھو ر ج ۳ ص ۳۲۵) میں لکھا ہے۔

کہ حجر اسود بالذات نفع اور نقصان نہیں پہنچا تا حضرت عمر نے جو حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ تو ایک پتھر ہے اور میں خوب جانتا ہوں تو نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس سے حضرت عمر کی مراد بیان کرتے ہوئے متقدمین علماء اسلام اور خصوصاً دیو بند سب ہی نے بالذات کی قید لگائی ہے کہ حجر اسود بالذت نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں جو نفع رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حق میں حج کی گواہی دے گا۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی اسلوب پر کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہُ (اعراف ۱۷۸) ایک کہے کہ میں اپنے نفس کے لئے کسی نفع وضرر کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے علماء اہلسنت یہاں بھی بالذات کی قید لگاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بذات نفع وضرر نہیں پہنچاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو آپ میں نفع رکھا ہے وہ نفع آپ پہنچاتے ہیں کہ آپ کا کلمہ پڑھنے آپ کی تبلیغ اور آپ کی شفاعت سے اربہا انسانوں کو نفع پہنچے گا۔ وہ سب آپ کی وجہ سے جنت میں جائیں گے۔ یہ کوئی کم نفع ہے؟؟

لیکن علماء نجد اور علماء دیوبند اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بالذات کی قید لگانا اور ذاتی وعطائی اختیارات کی تقسیم خالص مشرکانہ عقیدہ ہے اور یہ قید خانہ زاد اور سینہ زاد ہے قرآن مجید نے آپ کی ذات سے مطلقاً نفع رسانی کی نفی کردی ہے اور ذاتی وعطائی کی تقسیم اہل بدعت کی ایجاد ہے اور اختراع ہے وغیرہ وغیرہ ہم کہتے ہیں۔ ایک پتھر (حجر اسود) کی نفع رسانی ثابت کرنے کیلئے حضرت عمر کا قول لاتنفع میں بالذات کی قید لگالیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور ہم اگر رسول اللہ ﷺ کی نفع رسانی ثابت کرنے کیلئے **لااملک لنفسی** میں بالذات کی قید لگائیں تو مجرم قرار پائیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟؟

یہ بھی معلوم ہوا ہندو بت پرست جس پتھر کی پوجا کرتا ہے وہ پتھر اور حجر اسود برابر نہیں۔ ہندو کے بت کی تعظیم شرک ہے اور حجر اسود کی تعظیم باعث اجر وثواب ہے کیونکہ حجر اسود کی تعظیم کا حکم شریعت مطہرہ نے دیا ہے۔ اسی طرح انبیاء کرام کی بشریت اور عام انسان کی بشریت میں بھی آسمان وزمین کا فرق ہے۔

جیسا جلال الدین رومی نے کہا ہے۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر نیک لوگوں کو خود پر قیاس نہ کرد

جیسے شیر اور شیر کے الفاظ دیکھنے میں ایک جیسے ہیں لیکن دونوں میں فرق ہے۔

شیر آں باشد کہ مرد اور خورد شیر آن باشد کہ مردم را درد

دودھ کو مرد پی جاتا ہے شیر وہ ہے جو مردوں کو کھا جاتا ہے

زنبور اور شہد کی مکھی دونوں پھولوں پر بیٹھتے ہیں ایک کے ڈنگ میں فقط زہر ہے اور شہد کی مکھی شہد تیار کرتی ہے۔

دو ہرن ایک جیسے ہیں دونوں ایک قسم کی گھاس کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں ایک ہرن کا گھاس پانی مینگنی بن جاتا ہے دوسرے ہرن کا نافہ مشک تیار کرتا ہے۔ دونوں برابر نہیں نرکل اور گنے کی شکل ایک جیسی ہے نرکل اندر سے خالی ہے۔ اور گنے میں مٹھاس ہے۔ راستے میں پڑا پتھر جو لوگوں کی ٹھکروں میں ہے اسکی کوئی حیثیت نہیں دوسرا پتھر کوہ نور ہیرا ہے جسکی قیمت کروڑوں ڈالر ہے۔ جو لندن کے بگ بین ٹاور میں رکھا ہے حفاظت کے لئے سپاہی موجود ہیں۔ دیکھنے کے لئے ٹکٹ لینا ضروری ہے۔ دونوں پتھر برابر نہیں۔

علامہ اقبال نے بھی کہا ہے۔

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ملاں کی اذان اور مجاہد کی اذاں اور

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں کرگس کا جہاں اور شاہین کا جہاں اور

اللہ کے رسول ﷺ بھی فرماتے ہیں۔ **انی اری مالاترون انی اسمع مالا تسمعون** جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے جو میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے رسول اکرم ﷺ زمین پر بیٹھ کر آسمان کے دروازے کی چرچراہٹ سنتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ہے۔ تین میل دور سے چونٹی کی آواز سن کر مسکرائے **فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّن قَوْلِهَا** ۔ یہ دور 2023ء سائنس کا دور ہے سائنس نے بڑی ترقی کی ہے لیکن سائنسدان آج تک چیونٹی کی آواز ریکارڈ نہ کر سکے۔ انبیاء کرام کے حواس خمسہ دوسرے انسانوں کی طرح نہیں۔ حضور علیہ السّلام آگے پیچھے برابر دیکھتے تھے۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا **عینای تنامان لاینام قلبی** ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا رہتا ہے اسلئے نبی علیہ السّلام کی نیند سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا۔

ختم نبوت

رسول اکرم ﷺ آخری رسول ہیں آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا۔ قرآن پاک آخری آسمانی کتاب ہے اور اُمت مسلمہ آخری اُمت ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔ **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** ۔ (الاحزاب) اور لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء میں آخری ہیں۔ **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا** ۔

آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی دین اسلام کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔

یہ آیت صرف قرآن پاک میں ہے۔ پہلے کسی آسمانی کتاب میں نہیں ہے دین مکمل ہو گیا۔ لہٰذا اب کسی دوسرے دین کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی نئے نبی کی ضرورت ہے۔ یہ آیت بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۔

متقی ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر اُتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اگر کسی اور نبی نے آنا ہوتا تو آیت کا آخر اسطرح ہوتا۔ **ومآانزل من بعدک**۔ ایمان رکھتے ہیں جو آپ کے بعد اُتارا گیا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ معلوم ہوا قرآن اور اس سے پہلی آسمانی کتابیں تورات، زبور، انجیل پر ایمان لانا ضروری ہے۔

قرآن پاک کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی۔ احادیث طیبہ میں ذکر ہے صرف احادیث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

امام بخاری و مسلم نے بالاتفاق حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری مثال اور دیگر سب انبیاء کی مثال ایک محل سی ہے جسے خوب بنایا گیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی دیکھنے والے آتے تھے مکان کی عمدگی اور اس خالی جگہ کے متعلق تعجب ظاہر کرتے تھے۔ اب میں ہوں جس نے اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے۔ میرے ذریعہ ہی عمارت ختم ہوئی اور میری وجہ سے رسول ختم کئے گئے وہ اینٹ میں ہوں اور میں سب انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے میں نے نبی علیہ السّلام کی زبان سے سنا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے تھے میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں اللہ نے میرے ذریعے کفر کو محو کر دیا۔ میں حاشر ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے بعد اٹھائے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں۔ جس کے بعد کوئی نبی اور نہ ہو۔

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ نے فرمایا مجھے سب انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت ہے۔

۱) مجھے کلمات جامعہ عطا کئے گئے۔

۲) مجھے رعب سے مدد کی گئی۔

۳) مال غنیمت ہم پر حلال کیا گیا۔

۴) روئے زمین کو ہمارے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنایا گیا۔

۵) مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔

۶) میری ذات پر انبیاء کا خاتمہ ہوگیا۔

ابن جریر اور ابن عسا کر نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ خطبہ الوداع میں فرمایا۔ لوگو! یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔

زرثانی میں ہے امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اب رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ہوگا۔

صحیح مسلم میں حضرت ثمران سے روایت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں تیس 30 شخص ایسے ہونگے جو کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ترمذی شریف میں ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔

غزوہ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑا تو فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں کہ میرے لئے ویسے ہو جیسے ہارون علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

نوٹ۔ حضرت ہارون علیہ السّلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ خاتم النبین کا معنی جو مسرور قادریانی کرتا ہے کہ خاتم کا معنی افضل واعلیٰ ہے۔ جیسے خاتم الشعراء خاتم الاولیاء وغیرہ۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ معنی صحابہ کرام کو معلوم نہ تھا مسلیمہ کذاب سے جنگ کی اور واصل جہنم کیا۔ جنگ یمامہ میں 700 قاری صحابہ کرام شہید ہوئے۔

صحابہ کرام کا عقیدہ یہ تھا رسول اکرم ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہے۔ جو دعویٰ کرے وہ کذاب ہے اسکی گردن اُڑادو اس لئے اسود عنی اور مسیلمہ کذاب کو قتل کیا گیا۔

اُمت مسلمہ کا چودہ صدیوں سے یہی عقیدہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کردیا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اُمت مصطفوی کے ایک فرد کی حیثیت سے تشریف لائیں گے یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں گے اور شریعت مصطفوی کو نافذ کریں گے۔

بے مثال بشریت

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِالْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی مدح میں عرض کر رہے ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ　　وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء

آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاء

آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا جس طرح آپ اپنی تخلیق چاہتے تھے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو ایسا ہی بنایا۔

رسول اکرم ﷺ کا پسینہ خوشبودار تھا رسول پاک جس گلی سے گزر جاتے اُس گلی کی خوشبو صحابہ کرام کو خبر دیتی کہ حبیب کبریا ابھی یہاں سے گزرے ہیں۔

اُم سُلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا پسینہ جمع کر رہی تھی۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا تو عرض کیا یہ پسینہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کسی کستوری یا عبیر کو بوئے رسول ﷺ سے خوشتر نہ پایا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت کہ ایک شخص نے عرض کیا میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے مجھے خوشبو عنایت فرمائیں۔

رسول پاک ﷺ نے اسے ایک شیشی میں اپنا پسینہ جمع کر کے دیا جبکہ وہ دلھن اس پسینہ کو استعمال کرتی پورا محلہ مہک اُٹھتا اس گھر کا نام پڑ گیا۔ بیت المطیبین خوشبو والوں کا گھر حضرت عتبہ بن فرقد کی چار بیویاں تھیں وہ زیادہ خوشبو استعمال کرتی لیکن جب عتبہ بن فرقد اُن کے پاس تشریف لاتے تو اُن کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو ساری خوشبوؤں پر غالب آجاتی۔ ایک بیوی نے پوچھا کہ کون سی خوشبو استعمال کرتے ہو عتبہ نے فرمایا کوئی خوشبو استعمال نہیں کرتا بچپن میں میرے جسم پر دانے نکل آئے میرا باپ مجھے اللہ کے رسول کے پاس لے گیا رسول پاک نے فرمایا کرتا اُتارو پھر اپنا لعاب دہن میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے میرے جسم سے خوشبو آتی ہے۔

رسول اکرم کے لعاب دہن میں شفا تھی۔ غزوہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیمار آنکھ میں لگایا تو فوراً ٹھیک ہوگئی۔

غار ثور میں ابوبکر صدیق کے پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا حضور علیہ السلام نے وہاں اپنا لعاب دہن لگایا دیا تو درد جاتا رہا۔

حضرت رفاعہ بن رافع کا بیان ہے کہ بدر کے دن میری آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگا دیا آنکھ بالکل درست ہوگئی۔

حضرت محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن لگا دیا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

حضرت عمرو بن جموح کا پاؤں کٹ گیا حضور علیہ السلام کے لعاب دہن لگانے سے ٹھیک ہو گیا۔

حضرت ابوقتادہ انصاری کی آنکھ میں غزوہ ذی قرد میں تیر لگا تو آنکھ زخمی ہوگئی حضور علیہ السّلام کے لعاب دہن لگانے سے ٹھیک ہوگئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں گھر کے ایک کنواں میں حضور علیہ السّلام نے اپنا لعاب دہن ڈالا تو اس کا پانی شیریں ہوگیا۔

نوٹ۔ اگر عام انسان موسم گرما میں چند دن غسل نہ کرے تو اُس بدبودار پسینے کی وجہ سے پاس بیٹھا نہیں جاتا عام آدمی کے لعاب دہن میں بیمار کرنے والے جراثیم ہیں۔ اگر ہسپتال جائیں تو وہاں لکھا ہوتا ہے۔ Dont Spit Hear یہاں تھوکنا منع ہے۔

پسینہ کا آنا جسم انسانی کا خاصہ ہے۔ منہ میں لعاب کا جمع ہوجانا بھی جسم انسانی کا خاصہ ہے لیکن رسول اکرم ﷺ کا پسینہ خوشبودار اور لعاب دہن شفا دینے والا ہے۔ اس لحاظ سے حضور اکرم ﷺ کی بشریت بھی بے مثل و بے مثال تھی آپ کی بشریت اتنی لطیف تھی کہ آپ کے جسد اطہر کا سایہ نہ تھا۔ جس طرح ہوا لطیف ہے۔ ہوا چلتی ہے تو درختوں کی ٹہنیاں حرکت کرتی ہیں۔ لیکن آج تک کسی نے ہوا کا سایہ نہیں دیکھا ہوا کا وجود ہے لیکن لطافت کی وجہ سے سایہ نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

جو لطیف از وے دو عالم نباشد　　　　ناچار اورا سایہ چہ صورت دارد

آپ کے وجود مسعود دنیا میں لطیف تھا اس لئے سایہ نہ تھا تفسیر عزیزی میں ہے۔

سایہ ایشاں پرزمین نمی افتاد۔ آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔ امداد اسلوک میں رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے۔

بتواتر ثابت شد آنحضرت ﷺ سایہ نداشتند
وظاھراست که بجز نورھمه اجسام ظل می دارند

تواتر سے ثابت ہے حضور علیہ السّلام کا سایہ نہ تھا ظاہر بات ہے نور کے سوا باقی اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔

زرقانی، خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی شرح شفا ملا علی قاری شرح ہمزیہ لابن جو ہیثمی میں ہے۔

وکان اذامشی فی الشمس اوالقمر لاینظرله ظل. حضور علیہ السّلام سورج و چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی کہتے ہیں۔

امی و دقیقہ دانِ عالم　　　　بے سایہ و سائبان عالم

مدرسہ دیوبند کے مفتی عزیز الرحمٰن فتاوی دیوبند عزیز الفتاوی ج ۸ صف ۲۰۲ میں ہے۔ سوال ہوا۔ حضور علیہ السّلام کے سایہ مبارک کے بارے میں جواباً لکھتے ہیں۔

سیوطی کا خصائص کبریٰ نے **اخرج الحکیم ترمذی عن زکوان ان رسول الله ﷺ لم یکن یری له ظل فی شمس ولاقمر وتواریخ حبیب اله** میں مفتی عنایت احمد لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اسی وجہ سے آپ کا

سایہ نہ تھا۔

عرفاء وصوفیاء تو فرماتے ہیں بشریت ونورانیت، حقیقت محمدیہ کے دو پرتو دوصفات ہیں۔ حقیقت محمدیہ کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جیسے حدیث پاک میں **یاابابکرلم یعرفنی حقیقة غیر ربی**۔اے ابوبکر میری حقیقت تو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مولوی قاسم نانوتوی نے کہا ہے۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت　　　　نہ جانا کون ہے کسی نے جز ستار

بشریت کا ظہور ہوتا تو غزوہ خندق میں رخ انور پر بھوک کے آثار ظاہر تھے۔ شکم اطہر پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ جب صوم وصال رکھتے وہ روزے جن پر سحری وافطاری نہ ہوتی اُن مسلسل روزوں میں کوئی کمزوری ونقاہت نہ ہوتی۔ صحابہ کرام نے اس سنت پر عمل کیا تو کمزور ہو گئے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تو حضور علیہ السّلام ۔نے صحابہ کرام کو فرمایا۔ **ایکم مثلی ابیت عندربی یطعمنی ویسقینی** ۔ تم میں کون میری طرح ہے میں رات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے۔ غزوہ احد میں بشریت کا ظہور تھا کہ رخ انور پر چوٹ لگی تو خون بہا۔ چار دفعہ شق صدر ہوا وہاں کسی خون بہنے کا ذکر نہیں وہاں نورانیت کا ظہور تھا۔

صحیح بخاری ج ۲ صف ۹۳۵ صحیح مسلم شریف جلد صف ۲۶۰ سنن ترمذی جلد ۲ صف ۱۸۳ سنن ابی داؤد ج ا صف ۱۹۲۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت حضور اکرم ﷺ کی یہ دعا۔

اللهم اجعل لی نوراً فی قلبی۔۔۔۔۔ الی آخره۔

ترجمہ ومفہوم یہ ہے۔ یا اللہ بنادے میرے دل میں نور میری قبر میں نور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور میرے دائیں جانب نور بائیں جانب نور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور، میرے کان میں نور میری آنکھ میں نور میرے بالوں میں نور میرے پوست میں نور، میرے گوشت میں نور میرے خون میں نور، میری ہڈیوں میں نور، اے اللہ بڑا کر دے میرے لئے نور اور عطا کر مجھے نور اور بنادے میرے لئے نور میرے پٹھوں میں نور میری ذات میں نور، **واجعلنی نوراً** بنادے مجھے نور۔ استدامت اور تحدیث نعمۃ کے لئے دعا ہے۔ جیسے نماز میں بار بار **اهدنا الصراط المستقیم** ۔ہم کو سیدھے پر چلا۔ بندہ نماز پڑھ رہا ہے۔ سیدھے راہ پر ہے۔ مقصود اس دعا سے استقامت واستدامت ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السّلام بھی نورانیت میں استدامت واستقامت کی دعا فرمارہے ہیں۔

بشریت ونورایت کا اجتماع محال ہوتا تو حضور علیہ السّلام محال کی دعا نہ فرماتے۔ جیسے قرآن پاک میں جبرائیل امین کے لئے ہے۔ **فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَراً سَوِيًّا**۔ حضرت مریم رضی علیہ عنہا کے حجرہ میں مرد کامل کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس وقت جبرائیل ایک نوری بشر تھا۔ اس وقت اگر جبرائیل امین کو نوری بشر کہا جائے تو کیا جبرائیل امین کی توہین ہے کہ ہم نے اُسے عجیب الخلقت بنادیا۔

حضرت آدم علیہ السّلام کو مٹی سے بنایا گیا وہ انسان کامل ہیں مائی حضرت حوا علیہا السّلام کو حضرت آدم کی بائیں پسلی سے بنایا گیا۔

حضرت حوا علیہا السّلام بھی انسان کامل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے وہ بھی انسان کامل ہیں۔

رب تعالیٰ کا جو عام قانون ہے کہ ماں باپ ہوں تو تیسرا فرد بچہ وجود میں آتا ہے۔

لیکن درج بالا تینوں شخصیات عام قانون سے ہٹ کر تخلیق کی گئی ہیں۔ کیا ان تینوں کی شان میں کوئی کمی ہے۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کو نوری بشر کہا جائے تو آپ کی شان اقدس میں کوئی کمی نہیں آتی۔

رسول اکرم ﷺ کی نورانیت

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔ **اول ما خلق اللہ نوری**۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔
(روح المعانی)

رسول پاک ﷺ کا نور مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کے نور کا جز یا ٹکڑا نہیں بشریت ونورانیت دونوں کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔
قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ ۔ اے حبیب ﷺ کہہ دو میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ نبی علیہ السّلام کی بشریت کا انکار کفر ہے۔ نبی علیہ السّلام کی نورانیت کے بارے میں قرآن پاک کی آیت
قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آئی ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نور کی تفسیر رسول سے کرنے کے بعد فرمایا یعنی محمداً ﷺ۔
امام رازی نے تفسیر کبیر میں کئی اقوال نقل کئے پہلا قول یہ تھا کہ نور سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ یہاں نور سے مراد حضور اکرم ﷺ کا نور ہے۔

حدیث اول ما خلق اللہ نوری۔ کو تفسیر روح المعانی تفسیر نیشا پوری، تفسیر عرائس البیان، تفسیر روح البیان، زرقانی شریف، مدارج النبوۃ فارسی، بیان المیلاد النبوی لابن جوزی، تفسیر المسرات للفاسی، عطر الوردہ، تفسیر حسینی، شرح قصیدہ امالی وغیرہ

کنت نبیا وادم بین الماء والطین ۔ میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم پانی ومٹی میں تھے۔ (ترمذی شریف)
امام زین العابدین نے اپنے والد امام حسین سے امام حسین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت

کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام۔
میں آدم علیہ السّلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

اس حدیث کو ان کتابوں نے ذکر کیا ہے۔ مراھب اللدنیہ زرقانی جواہر البحار، اللنبھانی، انوار المحمدیہ، حجۃ اللہ علی العالمین تفسیر روح البیان ۔ مولوی حسین احمد دیوبندی اپنی کتاب شہاب ثاقب صف ۵۰ پر دیوبندی علماء کا عقیدہ کرتے ہیں ہمارے حضرات اکابر کے اقوال وعقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔

یہ جملہ حضرات ذات حضور پُر نور علیہ السّلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ وسراب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد لئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے آفتاب سے نور چاند میں آیا اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدیہ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہے غرضیکہ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسّلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات

وعالمیان ہے یہ ہی معنی لولاک لما خلقت الافلاک اور اول ماخلق اللہ نوری وانا نبی الانبیاء کے ہیں۔

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اپنی کتاب امدادالسلوک کے صفحہ ۸۵ پر بیان کرتے ہیں۔

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس حق تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آئے۔

نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات پاک ہے۔ امدادالسلوک کے صفحہ ۸۶ پر بیان کرتے ہیں۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مسلمانوں کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔

من نورہ میں من ابتدائیہ اتصالیہ ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں قرآن پاک میں ہے **روح منہُ**

دوسری آیت: **سَخَّرَلَکُمْ مَّافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً مِّنْهُ۔**

اور تمہارے لئے وہ سب چیزیں مسخر کیں جو آسمانوں اور جو زمین میں ہیں سب اُس کی طرف سے ہیں۔

حوالہ عقائد ونظریات علامہ عبدالحکیم شرف قادری میں اپنے اس عقیدہ کہ حضور علیہ السّلام نوری بشر ہیں۔ اس کی تائید مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب نشر الطیب کا حوالہ پیش کروں گا۔ جس کتاب کے بارے میں اُن کا بیان ہے کہ یہ بابرکت کتاب ہے کہ جب ہندوستان میں طاعون پھیلا لیکن اس کتاب کی برکت سے تھانہ بھون میں طاعون نہ پھیلا۔ اُس کتاب کی پہلی فصل نور محمدی ﷺ کے بیان میں ہے۔

الفصول

پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں

پہلی روایت: عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی۔ آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الہٰی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور بہشت تھی اور دوزخ اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا۔

ـ اور اکثر ختم فصول پر قصیدہ بردہ کے اشعار ہیں اور انکے ساتھ ایک شعر درود کا بھی جو قصیدہ بردہ کا نہیں ہے تبرکا بڑھا دیا گیا ہے اور بعض جگہ الروض النظیف کے اشعار ہیں اور اسی طرح ان کے ساتھ بھی ایک شعر درود کا جو اس کا نہیں ہے ۱۲ منہ

ـ روایات ہذا الفصل کلہا من المواہب ۱۲ منہ

ـ الفاظ سے روایت کے یہ ہیں یا جابران اللہ تعالیٰ خلق الاشیاء نور نبیک من نورہ ۱۲ منہ

اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش، آگے طویل حدیث ہے۔ ف اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔ ان اشیاء کا نور محمدیؐ سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

دوسری روایت: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے۔ (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد بھی کہا ہے۔ ف اور مشکوٰۃ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے۔

تیسری روایت: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کے لئے نبوۃ کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ ف اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں۔ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔

چوتھی روایت: شعبیؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ آدمؑ اس وقت روح اور جسد کے درمیان میں تھے جب کہ مجھ سے میثاق (نبوۃ کا) لیا گیا۔

(کماقال تعالیٰ واذاخذنا من النبین میثاقھم ومنک ومن نوح الایۃ) روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق۔

پانچویں روایت: احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں۔ حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے

باپ حضرت امام حسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ ف اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے۔ رہ گئی تخصیص اس کے ذکر میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اسکو مقتضی ہو۔

چھٹی روایت: ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقرؒ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اول (جواب میں) بلی (یعنی کیوں نہیں) محمد ﷺ نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ ف اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہو تاہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اسی لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق **الست بربکم** ظاہر روایات سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوۃ کا بلا اشتراک غیرے ہو جیسا اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

ساتویں روایت: جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور کی مدح خود طاعت ہے اس لئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی — مستودع حیث یخصف الورق
ثم ھبطت البلاد لابشر — انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد — الجم نرا واھلہ الغرق
تنقل من صالب الی رحم — اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما — فی صلبہ انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المھیمن من — خندق علیاء تحتھا النطق
وانت لما ولدت اشرقت — الارض وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذلک الضیاء وفی النور — سبل الرشاد نخترق

ترجمہ: زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز دویعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السّلام میں تھے سوقبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے اور دویعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسّرین نے کہا ہے۔**فمستقر و مستودع** اور پتے کا جوڑنا ارشارہ ہے

اس قصہ کی طرف آدم علیہ السّلام نے اس منع کیئے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملاملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے۔اس کے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے۔اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السّلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السّلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا) مولانا جامیؒ نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زجودش گرنگشتی راہ مفتوح — بجودی کے رسیدے کشتی نوح

(اور) وہ مادہ (اسی واسطہ درواسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گذر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہوجاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ عالیہ پر جاگزیں ہوا جس کے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خندف لقب ہے آپ کے جد بعید

مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔

ومن القصيدة

وَكُلُّ اٰيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهِ بِهِمِ۔

ترجمہ: اور ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اسکے نہیں کہ وہ معجزہ انکو صرف بدولت حضور پر نور پہنچا ہے۔ وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل وکمال ہیں اور انبیاء علیہم السّلام اس آفتاب کے اقمار وکواکب ہیں ۱۲

فَاِنَّه شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي ظُلَمِ
يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِماً اَبَداً عَلٰى
حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

عطر الوردہ مولانا ذوالفقار علی الدیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

دوسری فصل: سابقین میں آپ کے فضائل ظاہر ہونے میں

پہلی روایت: حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السّلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ ف اس سے آپ کی فضیلت کا اظہار آدم علیہ السّلام کے سامنے ظاہر ہے۔

دوسری روایت: حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آدم علیہ السّلام سے خطا کا ارتکاب ہوگیا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد ﷺ کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدمؑ تم نے ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب میں نے اسطرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی (شرف دی ہوئی) روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اُٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو میں نے معلوم کرلیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے
نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تم سچے ہو واقع میں وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے

ہیں اور جب تم نے انکے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

روایت کیا اس کو بیہقی نے اپنے دلائل میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا کہ اس کے ساتھ عبدالرحمٰن منفرد ہیں اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور اسکی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور اتنا اور زیادہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تمہاری اولاد میں سب انبیاء سے آخری نبی ہیں۔ف یہاں بھی مثل فائدہ بالا کے سمجھنا چاہیے۔

تیسری روایت: ابن الجوزی نے اپنی کتاب سلوۃ الاحزان میں ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السّلام نے جب حضرت حوا علیہا السّلام سے قربت کرنا چاہا تو انہوں نے مہر طلب کیا آدم علیہ السّلام نے دُعا کی اے رب میں ان کو (مہر میں) کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا اے آدم میرے حبیب محمد بن عبداللہ ﷺ پر بیس دفعہ درود بھیجو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

تیسری روایت: جب ابرہہ بادشاہِ اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو مکہ پر چڑھ آیا عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اس وقت نور مبارک عبدالمطب کی پیشانی میں گول بطور ہلال کے نمود ہوکر خوب درخشاں ہوا۔ یہاں تک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی۔ عبدالمطلب نے یہ بات دیکھ کر قریش سے کہا کہ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ہم لوگ غالب رہیں گے۔ اور عبدالمطلب کے اونٹ ابرہہ کے لشکر کے لوگ پکڑ لے گئے اور عبدالمطلب ان کے چھڑانے کو ابرہہ کے پاس گئے ان کی صورت دیکھتے ہی اس نے بایں جہت کہ عظمت اور مہابت نور شریف کی ان کے چہرے سے نمایاں تھی انکی نہایت تعظیم کی اور تخت سے اتر بیٹھا اور ان کو اپنی برابر بٹھلایا۔ بالجملہ ایسی عظمت نور مبارک کی تھی کی بسبب اس کے بادشاہ ہیبت میں آجاتے اور تعظیم وتکریم کرتے کذافی تواریخ حبیب الہ لمولنا عنایت احمدؒ

رسول اکرم ﷺ کا علم پاک

رسول اکرم ﷺ اعلم الخلق۔ احسن الخلق، اکرم الخلق، افضل الخلق ہیں۔ رب تعالیٰ نے ساری مخلوق سے زیادہ علم اپنے حبیب پاک ﷺ کو دیا اور اس علم کی تکمیل تدریجاً ہوئی۔ جب تک قرآن نازل ہوتا رہا آپ ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس عطائی علم کو جو نام بھی دیا جائے وہ درست ہوگا۔ علم غیب عطائی، اخبار غیب، اطلاع علی الغیب، علم لدنی، علم باطنی پیش گوئی ہے یہ سب رب تعالیٰ کی عطا ہے۔

مفتی احمد یار خان صاحب نے جاء الحق میں لکھا ہے۔ جو علم بھی مانتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔ رب تعالیٰ کی عطا کے بغیر ایک ذرہ علم بھی نہیں مانتے۔

یہاں بھی یہ قانون جاری ہوگا رب تعالیٰ کی صفات ذاتی ازلی، ابدی، قدیم، لامحدود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی صفات رب تعالیٰ کی عطا کردہ، محدود، حادث ہیں۔ رب تعالیٰ کی صفات سے برابری والی کوئی صورت نہیں۔

امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ میں کہا ہے۔ **فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا۔ وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ** ۔ اے محبوب ﷺ دنیا و آخرت آپ کی بخشش کا ایک حصہ ہیں اور روح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔ لوح محفوظ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

لَارَطْبٍ وَّلَایَابِسٍ اِلَّافِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ۔ ہر خشک و تر کا ذکر روشن کتاب میں ہے۔

مَافَرَّطْنَافِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْئٍ ؟ ہم نے اس کتاب میں کچھ نہ اٹھا رکھا۔

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ تو اُس کو حکم دیا لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں۔ فرمایا جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ابد تک ہوگا۔ وہ لکھ دے۔ مشکوۃ شریف باب القدر

فکتب ما کان وما ھو کائن الی الابد۔ لوح محفوظ اور قلم مخلوق ہیں اور دونوں عالم ماکان و ما یکون ہیں۔

کان ماضی کا صیغہ ہے۔ اور یکون مضارع کا صیغہ ہے۔ ماضی، حال، استقبال یہ زمانے بھی محدود ہیں۔

رب تعالیٰ کا علم لامحدود ہے جب زمانے نہ تھے تب بھی رب تعالیٰ عالم الغیب کی صفت سے متّصف تھا۔

رب تعالیٰ کا علم زمانوں سے ماورا ہے۔ علماء کرام نے لکھا ہے۔ رب تعالیٰ کے علم کو سمندر سے تشبیہ دینا بھی درست نہیں کیونکہ سمندر بھی محدود ہے اُس کا آغاز و انتہا ہے۔ جبکہ رب تعالیٰ کا علم لامتناہی ہے۔

تفسیر کبیر میں آیت **وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْئٍ عَدَدًا** کے تحت لکھا ہے۔

ترجمہ: اس میں شک نہیں کہ عدد سے شمار کرنا متناہی چیز میں ہوسکتا ہے۔ لیکن لفظ کل شئی اس شئی کے غیر متناہی ہونے پر دلالت نہیں

کرتا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک شئی موجودات ہی ہیں اور موجود چیزیں متناہی میں شمار ہیں۔ (بحوالہ جاء الحق)
اسی طرح جہاں کل کا لفظ استعمال کیا گیا جیسے علم آدم الاسماء کلھا۔ آدم کو تمام اسماء کا علم سکھا دیا یہ کلھا بھی محدود ہے۔
اور رب تعالیٰ کا علم لامحدود ہے۔
غیب اُسے کہتے ہیں جسے حواس خمسہ اور عقل معلوم نہ کرسکے جیسے جنت، دوزخ، عالم برزخ، پل صراط عقل اور حواس خمسہ میں نہیں آتے۔
بعض لوگوں کا یہ کہنا غیب جب معلوم ہو جائے وہ غیب نہیں رہتا۔ یہ فکر درست نہیں۔ رب تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب نہیں پھر بھی اسکی صفت عالم الغیب قرآن پاک میں بیان کی گئی۔
مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمتہ اللہ علیہ نے عقائد و مسائل میں لکھا ہے۔ اُن میں سے اختصار سے چند آیات اور چند احادیث لکھ دیتا ہوں۔

۱) اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب پر آگاہ کردے ہاں اللہ تعالیٰ جسے چاہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (آل عمران
۲) وہی (ذاتی طور پر) ہر غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے علاوہ کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ (الجن
۳) اے نبی کرم ﷺ یہ غیب کی خبریں جنہیں ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں (سورہ ہود)
۴) اور یہ نبی غیب کی خبر دیتے ہیں بخیل نہیں ہیں۔ (التکویر)
۵) ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔
۶) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (سورہ انعام)

احادیث میں کہ

۷) طارق بن شہاب روایت کرتے ہیں میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو ہمیں مخلوق کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے کی خبر دی۔ جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا جو بھول گیا سو بھول گیا۔ (بخاری شریف)
۲) ہمارے سامنے دنیا و آخرت میں ہونے والے تمام امور پیش کیے گئے (مسند امام احمد بن حنبل)
۳) پس آپ نے ہمیں گذشتہ اور آنے والے واقعات کی خبر دی پس ہم میں سب سے زیادہ بڑا عالم وہ ہے جو زیادہ حافظہ والا ہے۔ (مسلم شریف)
۴) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کو سمیٹ دیا ہے یہاں تک کہ ہم نے اس کے مشرقی اور مغربی حصوں کو دیکھ لیا
۵) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں اپنے پیچھے دیکھتے ہیں جس طرح ہم تمہیں آگے دیکھتے ہیں (بخاری شریف)

۶)حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم گمان کرتے ہو ہماری توجہ اس جانب ہے اللہ کی قسم تمہارا خشوع ورکوع ہم پر مخفی نہیں ہم تمہیں پس پشت دیکھتے ہیں (بخاری شریف)

۷)رسول اکرم ﷺ (غزوہ بدر) نے فرمایا یہ فلاں کے گرنے کی جگہ ہے وہاں اپنا ہاتھ رکھا راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص رسول پاک ﷺ کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔

۸)مشکوۃ باب المعجزات۔ بھیڑیئے کی گواہی۔ وہ نبی اکرم ﷺ **یخبر کم بما مضی وما کائن بعد کم۔**

وہ نبی ﷺ گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی ابن عطا اللہ (مصنّف لطائف المسنن) کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ بندہ اللہ تعالیٰ کے نور سے اس کے غیبوں میں سے کسی غیب پر مطلع ہوتا ہے اور یہ کوئی بعید امر نہیں ہے اسکی دلیل یہ حدیث ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اس حدیث قدسی کا مطلب یہ ہے کہ اسکی بینائی ہوجاتا ہوں جس کی ساتھ وہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی بینائی ہوجائے اس کا اللہ تعالیٰ کے کسی غیب پر مطلع ہوجانا کچھ بعید نہیں۔

آئمہ دین کے ارشادات۔

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ نبی کی ایک صفت ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ آئندہ ہونے والے غیبی امور کا ادراک کرتے ہیں اور لوح کے مندرجات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حجتہ الاسلام امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ بیداری یا خواب میں ہونے والی غیبی چیزیں جان لیتے ہیں۔

اس صفت کے ذریعہ وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس میں غیبی امور کو دیکھ لیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی صمصام صف ۶، ۷

اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں لکھتے ہیں اصل یہ ہے کہ کسی علم کی اللہ تعالیٰ سے تخصیص اور اسکی ذات پاک میں حصر اور اس کے غیر سے مطلقاً نفی چند وجہ سے ہے۔

اول۔علم کا ذاتی ہونا کہ بذات خود بے عطا غیر ہو۔

دوم۔علم کا غنا کہ کسی آلہ و جارو تدبیر فکر و نظر و التفات انفال کا اصلاً محتاج نہ ہو۔

سوم۔علم کا سرمدی ہونا کہ ازلاً ابداً ہو۔

چہارم۔علم کا وجوب کہ کسی طرح اسی کا سلب ممکن نہ ہو۔

پنجم۔علم کا ثبات و استمرار کہ کبھی کسی وجہ سے اس میں تغیّر تبدیل فق، تضاوت کا امکان نہ ہو۔

ششم۔علم کا اقصیٰ غایت کمال پر ہونا کہ معلوم کی ذات کی ذاتیات، اعراض، احوال لازمہ، مفارقہ، ذاتیہ، اضافیہ، ماضیہ، آتیہ، موجودہ، ممکنہ سے کوئی ذرہ کسی وجہ سے مخفی نہ ہو سکے۔ان چھ وجہ پر مطلق علم اللہ تعالیٰ سے خاص ہے اور اس کے غیر سے قطعاً مطلقاً منفی یعنی کسی کو کسی ذرہ کا ایسا علم جو چھ وجوہ میں سے ایک بھی رکھتا ہو حاصل ہونا ممکن نہیں جو کسی غیر الٰہی کے لئے عقول مفارقہ ہوں خواہ نفوس ناطقہ ایک ذرہ کا ایسا علم ثابت کرنا یقیناً اجماعاً کافر و مشرک ہے۔

علمائے دیوبند کی تائید

حاجی امداداللہ صاحب شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں علم غیب انبیاء واولیاء کونہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں۔ دریافت وادراک مغیبات کا اُن کو ہوتا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی لطائف رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امورغیبیہ وہ تیقظ وحضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ **کماقال النبی ﷺ لوتعلمون مااعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً** اور فرمایا۔ **انی اری مالاترون**۔ (ماخوذ از انوار غیبیہ)

مولوی قاسم نانوتوی تحذیر الناس میں لکھتے ہیں۔

علوم اولیس مثلاً اور ہیں اور علوم آخریں اور لیکن وہ علم رسول میں مجتمع ہیں اسطرح سے عالم حقیقی رسول ہیں انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔ مفتی احمد یار خان جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

۱) اللہ عزوجل عالم بالذات ہے اُس کے بتائے بغیر کوئی ایک حرف نہیں جان سکتا۔

۲) حضور علیہ السّلام اور دیگر انبیاء کرم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

۳) حضور علیہ السّلام کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے۔ حضرت آدم وخلیل علیہا السّلام اور ملک الموت وشیطان بھی خلقت ہیں۔ نبی کا معنی امام احمد عسقلانی نے کیا ہے۔

ان النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب ۔ نبی کا معنی غیب کی خبر دینے والا۔ **عَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً** ۔ تفسیر ابن جریر میں ابن عباس سے روایت ہے۔ **انک لن تستطیع معی صبراً ۔ کان رجلاً یعلم علم الغیب قدعلم ذالک** ۔ حضرت خضر علیہ السّلام نے موسیٰ علیہ السّلام کو فرمایا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کرسکو گے۔ یہ بات انہوں نے اس لئے کی کہ انہوں نے اپنے علم غیب سے معلوم کرلیا یہاں تفسیر ابن جریر میں علم الغیب کی نسبت حضرت خضر علیہ السّلام کی طرف ہے۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے وہ کسی کو دے نہیں سکتا یہ نقطہ نظر درست نہیں ہے۔

قرآں پاک میں ہے۔ **وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا** ۔ ساری عزتیں اللہ کے لئے ہیں دوسری جگہ فرمایا وتعزمن تشاء۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ **عَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً** ۔ ہم نے اسے علم لدنی عطا کیا۔

حضرت خضر علیہ السّلام کو علم غیب عطا کیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے بے شمار غیبی اخبار ارشاد فرمائی ہیں۔ جیسے دجال کا خروج دابۃ الارض کا ذکر یاجوج ماجوج کا ذکر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کی تشریف آوری حضرت امام مہدی کی خبر آفتاب کا مغرب سے نکلنا۔ خانہ کعبہ کا گرایا جانا، نفخ صور حجاز کی آگ، تاتاریوں کا فتنہ وغیرہ وغیرہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویہ تفہیمات میں اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

میں آج خاموشی کے باوجود بہانگ دہل اور مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میں ایک تجلّی کے بعد دوسری تجلّی ایک راز کے بعد دوسرا راز اور ایک میدان کے بعد دوسرا میدان طے کرتے ہوئے تمام تجلّیات کے اصل مرکز اسم رحمٰن تک پہنچ گیا تو اس کے ذریعے میں بلند مقام تک پہنچ گیا۔ جب یہ اسم مبارکہ میرے قلب وروح میں اتر گیا تو میں نے دیکھا کہ ہر علم ہر کمال جو پہلے انسان کو حاصل ہوا میری مراد آدم نہیں بلکہ پہلے آدم سے لیکر آخری انسان تک جو علم اور کمال بھی حاصل ہوا۔ خواہ اس دار میں ہو یا قبر یا حساب یا جنت میں ہو میں نے ان تمام علوم اور کمالات کا اس طرح احاطہ کرلیا کہ ان کے درمیان کوئی تصادم نہیں میں تمام آسمانوں، کانوں، درختوں، چارپایوں، فرشتوں، جنوں، لوح وقلم حضرت اسرائیل اور وجود میں داخل ہونے والی ہر چیز کے کمالات کا مکمّل اور جامع احاطہ کرلیا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لقد حدثنی رسول اللہ ﷺ بمایکون حتی تقوم الساعۃ۔ (صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۳۷۲)

البتہ تحقیق مجھے رسول اللہ نے بیان فرمایا جو کچھ ہوگا۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔

یہ تمام عزتیں، رفعتیں، عظمتیں جو خالق کائنات عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائیں مخلوق میں سے سب سے زیادہ علم بھی اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ پھر بھی علمائے اہلسنت نے احتیاط کے پہلو کو پیش نظر رکھا ہے۔

مولانا غلام رسول سعیدی نے اپنی تفسیر تبیان القرآن میں لکھا ہے۔

رسول پاک ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ عزوجل لکھنا اور عالم الغیب لکھنا درست نہیں ہے۔

حاضر ناظر سے کیا مراد ہے؟

حاضر کا معنی جسم کا ساتھ موجود ہونا۔ناظر کا معنی آنکھ سے دیکھنا۔

یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی نہیں بن سکتی حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کی جائیں تو کفر ہے۔اللہ تعالیٰ جسم نہیں رکھتا اور نہ ہی آنکھ کے آلہ سے دیکھتا ہے۔اہل سنت و جماعت حاضر ناظر کی صفت رسول اکرم ﷺ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

کہ رسول اکرم ﷺ اپنے جسد اطہر کے ساتھ قبر انور میں حاضر ہیں اور وہیں سے ساری کائنات کو دیکھ رہے ہیں اس لحاظ سے ناظر ہیں۔اور روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے جہاں جانا چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

مولوی زکریا دیوبندی نے فضائل درود شریف میں حضور علیہ السّلام کی روحانی مدد کے چالیس کے قریب واقعات لکھے ہیں۔

ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ مدرسہ دیوبند الھامی مدرسہ ہے ایک دیوبندی مولوی نے خواب دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ اُس کو فرمار ہے ہیں کہ یہاں مدرسہ بناؤ اور حضور علیہ السّلام نے چھڑی مبارک سے وہاں لکیر لگائی مولوی نے خواب سے جاگ کر دیکھا مذکورہ جگہ لکیر لگی ہوئی تھی۔مولوی صاحب نے وہاں مدرسہ بنایا یہ واقعہ بتارہا ہے کہ حضور علیہ السّلام نے دیوبندی حضرات کی روحانی مدد کی۔

احادیث طیبہ میں ہے کہ معراج کی رات موسیٰ علیہ السّلام نے اُمت مسلمہ کی روحانی مدد فرمائی۔

کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے پچاس نمازوں میں تخفیف کی درخواست پیش کی اور حضور علیہ السّلام کو 9 بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف واپس لوٹایا اس طرح 45 نمازیں معاف ہوئیں اور پانچ رہ گئیں۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ معراج کی رات جب میں موسیٰ علیہ السّلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔مسجد اقصیٰ میں بھی انبیاء کرام کی صفوں میں موجود تھے۔چھٹے آسمان پر بھی موسیٰ علیہ السّلام موجود تھے۔

شفاعت بالاذن

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفارش ہوگی۔رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔**شفاعتی لاھل الکبائر من امتی** ۔میری سفارش امت کے گناہ گاروں کے لئے ہوگی۔

انبیاء کرام اولیاء کرام مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو بچپن میں فوت ہوگئے وہ والدین کی سفارش کریں گے۔

قرآن پاک اور ماہ رمضان سفارش کریگا۔ جہاں آیات میں سفارش کی نفی ہے وہ کافروں کے لئے ہے۔

بتوں کو سفارش کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ہی وہ سفارش کے اہل ہیں۔بتوں کو بت پرستوں کے سامنے جہنّم میں ڈالا جائے گا تا کہ بت پرستوں کو یقین ہو جائے کہ جھوٹے خدا خود کو نہیں بچا سکے ہمیں کیا بچائیں گے۔

اِنَّكُمْ وَمَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔بے شک تم اور اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہوں جہنّم کا ایندھن ہیں۔

وسیلہ

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تَّقُواللّٰہ وَابْتَغُوااِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْافِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(سورہ مائدۃ)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اُسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

حدیث پاک میں ہے کہ تین مسافر غار میں پھنس گئے تو انہوں نے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کیا تو انہیں نجات مل گئی۔

اعمال صالحہ بھی مخلوق الٰہی ہیں جیسا کہ آیت میں ہے۔

وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَاتَعْمَلُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا اعمال کی قبولیت کا بندہ کو یقین نہیں ہوتا صرف حسن ظن سے اُن کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ اور رسول اکرم ﷺ تو مقبول بارگاہ الٰہی ہیں کہ اُن کی ذات گرامی پر اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے ہر وقت درود شریف پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والو کو درود وسلام پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اکرام الخلق، افضل الخلق، اشرف الخلق ہیں۔

نسائی شریف میں حدیث پاک ہے۔ حضور علیہ السّلام کا ارشاد ہے۔

الاانا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمدیوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ ولافخر وانا اول شافع واول مشفع یوم القیامۃ ولافخر انا اول من یحر ک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فید خلینھا ومعی فقراء المومنین ولافخر وانا اکرمَ الاولین والاٰخرین علی اللہ ولافخر۔

ترجمہ: آگاہ رہو میں اللہ کا حبیب ہوں۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا سارے انبیاء اُس جھنڈے کے نیچے ہونگے میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی جنت کا دروازہ سب سے پہلے میں کھٹکھٹاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولے گا اور مجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہونگے۔

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز و اکرم ہوں اور ان باتوں پر میں فخر نہیں کرتا میدان حشر میں ساری انسانیت جمع ہو کر آدم علیہ السّلام کے پاس جائیں گے کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں کہ حساب کتاب شروع ہو۔ یہاں دنیا میں وسیلہ کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شاہ رگ سے زیادہ قریب ہے وسیلہ کی کیا ضرورت ہے قیامت کے دن وسیلہ کا انکار کرنے والوں کو یہ اصول بھول جائے گا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی بجائے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء کے دربار میں وسیلہ تلاش کریں گے۔ اور ہر پیغمبر کہے گا کہ اذھبوالی غیری۔

میرے سوا کسی اور پیغمبر کا وسیلہ ڈھونڈو ہر نبی غیر اللہ کی طرف بھیجے گا اذ ھبوط الی اللہ۔ اللہ کی طرف جاؤ نہیں کہے گا سب سے آخر رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے رسول پاک فرمائیں۔ انالھاھاں اس منصب کے لئے آج میری ذات ہے۔

حضور علیہ السّلام کے وسیلہ سے انسانیت کی مشکل حل ہوگی۔

حضرت آدم علیہ السّلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اسطرح دعا کی۔

یارب اسئلک بحق محمدلماغفرت لی ۔اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری لغزش معاف فرمادے۔ (حاکم، طبرانی)

وکانوامن قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ (سورہ بقرہ ع ۱۱)

اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔ حافظ ابونعیم نے دلائل میں فحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہودی بنی قریظہ اور نضیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔

دُعا میں یوں کہتے۔ **اللھم انانستنصر ک بحق النبی الامی ان تنصر نا علیھم** (تفسیر درمنشور)

تفسیر روح المعانی میں بھی اسی طرح ہے کہ وہ دشمنوں کے خلاف نبی آخر الزمان کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے اور اُن کو فتح عطا کی جاتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ **عن انس رضی اللہ عنه قال سائلت النبی ﷺ اَن یشفع لی یوما القیامة فقال انافاعل.**

میں نے رسول اکرم ﷺ سے قیامت کے دن شفاعت کا سوال کیا تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا سفارش کردوں گا۔ (مشکوۃ)

وسیلہ، ندا، استمداد، استغاثہ پر مستند دلیل۔

ایک نابینا صحابی حضور علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر بینائی لوٹانے کی درخواست کرتا ہے حضور علیہ السّلام نے فرمایا وضو کر کے مسجد نبوی دو رکعت نفل پڑھ کر یوں دُعا کرو۔

اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک محمدنبی الرحمة یامحمدانی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ لی اللھم فشفعه فی۔

ترجمہ: اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ کے نبی پاک کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں اور اے محمد ﷺ میں آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو جائے اے اللہ نبی پاک کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ جب دُعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے بینائی بحال کردی۔

درج بالا حدیث مشکوۃ شریف اور ترمذی شریف میں موجود ہے۔ امام ترمذی اس کے نقل کر کے فرماتے ہیں ھذا حدیث حسن صحیح امام

بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نقل کر کے اس کو صحیح قرار دیا۔ امام ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں نقل کر کے فرمایا قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں فرماتے ہیں کہ مسند امام احمد کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔

امام نسائی نے اپنی کتاب **عمل الیوم واللیة** میں نقل کیا ہے۔

قاضی عیاض نے شفا شریف میں نقل کیا ہے۔ امام حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں اسی حدیث کو تین جگہ نقل کا کیا ہے اور فرمایا۔

ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین

مولوی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب نے اس حدیث کو نقل کیا اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ے دور میں ایک مسافر حضرت عثمان غنی کو ملنے آیا ملاقات نہ ہوتی تھی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس مسافر کو یہی دُعا سکھائی تو اس کا کام بھی بن گیا۔ مسلم شریف راوی حضرت اسماء ابنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔

ھذا جبة رسول اللہ ﷺ فنحن نغسلھا للمرضی نستشفی بھا۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں حضور علیہ السّلام کے جبہ مبارک کا ایک پلو دھو کر مریض کو پلا دیتے اور اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرما دیتا۔ شفاء کے لئے حضور علیہ السّلام کے جبہ کو وسیلہ بنایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور علیہ السّلام کا بال مبارک تھا اُس کو پانی میں حرکت دیتیں اور وہ پانی مریض کو پلا دیا جاتا تو اُسے شفا مل جاتی۔

حضور علیہ السّلام کے بال مبارک کو شفاء کیلئے وسیلہ بنایا گیا۔ ادب المفرد للبخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا ساتھی نے کہا محبوب ترین ہستی کو یاد کرو تو انہوں نے یا محمداہ کہا تو پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نعرہ لگانا محبّت کی بنا پر تھا اور اللہ کے رسول کی یاد تھی۔ کوئی استغاثہ استمد اد یہاں موجود نہ تھی اب بھی جلسوں میں اہلسنت نعرہ لگاتے ہیں اور مسلسل لگاتے ہیں۔ لبیک رسول اللہ یہاں حاضر ناظر، استمد اد، استغاثہ مراد نہیں ہوتا فقط اس محبوب ہستی کو یاد کرنا مقصود ہوتا ہے۔

جیسا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا مثنوی شریف میں ہے۔ مجنوں زمین پر لیلیٰ، لیلیٰ لکھ رہا تھا کسی نے کہا یہ خط لیلیٰ تک کون لے جائے گا تو مجنوں نے کہا مجھے معلوم ہے یہ خط لیلیٰ تک کوئی نہیں لے جائے گا۔ میں تو صرف لیلیٰ کو یاد کر رہا ہوں۔

مشق نام **لیلیٰ می کنم**۔ خاطر خود را تسلّی می دہم جلسوں میں یہ نعرہ رسالت بھی صرف اس محبوب ہستی ﷺ کی یاد ہے۔

معجم کبیر اوسط میں بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنے چچی فاطمہ بنت اسد کے انتقال پر اپنی چادر میں کفنایا لحد مبارک خود کھودی بعد ازاں قبر میں لیٹ گئے اور یوں دُعا کی۔

اللھم اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمن۔ وفا الوفاء جز ثانی ص ۹

یا اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کشادہ کر دے بوسیلہ اپنے نبی ﷺ اور اُن انبیاء کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔

فتوح الشام جز اول صف ۱۰۵ پر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن قرط صحابی کے ہاتھ اپنا خط ابوعبیدہ بن جراح کے نام یرموک بھیجا اور سلامتی کی دعا کی عبداللہ جب مسجد سے نکلے تو خیال آیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔

وہ روضہ شریف پر حاضر ہوئے وہاں حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ موجود تھیں امام حسن، حضرت علی کی گود میں تھے اور امام حسین حضرت عباس کی گود میں تھے۔

حضرت عبداللہ نے ان حضرات سے دعا کی درخواست کی حضرت علی و حضرت عباس دونوں روضہ شریف کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا کی۔

اللهم انا نتوسل بهذا النبی المصطفی والرسول المجتبیٰ الذی توسل به آدم فاجیبت دعوته وغفرت خطیئته تسهل علی عبدالله طریقه واطوله البعید۔ واید اصحاب نبیک بالنصر انک سمیع الدعا۔

یا اللہ ہم اس نبی مصطفیٰ ﷺ اور رسول مجتبیٰ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی۔ اور اُن کی خطا معاف ہوگئی کہ تو عبداللہ پر اُس کا راستہ آسان کر دے اور بعید کو نزدیک کر دے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کر دے بے شک تو سننے والا ہے۔

اسکے بعد حضرت علی نے حضرت عبداللہ کو کہا اب جائیے اللہ تعالیٰ حضرت عباس، علی، حسن و حسین و ازواج رسول ﷺ کی دعا کو رد نہ کریگا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں قحط پڑا تو بارش کے لئے حضرت عمر نے حضور علیہ السّلام کے چچا عباس کا وسیلہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بارش عطا کی۔

امام بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ **انا نتوسل بعم نبیا فاسقینا قال فسیقون۔** عمدۃ القاری شرح بخاری میں حضرت عباس کی دعا کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: **فقد توجه لی القوم الیک لمکانی من نبیک۔**

یا اللہ قوم نے میرا وسیلہ اس لئے پکڑا ہے کہ میرا تعلق تیرے نبی ﷺ سے ہے۔

محدثین کہتے ہیں حقیقت میں یہ وسیلہ بھی حضور علیہ السّلام کی ذات و نسبت سے تھا۔

حضرت شیخ سعدی کا وسیلہ پیش کرنا

خدایا بحق بنی فاطمہ　　　　کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول　　　　من و دست و دامان آل رسول

اس حدیث قدسی کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شئے کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا۔ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں۔ اور جب اُسے محبوب بنالیتا ہوں تو اُسکی قوت سمع ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی قوت بصر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اُس کا ہاتھ ہوتا ہوں۔ جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اسکے رجل کی قوت ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں اگر میری پناہ مانگے تو میں اُسے ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر میری پناہ مانگے تو میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

تبصرہ: اس حدیث پاک میں ہے رب تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو محبوب بنالیتا ہے۔ اگر وہ سوال کریں تو ضرور عطا کرتا ہوں۔ عالم برزخ انبیاء کی ارواح طیبہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتی ہیں۔ اگر اُن کی روح سوال کرے رب تعالیٰ ضرور عطا کرتا ہے۔ عالم برزخ میں رب تعالیٰ اپنا تعلق اپنے محبوب بندوں سے منقطع نہیں کرتا بلکہ یہ تعلق زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔

دنیا سے رحلت فرما جانے والے حضرات سے توسل جائز ہونے کی دلیل یہ ہے۔

یہ حدیث جو ابن قیم نے زاد المعاد میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور کہے اے اللہ میں تجھ سے اُس حق کے وسیلے سے دعا مانگتا ہوں جو سائلوں کا تجھ پر ہے اور اس حق کے طفیل جو تیری طرف میرے اس چلنے کا ہے کیونکہ میں فخر اور غرور اور لوگوں کو دکھانے کیلئے اور سنانے کے لئے نہیں نکلا میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ مجھے آگ سے نجات عطا فرما اور میرے گناہ معاف فرما کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ کلمات طیبہ کہنے والے اُس شخص پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اُس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص اپنی نماز پوری کرے یہ حدیث امام ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔

امام بیہقی ابن السنی اور حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا کرتے

اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک ۔انح

علماء کرام فرماتے ہیں یہ صراحۃ توسل ہے ہر بندہ مومن چاہے زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو یہ

دعا سکھائی اور اس کے پڑھنے کا حکم دیا۔ تمام متقدمین اور متاخرین نماز کے لئے جاتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُاللّٰه وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْل لَوَجَدُوا اللّٰه تَوَّابًا رَّحِيْماً۔

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کے پاس آئیں اللہ سے بخشش مانگیں اور رسول بھی اُن کی سفارش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو تواب اور رحیم پائیں گے۔

اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود وسیلہ کا حکم دیا ہے۔

جاءوک۔ تیرے پاس آئیں۔۔۔ جو لوگ کہتے ہیں۔ رب تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ وسیلہ کی کیا ضرورت ہے۔

رب تعالیٰ نے یہاں مسجد نبوی میں جا کر سجدہ کرنے اور دُعا مانگنے کا حکم نہیں دیا بلکہ فرمایا اے حبیب تیرے پاس آئیں اور اس آیت کا حکم قیامت تک کے لئے باقی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا آپ کی ذات اقدس کو وسیلہ بنانا ثابت ہے۔

امام بیہقی اور ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ لوگ حضرت عمر فاروق کی خلافت کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہو گئے تو حضرت بلال بن حارث مزنی نے نبی اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اپنی اُمت کے لئے بارش کی دُعا فرمائیں کیونکہ لوگ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ خواب میں انہیں رسول ﷺ نے شرف زیارت عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا تو عمر بن خطاب کے پاس جا کر انہیں سلام کہنا اور انہیں بتاؤ کہ انہیں بارش سے سیراب کیا جائے گا۔

حضرت بلال بن حارث نے حضرت عمر فاروق کو جا کر بتایا تو وہ رو پڑے اور اللہ تعالیٰ نے بارش سے جل تھل فرما دیا۔

اس حدیث میں حضرت بلال صحابی کے عمل پر نہ تو حضرت عمر فاروق نے اعتراض کیا اور نہ ہی دیگر صحابہ کرام نے اعتراض کیا۔

احکام شریعت حصہ اول صف ۳۲ پر ایک سوال اعلیٰ حضرت بریلوی سے کیا گیا تو کیا انبیاء کرام و اولیاء کرام کو ندا کرنا اور مدد مانگنا جائز ہے۔

جواباً ارشاد فرمایا۔ جائز ہے۔ جب کہ انہیں بندہ خدا اور اُس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی والمدبرات امراً سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا۔

ایک حرف نہیں سن سکتا پلک نہیں ہلا سکتا۔

بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے۔ ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلا شبہ جائز ہے۔

حدیث میں ہے۔ **اذا ارادعونا فلیناد فعینونی یاعباداللہ**

حضرت علامہ نبہانی نے شواہد الحق صف ۱۴۴ میں حضرت امام احمد بن حنبل کا عقیدہ لکھا ہے۔ حضرت امام احمد نے حضرت امام شافعی سے توسل کیا تو امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے تعجب کیا تو امام احمد نے فرمایا کہ امام شافعی ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لئے سورج اور بدن کے لئے تندرستی۔

علامہ ابن عابد بن شامی متوفی ۱۲۵۳ھ ردالمختار ج ص ۳۸ پر حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا عقیدہ وعمل لکھتے ہیں کہ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میں ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور اُن کی قبر کے پاس آتا ہوں تو جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور اُن کے قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فتاویٰ عزیزیہ ج ۲ صف ۱۰۸ پر لکھتے ہیں۔

مدد طلب کرنے کی صورت یہی ہے کہ ضرورت مند اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اُس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ومکرم ہے اور کہے خداوند اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو نے رحمت وا کرام فرمایا ہے میری حاجت کو پورا فرما۔ یا اُس مقرب بندے کو پکارے کہ بندہ خدا اور اللہ کے ولی میرے لئے شفاعت کرے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے کہ میرے مقصد کو پورا فرمائے۔

لہٰذا بندہ درمیان میں وسیلہ ہے قادر دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی ہے اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں جس کا منکر نے وہم کیا ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے اُن سے دُعا طلب کی جاتی ہے۔ اور یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد وہی بات کیونکہ جائز نہ ہوگی۔ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وفات کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں زیادہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

زیارت قبور

انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی قبور کی زیارت کے لئے جانا مستحب ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کیا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اکرم ﷺ رات کے آخری حصے میں جنت البقیع شریف (مدینہ منورہ کا قبرستان) کی طرح تشریف لے جاتے اور فرماتے اے مومن قوم کے گھر والوں تم پر سلام ہو کل تمہارے پاس رہ (اجر و ثواب) آجائے گا جس کا تم وعدہ کیا جاتا تھا اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں اے اللہ بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ (بیہقی شعیب الایمان)

امام مسلم روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبور کی دُعا سکھائی جب انہوں نے عرض کیا میں اہل قبور کو کیا کہوں تو آپ نے فرمایا یوں کہو۔

تم پر سلام ہو گھروں والے مومنو مسلمانو اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرے اور اُس کے پاس بیٹھے تو وہ قبر والا اُس سے انس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ اُٹھ جائے۔ اخرجہ البخاری فی فضل الصّلوٰۃ فی مسجد مکہ و مدینہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرے اور اُسے سلام کئے وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور اُسے پہنچانتا ہے۔ اور جب ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جو اُسے نہیں پہنچانتا اور سلام کرے تو وہ اسکے سلام کا جواب دیتا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ملک شام سے حضور علیہ السّلام کی قبر کی زیارت کے لئے آئے قبر انور کی زیارت کی تو رونے لگے اور اپنے رخسار قبر انور پر ملنے لگے۔ (اخرجہ البخاری فی الجنائز)

حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے۔ حضور علیہ السّلام نے دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے کا حکم دیا اُسے کہو اے فلاں بن فلاں (اُس کی ماں کا نام لو) کہ تو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ **رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبحمد نبیاً وباالقرآن حجۃ** نکرین کہتے ہیں۔ واپس چلو اس کو حجت سکھائی جا رہی ہے ایک صحابی نے عرض کیا اُس کی ماں کا نام یاد نہ ہو تو فرمایا کہو فلاں بن حوا (الفتاویٰ الکبریٰ لابن حجر)

مولوی محمد عبدالمعبود دیوبندی جو مولوی حسین علی واں بھچراں کا مرید مولوی غلام اللہ خان کا شاگرد ہے اُس نے تاریخ المدینہ المنورہ لکھی ہے۔اس نے حضور علیہ السلام کی قبر انور کی زیارت کی احادیث لکھی ہیں۔

۱) **من زارقبری فوجبت له شفاعتی**۔جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔(جامع صغیر،شفا قاضی عیاض)

۲) **من زارنی بعدوفاتی فکانما زارنی فی حیاتی**۔ جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں زیارت کی (کنز العمال)

۳) **من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی** (سنن الکبریٰ)

جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت سے مشرف ہوا وہ اُس آدمی کی طرح ہے۔جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی ہو۔

۴) **من جاء نی زائراً لاتحمله حاجة الازیارتی کان حقا علی فاکون له شفیعاً یوم القیامة**۔(فتح القدیر رد المختار)

جو شخص صرف میری زیارت کو آئے اور کوئی دنیاوی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق عائد ہوتا ہے کہ میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کروں۔امام ابن الھمام متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں۔(فتح القدیر)

ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر اطہر افضل المندوبات میں ہے۔جو آدمی زیارت کی قدرت اور وسائل کا متحمل ہو اُس کے لئے واجب کے قریب درجہ رکھتی ہے۔میرے نزدیک صرف قبر النبی ﷺ کی زیارت کی نیت کرے۔

مؤلف موصوف نے یہ بھی لکھا ہے۔

وہ زمین مقدس جو سید الکونین رحمت دارین ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے ہے وعلی الاطلاق افضل ہے۔

یہاں تک وہ کعبۃ اللہ عرش اعظم اور کرسی سے بھی افضل اکرم ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ عمر فاروق کے دور میں دمشق چلے گئے تو ایک رات خواب میں رسول اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی تو فرمایا بلال یہ کیسی جفا ہے کہ تم میری زیارت کو نہیں آتے۔خواب سے جاگ کر فوراً زیارت کے لئے روانہ ہوگئے۔

نوٹ۔حضرت بلال کا یہ سفر قبر النبی ﷺ کے لئے تھا بعض احادیث میں۔یمرغ وجھه علی قبر النبی ﷺ۔اپنا چہرہ قبر مبارک پر رگڑ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے قبر اطہر پر یوں سلام پیش کرتے السّلام علیک یارسول اللہ، السّلام علیک یا ابا بکر السّلام علیک یا ابتاہ (موطا امام مالک)

عہد فاروقی میں فلسطین بیت المقدس فتح ہوا تو یہودی عالم کعب احبار مسلمان ہو گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کو رسول پاک کی قبر کی زیارت کی دعوت دی جو اُس نے قبول کر لی اور حضرت عمر فاروق کی معیت میں حضور علیہ السّلام کی قبر کی زیارت کی۔

شفاء السقام کے حوالہ سے یہ واقعہ بھی لکھا کہ

محمد بن عبداللہ بن عمر و عتبی بیان کرتے ہیں حضور علیہ السّلام کی قبر انور پر حاضری دی صلاۃ وسلام پیش کر کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔

ایک بدو آیا یہ آیت پڑھی۔

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْاَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْكَ۔۔۔

پھر کچھ اشعار پڑھے اور اپنے گناہوں کا استغفار کر کے رخصت ہو گیا مجھے اونگھ آ گئی حضور علیہ السّلام نے خواب میں فرمایا بدوی کو بشارت دو اللہ کریم نے میری سفارش سے اُسکی مغفرت فرما دی ہے۔

قبر انور کی زیارت کے وقت یہ درخواست بھی پیش کرے۔

یارسول اللہ اسئلک الشفاعة یارسول اللہ اسئلک الشفاعة یارسول اللہ اسئلک الشفاعة واتوسل بک الی اللہ فی ان أموت مسلماً علی ملتک وسنتک۔

(الکفایہ مع فتح القدیر)

محدث شہیر علامہ علی بن سلطان محمد القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ (سنن ابی داؤد)

حدیث: لاتشد الرحال۔ انبیاء واولیاء کی قبور کی زیارت سے مانع نہیں کیونکہ زیارت قبور کا حکم صریح حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ سیدنا ابن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **نهيتكم عن زيارة القبور الا فزورها۔** میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب قبروں کی زیارت کیا کرو۔

امام مدینہ امام مالک مدینہ منورہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شام سے ایک قاصد سپیشل قبر انور پر سلام عرض کرنے کے لئے بھیجتے تھے۔ یہ مولوی دیوبندی لکھ رہا ہے صف ۲۰۴ کہ کوشش کی جائے کہ نماز میں اور بغیر نماز کے بھی قبر مبارک کی طرف پشت نہ کی جائے۔

تاریخ: مدینہ المنورہ ۔ مولوی محمد عبدالمعبود دیوبندی)

تفسیر کبیر اور تفسیر در منشور میں ہے۔

عن رسول الله ﷺ کان یاتی قبور الشھداعلی راء س کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعة ھکذا کانوایفعلون۔

حضور علیہ السّلام سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو سلام فرماتے تھے۔اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر رسول اکرم ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل سوموار کے دن انصار مدینہ کے ساتھ جلوس کی شکل میں مدینہ طیبہ داخل ہوئے۔

بخاری شریف میں ہے۔ **فصعدالرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق فینادون یامحمد یارسول الله۔**

مرد اور عورتیں مکانات کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اور غلام مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پھیل گئے اور نعرے لگا رہے تھے۔

یا محمد یا رسول اللہ ﷺ۔

پکارنا

دعا یدعو دُعاء۔ المنجد میں ان کے معانی درج ذیل ہیں:

پکارنا، رغبت کرنا، مدد چاہنا، الی الامر کسی کو کسی کام کی طرف چلانا۔ **دعاہ فلانا وبفلان۔** نام رکھنا، المیت۔ میت پر رونا **دعوۃ ومدعاۃ۔** کسی کو کھانے پر بلانا، دَعالہ کسی کے حق میں دعائے خیر کرنا دعلیہ۔ کسی کے حق میں بددعا کرنا۔ الیہ۔ کسی چیز کی طرف بلانا۔

مولانا مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف علم القرآن میں لکھا ہے کہ قرآن شریف میں دَعا پانچ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

پکارنا، بلانا، مانگنا یا دعا کرنا۔ پوجنا یعنی معبود سمجھ کر پکارنا۔ تمنا آرزو کرنا۔

۱) **پکارنا کے معنی میں آیات:**

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (سورہ احزاب)

انہیں اُن کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک عدل ہے۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ۔ (سورہ آل عمران)

اور پیغمبر تم کو تمہارے پیچھے پکارتے تھے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ (سورہ نور)

رسول کے پکارنے کو بعض کے بعض کو پکارنے کی طرح نہ بناؤ۔ حضرت ابراہیم کو فرمایا۔

چار پرندے لے لو اُن کو ذبح کرلو، اُن کا قیمہ بنالو پھر قیمہ کو آپس میں مکس کرلو۔ پھر اُس مکس قیمہ کے چار حصے کر کے مختلف پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھو۔

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا۔ پھر اُن کو پکارو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے۔

اگر یہاں اُدع کا معنی عبادت کریں تو کیا اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو مردہ پرندوں کی عبادت کا حکم دے رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ مردوں کو پکارنا شرک نہیں ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو مردہ پرندوں کو پکارنے کا حکم نہ دیتا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں شرک ہر صورت میں شرک چاہے معجزہ ہو یا کرامت۔ شرک کی کسی صورت میں اجازت نہیں۔ **اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔**

۲) بلانے کا معنی:

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ۔

اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت سے بلاؤ (سورہ نحل) **وَادۡعُوۡا شُھَدَآءَ کُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ**۔ اور بلاؤ اپنے مددگار اللہ کے سوا۔ **وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ**۔ (سورہ آل عمران)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے۔

۳) دُعا کے معنی میں:

اِنَّ رَبِّیۡ لَسَمِیۡعُ الدُّعَآءِ۔ (سورہ ابراہیم) بے شک میرا رب دعا کو سننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ (سورہ ابراہیم) اے ہمارے رب ہماری دعا سن لے۔

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (سورہ بقرہ)

میں دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا کرتا ہے۔

ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ۔ (سورۃ آل عمران)

وہاں زکریا نے اپنے رب سے دعا کی۔

۴) تمنا آرزو کرنا کا معنی:

وَلَکُمۡ فِیۡھَا مَاتَشۡتَھِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡھَا مَاتَدَّعُوۡنَ (سورہ حم السجدہ)

اور تمہارے لئے جنت میں وہ ہوگا جو تمہارے دل چاہیں اور تمہارے لئے وہاں وہ ہوگا جسکی تم تمنا کرو۔

۵) پوجنے اور عبادت کرنے کا معنی:

وَاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا (سورۃ جن)

بے شک مساجد اللہ کی ہے تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پوجو۔

تبصرہ:

کفار مکہ نے مسجد حرام میں بت رکھے ہوئے تھے۔ اُن کی عبادت کرتے تھے۔ اس لئے اللہ نے مسجد میں بتوں کی پوجا سے منع کیا۔ کفار مکہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے کہ وہ آسمان وزمین کا خالق ہے لیکن ساتھ وہ بتوں کی عبادت بھی کرتے تھے۔

مَا نَعۡبُدُھُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی۔ (سورہ زمر)

ہم بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَايَضُرُّهُمْ وَلَايَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰوٴُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ۔

سورہ یونس وہ اللہ کے سوان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ انہیں نقصان دے نہ نفع دے اور کہتے ہیں یہ ہمارے سفارش ہیں اللہ کے نزدیک اس آیت میں **یعبدون** لفظ بتا رہا ہے کہ کفار مکہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور بتوں کو دھونس دھاندلی والا سفارشی مانتے تھے۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّالَفِىْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ اِذْنُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْن۔ (سورہ شعراء)

دوزخ میں مشرکین اپنے بتوں کو کہیں گے اللہ کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے۔ ہم تم کو رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے۔

اگر یہ آیت **اَنَّ الْمَسَاجِدَلِلّٰهِ فَلَاتَدْعُوْامَعَ اللّٰهِ اَحَدا** (سورہ جن)

اس کا معنی یہ کیا جائے۔ مسجدیں اللہ کی ہیں مساجد میں اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔

فلاتدعوا مطلق ہے کسی کو نہ پکارو اللہ کے سوا یہاں زندہ، مردہ حاضر غائب کی کوئی قید نہیں۔ مسجد میں موجود کسی زید، عمر کو پکارو گے تو شرک ہوگا۔ موذن مسجد میں کھڑا ہو کر نمازیوں کو پکارتا ہے حی علی الصّلوٰۃ۔ نماز کی طرف آؤ۔

تو کیا یہ سب شرک ہوگا؟

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَايَخْلُقُوْنَ شَيْاءً وَّهُمْ يُخْلَقُوْن۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُاَحْيَاء (سورہ نحل)

اور وہ جن کی مشرکین پوجا کرتے ہیں اللہ کے سوا وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ پیدا کئے جاتے ہیں۔

یہ مردے ہیں زندہ نہیں۔ اس آیت میں یدعون کا معنی ہے وہ پوجتے ہیں۔

مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف علم القرآن میں دو اصول اور بھی بیان فرمائے ہیں۔

اُن کا اضافہ قاری کے لئے مفید ہوگا۔

۱) ولی کا معنی دوست، مددگار، والی، وارث، معبود قرآن میں آیا ہے۔

(الف) ولی بمعنی دوست، مددگار:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْن۔ سورہ مائدہ

تمہارا دوست یا مددگار صرف اللہ اور اُن کا رسول اور وہ مومن ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔

(ب) **فَاِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُوْمِنِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ بَعْدَذَالِكَ ظَهِيْر۔** (سورہ تحریم)

بے شک اللہ نبی کا مددگار ہے جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے بھی مددگار ہیں۔

۲) ولی بمعنی وارث:

فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْب۔

تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا وارث دے جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

۳) ولی بمعنی حامی، والی:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَات۔ (سورہ بقرہ)

اللہ مومنوں کا حامی، والی ہے انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حامی، والی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے اندھیرے کی طرف نکالتے ہیں۔

۴) ولی بمعنی معبود:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰهِ زُلْفًا۔ (سورہ زمر)

جنہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنائے اور کہتے ہیں نہیں پوجتے ہم ان کو مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ اس آیت میں ولی بمعنی معبود ہے اس لئے آگے فرمایا ما نعبدھم ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں بھی فرق ہے۔

ولی بمعنی دوست مددگار دو طرح کے ہیں۔ ایک اللہ کے ولی دوسرے اللہ کے مقابل ولی۔

اللہ کے ولی وہ ہیں جو اللہ سے قرب رکھتے ہیں۔ اللہ کے دوست ہیں ولی من دون اللہ کی دو صورتیں کہ ایک خدا کے دشمنوں کو دوست بنایا جائے جیسے کافروں، بتوں، شیطانوں کو اور دوسری صورت کہ اللہ کے دوستوں یعنی نبی ولی کے خدا کے مقابل مددگار سمجھا جائے کہ خدا کا مقابلہ کر کے یہ ہمارے کام آئیں گے۔

ولی اللہ کو ماننا عین ایمان ہے اور ولی من دون اللہ بنانا عین کفر و شرک ہے۔

ولی اللہ کے لئے یہ آیت ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔

خبردار اللہ کے دوستوں پر نہ خوف اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ ہیں جو ایمان لائے اور ہر چیز گاری کرتے ہیں۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

مسلمان کافروں کو دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا (سورہ آل عمران)

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ (سورہ بقرہ)

اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ ان دو آیتوں میں ولی من دون اللہ کا ذکر ہے۔ پہلی آیت دشمنان خدا کو دوست نہ بناؤ۔ دوسری آیت میں خدا کے مقابل دوست کی نفی ہے۔ یعنی رب تعالیٰ کے مقابل دنیا میں کوئی مددگار نہیں نہ ولی نہ پیر نہ نبی۔ یہ حضرات جسکی مدد کرتے ہیں اللہ کے حکم اور اللہ کی اجازت سے کرتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ

ایک نذر شرعی ہوتی ہے اور ایک نذر عرفی ۔ نذر کا لغوی معنی ڈرانا، ڈرسنانا شرعی معنی غیر لازم عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لینا۔

عرفی معنی نذرانہ، ہدیہ

۱) لغوی معنی ڈرانا۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ (سورۃ فاطر)

ہم نے تجھے حق کے ساتھ بھیجا خوش خبری دینے والا اور ڈرسنانے والا۔

۲) نذر شرعی ۔ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَافِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ۔

اے میرے رب میں نے نذر مانی ہے تیرے لئے اس بچے کی۔ جو میرے پیٹ میں ہے۔ آزاد قبول فرما مجھ سے۔

وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَھُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ (سورہ حج)

چاہیے کہ یہ لوگ اپنی نذر پوری کریں اور پرانے گھر کا طواف کریں۔

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا (سورۃ مریم)

میں نے اللہ کے لئے روزے کی نذر مانی ہے پس آج کسی انسان سے کلام نہ کروں گی۔

درج بالا آیت میں نذر سے شرعی معنی مراد ہیں یعنی منت ماننا اور غیر ضروری عبادت کو لازم کر لینا یہ نذر عبادت ہے اس لئے خدا کے سوا کسی بندے کے لئے نہیں ہو سکتی اگر کوئی کسی بندے کی نذر مانتا ہے تو وہ مشرک ہے۔

چونکہ عبادت میں شرط ہے کہ کسی کو معبود مان کر یا خدا کے برابر مانا جائے۔ اس لئے اس نذر میں یہی قید ہوگی۔ کہ کسی کو خدا یا خدا کے برابر مان کر منت مانی جائے اگر ناذر کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ جس کی نذر مانی اُسے بندہ سمجھتا ہے تو وہ نذر شرعی نہیں اس لئے **فقہاء** نے اس نذر میں **تقرب** کی قید لگائی ہے۔

یہ خیال رہے اگر کوئی کسی بندے کے نام پر شرعی نذر کرے یعنی اس کی الوھیت کا قائل ہو کر اس کی منت مانے تو اگر چہ یہ شخص مشرک ہوگا اُس کا یہ کام حرام ہوگا مگر وہ چیز حلال رہے گی اُس چیز کو حرام جاننا سخت غلطی ہے۔ اور قرآن کریم کے خلاف ہے۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَاجَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ۔ (سورہ مائدہ)

نہیں بنایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وسیلہ اور نہ حام یہ کافر اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں۔

کفار عرب ان چار قسم کے جانور وصیلہ حام وغیرہ کو اپنے بتوں کے نام کی نذر کرتے تھے اور انہیں کھانا حرام جانتے تھے۔

رب تعالیٰ نے اُن کی تردید فرمادی اور فرمایا یہ حلال ہیں۔

مفسّرین فرماتے ہیں۔ بحیرہ سائبہ کو کوئی مسلمان اگر بسم اللہ اکبر کہہ کر کے ذبح کر دے تو وہ جانور حلال ہے۔

رب تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَالَكُمْ اَلَّاتَاكُلُوْامِمَّا ذُكِرَاسْمُ اللّٰهِ عَلَيْه۔

اور تمہارا کیا حال ہے کہ نہیں کھاتے اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا کفار عرب جو بتوں کی نذر مان کر جانور یا کھیتی کو حرام جانتے تھے رب تعالیٰ نے اُن کی تردید فرمادی۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَااَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَاماً وَّحَلٰلاً۔ (سورہ یونس)

فرمایا کہ بھلا دیکھو تو اللہ نے تمہارا رزق اتارا تم نے اُس میں سے کچھ حلال بنایا اور کچھ کو حرام۔

وَحَرَّمُوْامَارَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً عَلَى اللّٰه۔ (سورۃ بقرہ)

ان کافروں نے حرام سمجھ لیا اُسے جو رزق اللہ نے انہیں دیا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہوئے۔

معلوم ہوا کہ بتوں کے نام کی نذر ماننا شرک تھا اور اُن کا یہ فعل سخت جرم تھا۔ مگر اُس جانور یا کھیتی کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا کہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھاؤ کافروں کی باتوں میں نہ آؤ۔

نذر کا تیسرا معنی عرفی ہے۔ کسی بزرگ کو کوئی چیز ہدیہ، نذرانہ، تحفہ پیش کرنا۔

اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منت مانتا ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو تیرے نام پر جانور ذبح کروں گا۔ اور اُس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کروں گا۔ اور اُس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچاؤں گا۔ یہ عمل درست ہے۔

سورہ توبہ میں ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُمَايُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَاللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآاِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِه اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌ۔ سورۃ التوبہ آیت ۹۹

کچھ گاؤں والے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور جو خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول کی دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

یقیناً اُن کے لئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

درج بالا آیت میں بتایا گیا کہ مومنین اپنے صدقہ میں دو منتیں کرتے ہیں۔ اللہ کی نزدیکی اور اُس کی عبادت دوسرے نبی علیہ السّلام کی دعائیں لینا۔ نذر عرفی کا مقصود یہی ہوتا ہے کہ خیرات اللہ کے لئے ثواب اُس بزرگ کی روح کے لئے تا کہ اُس کی روح خوش ہو کر ہمارے لئے دعا کر دے۔ مشکوۃ مناقب عمر میں ہے۔

جب نبی علیہ السّلام ایک غزوہ سے بخریت تشریف واپس لائے تو ایک لڑکی نے عرض کیا۔

یارسول اللہ انی کنت نذرت ان ردک اللہ صالحا ان اضرب بین یدیک بالدف واتغنی بہ

فقال رسول اللہ ﷺ ان کنت نذرت فاضربی الافلا۔

یارسول اللہ میں نے منت مانی تھی اگر اللہ آپ کو بخریت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اورگاؤں گی۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا اگر تم نے نذر مانی ہے تو بجاؤ ورنہ نہیں۔

اس حدیث میں لفظ نذر ایسی نذرانہ کے معنی میں ہے نہ کہ شرعی نذر کیونکہ گانا بجانا عبادت نہیں صرف اپنے سرور وخوشی کا نذرانہ پیش کرنا مقصود تھا۔ جو سرکار میں قبول فرمالیا گیا۔ یہ نذر عرفی ہے جو صحابیہ مانتی ہے اور حضور علیہ السّلام اس کے پورے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

متفرقات

۱) مردوں کا سننا:

احادیث طیبہ میں ہے کہ قبرستان کے پاس سے گزرا تو قبر والوں کو سلام کرو السّلام علیکم یا اھل القبور۔

حدیث طیبہ میں ہے مردہ دفن کر کے جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

حدیث پاک میں دفن کرنے کے بعد مومن کو تلقین کرو۔ شہداء احد کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص بھی قیامت تک اُن کی قبر پر کھڑا ہو کر سلام کریگا یہ شہداء جواب دیں گے اور قرآن پاک کی جن آیات میں ہے کہ تم مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ وہاں مراد کافر ہیں جو دل کے اندھے بہرے گونگے ہیں۔

جیسے قرآن پاک میں ہے۔ **صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَایَرْجِعُوْنَ۔**

یہ کافر بہرے گونگے اندھے ہیں پس وہ نہ لوٹیں گے۔

سورہ نمل کی یہ آیت۔ **اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَاوَلَّوْامُدْبِرِیْنَ وَمَا اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلَالَتِھِمْ۔اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّوْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔** سورۃ النمل آیت ۸۰۔۸۱

بے شک تم نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ سنا سکتے ہو بہروں کو جب وہ پھریں پیٹھ پھیر کر نہ تم اندھوں کو ہدایت دے سکتے ہو مگر تم اُن کو سنا سکتے ہو جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

مراد یہ ہے کہ کافر دل کے مردے، اندھے، بہرے ہیں ان کو ہدایت نہیں دے سکتے۔

اس آیت میں ہے آپ اندھوں کو ہدایت نہیں دے سکتے حالانکہ احادیث میں ہے۔

عبداللہ بن اُم مکتوم صحابی نابینا تھے ہدایت یافتہ حضور علیہ السّلام کے موذن تھے۔ اس آیت میں اندھوں کو ہدایت نہ دے سکنے کا مطلب کہ جو دل کا اندھا کافر ہے اُسے ہدایت نہیں دے سکتے کیونکہ یہ کافر عملاً کفر پر اڑے ہوئے ہیں۔ قرآن پاک سنکر معجزات بھی ایمان نہیں لاتے یہاں اس آیت میں حقیقی مردے مراد نہیں بلکہ زندہ کافر جو ایمان نہیں لاتے۔

۲) عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔ تعظیم اور اطاعت بندوں کی بھی کی جاسکتی ہے۔

ایصال ثواب کا ثبوت

☆ **ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان** (القرآن)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہم سے پہلے مومنین کو بخش دے۔

☆ ابوداؤد ونسائی شریف میں ہے حضرت سعد بن عبادہؓ نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بئراً وقال هذه لام سعد۔

ترجمہ: میری ماں فوت ہوگئی ہے اس کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! پانی پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا کہ یہ اُم سعد کا کنواں ہے۔ نوٹ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی چیز کا غیر خدا کے نام محض مشہور کر دینا جائز ہے جیسے اُم سعد کا کنواں جس سے امیر غریب سب پانی پیتے تھے۔

☆ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی اُمت کے غریب اور نادار لوگوں کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ اور بوقت ذبح فرمایا کرتے تھے۔ **بسم الله اکبر اللهم هذا عنی وعمن لم یضح من امتی۔**

ترجمہ: بسم اللہ! اللہ اکبر! اے اللہ یہ قربانی میری اور میری اُمت کے افراد کی طرف سے قبول فرما جو بوجہ افلاس قربانی کرنے سے قاصر ہیں۔

☆ ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دو (2) دُنبے ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ **ان رسول الله اوصانی ان اُضحی عنه۔**

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ان کی طرف سے قربانی کروں۔

☆ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک عورت نے اپنی فوت شدہ ماں کی طرف سے حج کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے اسے حج کرنے کا حکم دیا۔

☆ ترمذی شریف میں ہے کہ **من عزی مصابا فله مثل اخره**۔ ترجمہ: جس نے مصیبت زدہ کو تسلی دی اس کیلئے مصیبت زدہ کی مانند ثواب ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تعزیت کرنا سنت طیبہ ہے۔

☆ ابن ماجہ اور ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر آئی تو رسول پاک نے اپنے گھر والوں کو آل جعفر کیلئے کھانا پکوا کر بھجوانے کا حکم دیا کہ غم کی خبر نے انہیں کھانا پکانے سے روک دیا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ **لما جاء نعی جعفر قال النبی ﷺ اصنعوا لاهل جعفر طعاما فانه قد جاء**

هم مایشغلھم۔

نوٹ: ہمارے علاقہ میں رواج ہے کہ اہل میت کے رشتہ دار پڑوسی تین دن کھانا بھیجتے ہیں۔ یہ عمل اسی حدیث سے ماخوذ ہے مہمان کا احترام اور خاطر تواضع حدیث پاک سے ثابت ہے۔ لہٰذا دور دراز سے تعزیت کیلئے آنے والے مہمانوں کو کھانا دینا اخلاقی فریضہ ہے۔ میت کے ایصال ثواب کیلئے اس صدقہ وخیرات کی ممانعت ہے جو یتیم ورثا کے مال سے ہو۔ نام ونمود کیلئے خوشی جیسی ضیافت ہو یا قرض لے کر خیرات کی جائے۔

☆ نفل کو نفل اعتقاد کرتے ہوئے اس پر ہمیشگی کرنا مستحسن ہے۔ بخاری شریف کے حدیث کے الفاظ ہیں۔

احب الاعمال الی اللہ ادومھا۔

ترجمہ: کار خیر ہمیشہ کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

☆ صراط مستقیم میں مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ مردوں کیلئے طعام اور فاتحہ خوانی کے ذریعے نفع پہنچانا درست نہیں بلکہ ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے۔

☆ ایصال ثواب کیلئے دن مقرر کرنا بھی جائز ہے۔ بخاری ومسلم شریف میں ہے۔

(الف) کان النبی یاتی مسجد قباء کل سبت۔

ترجمہ: نبی پاک ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا تشریف لے جایا کرتے تھے۔

(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

☆ اہل اسلام کا دن مقرر کر کے اجتماعی دُعا کرنا بھی کار ثواب ہے۔ **وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتبازلین فی۔**

ترجمہ: رب تعالیٰ کا ارشاد ہے میری محبت ان کیلئے واجب ہوگئی جو صرف میری رضا کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں۔ مل بیٹھتے ہیں ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں (مؤطا شریف)

☆ بخاری شریف کے ختم کیلئے دن مقرر کرنا۔ نکاح سنت ہے اس کیلئے دن مقرر کرنا۔ دینی اجتماع وجلسے کیلئے دن مقرر کرنا۔ رائے ونڈ میں اجتماعی دُعا کیلئے دن مقرر کرنا اور لوگوں کو بلانا ایصال ثواب کی محفل کیلئے دن مقرر کرنا جائز ہے۔ قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں کہیں ایک جگہ بھی حکم نہیں ہے کہ کار خیر کیلئے دن مقرر کرنا ناجائز ہے۔

☆ درج ذیل امور عہد صحابہ میں نہ تھے لیکن موجودہ زمانہ میں ان کا کرنا بدعت حسنہ ہے۔

۱۔ قرآن پاک کے اعراب۔ ۲۔ بخاری شریف کا ختم۔ ۳۔ مسجدوں کے مینار اور زیب وزینت۔ ۴۔ اصول حدیث۔ فقہ اور اصول فقہ۔ ۶۔ علوم صرف ونحو۔ ۷۔ چاروں سلاسل روحانی۔ ۸۔ دینی ماہنامے، رسائل وغیرہ

☆ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ **ولاباس لاھل المصیبۃ ان یجلسوفی البیت اوفی مسجد ثلثہ ایام والناس یاتونھم ویعزونھم۔**

ترجمہ: کوئی مضائقہ نہیں کہ اہل مصیبت تین دن گھر میں یا مسجد میں بیٹھیں تا کہ لوگ ان کے پاس آئیں اورتعزیت کریں۔

☆ شیخ العرب والعجم علماودیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجرمکی اپنی تصنیف فیصلہ ہفت مسئلہ میں فاتحہ مروجہ کے جواز پردلائل ارشادفرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسواں ،بیسواں ، چہلم ،ششماہی ،سالیانہ وغیرہ ایصال ثواب کے اسی قاعدے پرمبنی ہیں۔

اپیل:۔

اپنے صدقات وخیرات میں دارالعلوم محمودیہ رضویہ اور جامعہ محمودیہ للبنات کویادرکھیں۔

صبر کی فضیلت

صبر کا لغوی معنی مصائب میں بے قراری کا اظہار نہ کرنا۔ قرآنی زبان میں صبر کا مفہوم نفس انسانی کا مشکلات و مصائب میں پریشانی کا اظہار نہ کرنا بلکہ استقامت جوانمردی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پریشانیوں کا مقابلہ کرنا صبر کہلاتا ہے۔

☆ اے ایمان والو! مدد طلب کیا کرو صبر اور نماز کے ذریعہ سے بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(سورہ بقرہ پارہ ۲)

☆ ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف اور بھوک اور کمی کرنے سے تمہارے مالوں اور جانوں اور پھلوں میں اور خوشخبری سنائیے اُن صبر والوں کو جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم صرف اللہ کیلئے ہیں اور یقیناً ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر رب تعالیٰ کی طرف سے نوازشیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں۔ (سورہ بقرہ)

☆ صبر کرنے والوں کیلئے بے شمار اجر ہے۔ (سورہ زمر)

☆ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لیتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ (حدیث ترمذی شریف)

☆ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کا لڑکا مرگیا تھا وہ جزع فزع میں مصروف تھی۔ آپ نے اُسے صبر کرنے کی تلقین کی وہ حضور ﷺ کو پہنچان نہ سکی کہنے لگی اگر آپ کا لڑکا مرجاتا تب میں دیکھتی کہ تم کس طرح صبر کرتے ہو۔ آپ ﷺ خاموشی سے واپس چلے آئے بعد میں کسی نے بتایا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے اس پر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی میں نے صبر کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبر وہ ہے جو صدمہ کی ابتداء میں کیا جائے۔

☆ طویل بیماری میں حضرت ایوب علیہ السّلام نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی۔ **انا وجدناہ صابراً** ہم نے اُسے صبر کرنے والا پایا۔

☆ **من لا یحضر الفقیہ** صف ۳۵۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جب بندہ کو مصیبت پہنچتی ہے وہ صبر کرتا ہے اور انا اللہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کے گزشتہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔

☆ فروغ کافی صف ۴۱۰ **عن ابی عبداللہ قال الصبر من الایمان بمنزلۃ الرأس من الجسد فاذاذھب الرأس ذھب الجسد کذالک اذاذھب الصبر ذھب الایمان۔**

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! صبر کی ایمان کے ساتھ وہی نسبت ہے جو سر کو جسم کے ساتھ ہے جب سر کٹ جائے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔

☆ فروغ کافی صف جلد نمبر ۲ صف ۲۱۴ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عندوفاته لفاطمة لاتخمشی علی وجھا ولاترخی علی شعرا ولا تنادی بالویل ولاتقیمی علی نائحة۔** رسول اللہ ﷺ بوقت وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی میری وفات پر منہ نہ پیٹنا، بال نہ بکھیریا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو فرمایا کہ رب تعالٰی نے مجھے تیری قربانی کا حکم دیا ہے۔ تیری کیا رائے ہے؟ جواباً حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے عرض کیا۔ **یا ابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔** ابا جان جو رب کا حکم ہے وہ پورا کریں آپ مجھے انشاءاللہ صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

دارالعلوم دیوبند کا ایک اہم فتویٰ

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ **ولا الضالین** کو **ولا الظالین** پڑھتے ہیں۔ **ولا الظالین** پڑھنا بالکل غلط ہے۔ اس سے نماز نہیں ہوتی علمائے دیوبند کے مقتدر عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔ اصل حروف ضاد ہے اس کو اصل مخرج سے ادا کرنا واجب ہے اگر نہ ہو سکے تو بحالت معذوری دال پر پڑھنے کی صورت میں نماز ہو جائے گی۔ یہاں انہوں نے ''ظا'' کا ذکر بھی نہیں کیا۔ (فتویٰ رشیدیہ)

نوٹ۔ اس فتویٰ پر تمام علمائے دیوبند اور سہارن پور کے دستخط ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں اگر **ولا الظالین** بھول کر پڑھے تو نماز ہو جائے گی یعنی اگر جان بوجھ کر **ولا الظالین** پڑھے تو نماز نہیں ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ جلد اول)

نوٹ۔ امام صاحبان سے پوچھا جائے کہ جان بوجھ کر **ولا الظالین** پڑھتے ہیں یا بھول کر ظاہر ہے جان بوجھ کر پڑھتے ہیں۔ لہٰذا نماز نہیں ہوتی۔

مولوی محمد یعقوب علی خان نانوتوی فرماتے ہیں۔ بیشک دونوں حرفوں یعنی دال مفخم اور ضاد میں بہت مشابہت ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ فرق ان میں دشوار ہے یہ ادھر بھی حکم ہے کہ ایک حرف کو اسکے مخرج سے پڑھنا چاہیے بالقصد ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو نہ پڑھو خصوصاً ضاد کی جگہ ''ظا'' پڑھنے میں سخت اندیشہ ہے۔

بعض روایات میں اس میں خوف کفر ہے (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اول دوم دارالاشاعت کراچی)

تمام مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ خبردار خبردار **ولا الظالین۔ ولا الذالین** وغیرہ نہ پڑھیں سخت خطرہ ہے۔ ریڈیو پر دنیا بھر کے قاریوں کی تلاوت سن لیں کوئی قاری **ولا الظالین** یعنی ضاد کو ''ظا'' نہیں پڑھتا۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح قرآن کریم پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین

دُعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

استاذ الاساتذہ مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد حسین صاحب

(۱) **فاذافرغت فانصب** (القرآن) ترجمہ: اے محبوب ﷺ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دُعا میں محنت کرو۔ اس آیت کا معنی کرے

من الصلوٰۃ المکتوبہ اومطلق الصلوٰۃ فانصب الی ربک فی الدعاء۔

اے حبیب ﷺ جب تم فرض نماز یا کسی اور نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے کہ ہر نماز کے بعد دُعا مانگنا جائز ہے۔ خواہ وہ نماز فرض ہو۔ واجب ہو۔ نفل ہو یا فرض کفایہ ہو۔ صلوٰۃ مکتوبہ اور صلوٰۃ مطلق کے الفاظ اس امر کی روشن دلیل ہیں کہ۔

(۲) احناف کے مقتدر امام محقق علی الاطلاق شارح ہدایہ علامہ امام ابن ہمام رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۸۶۱ھ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ **فقال علیه الله اخذالرایة زیدبن حارثه فمضیٰ حتی استتهد وصلی علیه ودعالہ وقال استغفروٰ له** ۔ترجمہ: جب مسلمان مقام موتہ میں کفار سے جنگ لڑ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ ملک شام اور آپ کے درمیان حجابات ختم ہو گئے۔ آپ میدان جنگ کو چشمان ظاہرہ سے دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب جھنڈا زید بن حارثہ کے پاس ہے اور وہ جنگ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کیلئے دُعا مانگی۔ اور صحابہ کرام کو ان کیلئے دُعائے بخشش مانگنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بہشت میں داخل ہو گیا ہے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کیلئے دعا مانگی۔ اور صحابہ کرام کو ان کیلئے دُعائے بخشش مانگنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بہشت میں داخل ہو گیا ہے۔ اور اسکے باغوں میں ٹہلتا ہے پھر جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا اُٹھایا وہ بھی لڑتے لڑتے شہد ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اس کیلئے بھی دُعا مانگی اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کیلئے دُعائے بخشش مانگنے کا حکم دیا۔ حضرت جعفرؓ بہشت میں داخل ہو گئے وہ اپنے بازوؤں کی طاقت سے جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۲ باب الجنائز)

اس حدیث پاک سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد خود بھی دُعا مانگی اور صحابہ کرامؓ کو بھی دُعا مانگنے کا حکم دیا۔

(۳) کتاب المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۴ متوفی ۲۳۵ھ نے درج ذیل حدیث لکھی ہے۔ ابن ابی شیبہ کو امام ذہبی نے الحافظ الکبیر الحجتہ وثقہا لجماعۃ لکھی ہے۔ (میزان جلد ۲) ترجمہ: عمیر بن سعید نے کہا میں نے حضرت علیؓ کے ساتھ یذیر بن

مکفف کی نماز جنازہ پڑھی آپ نے اس پر چار تکبیریں پڑھیں پھر چل کر یذیر بن مکفف کے قریب آگئے اور یہ دُعا مانگی۔اے اللہ یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہے۔آج یہ تیرا مہمان ہے اسکے گناہ بخش دے اور اس کی قبر کو فراخ کردے ہم تو صرف اسکی نیکیوں کو جانتے ہیں۔ اور تو اس کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔نوٹ۔جلیل القدر صحابی رسول، خلیفہ راشد حضرت مولا علی شیر خدا نے نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد دُعائے مغفرت فرمائی۔

(۴) فقہ حنفی کی مشہور ترین کتاب بدائع صنائع جسکے مولف علاؤالدین کاشانی جن کا لقب ملک العلماء (علماء کا بادشاہ) تھا۔ وہ درج ذیل حدیث تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ ایک جماعت کے ساتھ پہنچے اور دوبارہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السّلام نے حضرت عمرؓ کو فرمایا میت پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی لیکن تم میت کیلئے دُعا مانگو اور اس کیلئے دُعائے مغفرت کرو۔

(۵) بدائع صنائع جلد۲ صفحہ ۳۱۱ پر صحابہ کرام کا یہ عمل موجود ہے۔ **روی ان ابن عباس وابن عمرؓ فاتتهما صلوٰة علی جنازة فلما حضر مازاد علی الاستغفار له.** حضرت ابن عباس اور حضرت عمرؓ ایک شخص کی نماز جنازہ سے رہ گئے وہاں پہنچے تو صرف اس کیلئے دُعائے مغفرت کی۔

(۶) شمس الائمہ امام سرخسی متوفی ۴۸۳ شہرہ آفاق کتاب المبسوط جلد۲ صفحہ ۶۷ پر یہ حدیث درج ہے۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی نماز جنازہ رہ گئی جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے نماز جنازہ ادا کر چکے ہو لیکن دُعا میں مجھ سے پہل نہ کرو۔دُعا میں مجھے بھی شریک ہونے دو مذکورہ حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نماز جنازہ کے بعد صحابہ کرامؓ دُعا مانگتے تھے۔حضرت عبداللہ بن سلام کا فرمان ہے۔

ان سبقتمونی باالصلوٰة علیه فلاستبقونی بالدعاء له.

نوٹ۔ کسی فقیہ کے دُعا بعد نماز جنازہ کیلئے الفاظ لایقوم بالدعا و بعد صلوٰة الجنازہ صرف اس صورت میں ہیں کہ صفوں میں ہاتھ باندھے کھڑے ہو کر دُعا مانگنے سے اضافہ کا شک ہوگا۔لہٰذا صفیں توڑ کر بیٹھ کر دُعا مانگنے میں ممانعت نہیں ہے۔دُعا بعد نماز جنازہ کے اتنے دلائل کی موجودگی میں ضدہٹ دھرمی اور شدت مناسب نہیں۔بقول سعدی۔ چمگادڑ کی آنکھ سورج کے وجود کا انکار کرے تو اس کے انکار سے سورج کی روشنی کم نہ ہوگی۔

سوال۔کوئی آیت یا حدیث جس میں واضح طور پر منع کیا گیا ہو کہ جنازہ کے بعد دُعا نہ مانگو؟؟؟

هاتو برهانكم ان كنتم صدقين.

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اتفاق، اتحاد عطا فرمائے۔آمین

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی حمید اللہ جان کا نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کے بارے میں

فتویٰ

رانا عبد المجید عرضی نویس و اسٹام فروش تحصیل پھالیہ نے مفتی جامعہ اشرفیہ کی طرف درج ذیل استفتاء بھیجا جس کا مفتی صاحب نے جواب ارشاد فرمایا عام مسلمانوں کے فائدے اور اتحاد امت کے پیش نظر سوال و جواب دونوں کو درج کیا جاتا ہے۔

سوال

کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے نماز جنازہ کے بعد سورۃ فاتحہ اور قل پڑھ کر میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے؟؟

میت دفنانے کے بعد قبر پر قرآن کریم کی کچھ سورتیں اور مردے کیلئے دعائے مغفرت و درجات کی بلندی کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ٹھیک ہے؟؟ تعزیت کیلئے لواحقین کے پاس جا کر تعزیت کرنا اور مردے کیلئے سورۃ فاتحہ اور قل پڑھنا اور دعا کرنا درست ہے؟؟ میت دفنانے کے تیسرے دن قرآن شریف کا ختم کرانا، آیت کریمہ، کلمہ طیبہ کثیر تعداد میں اکٹھے بیٹھ کر ایصال ثواب کر کے دعا کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟؟

بصورت دیگر نماز جنازہ کے بعد مردہ دفنانے کے بعد تعزیت کیلئے جانے کے بعد شرعی طور پر کیا کیا جائے؟؟

جواب

صورت مذکورہ میں کسی مسلمان میت کی نماز جنازہ کے بعد (اسی طرح کی) فوراً کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو سنت قرار دینا درست نہیں البتہ اگر صفیں توڑ کر بیٹھنے کے بعد کوئی دعا مانگتا ہے تو اس کی گنجائش ہے۔ بعد اس صورت میں اشتہار نہیں پھیلانا چاہیے اور میت دفنانے کے بعد قرآن کی تلاوت، دعا وغیرہ کرنا تاکہ مردے کی آخرت اچھی ہو جائز ہے اور تعزیت کیلئے لواحقین کے پاس جا کر دعا کرنا درست ہے۔ اسکے علاوہ کسی آدمی کو مجبور کئے بغیر قرآن شریف، آیت کریمہ، کلمہ طیبہ وغیرہ اکٹھے پڑھ کر میت کیلئے دعا مغفرت کرتے رہیں مگر ایام کی تخصیص کا عقیدہ رکھنا شرعاً درست نہیں ہر وقت ہر دن ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔

ويستحب اذا دفن الميت ان يجلسوا ساعة عند القبر بعد الفراغ بقدر ما ينحر جزور ويقسم لحمها يتلون القرآن ويدعون للميت (و ما يتصل بذالك مسائل) التعزية لصاحب المصيبة حسن (عالمگیریہ صفحہ ۱۶۲ ج۱)

المخلص
نوید صادق مغل
جامعہ اشرفیہ لاہور

الجواب صحیح
حمید اللہ

اطاعت کا حکم

اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ۔ (سورۃ النساء)

اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اور اپنے حکم والوں کی تعظیم کا حکم۔

وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ۔ (سورۃ الفتح)

نبی کی مدد کرو اور اُن کی تعظیم کرو۔

فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِهٖ وَعَزَّرُوۡهُ وَنَصَرُوۡهُ۔ (سورۃ اعراف)

پس جو ایمان لائے نبی پر اور تعظیم کی اُن کی اور مدد کی۔

وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ۔ (سورۃ حج) اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم دلوں کا تقویٰ ہے۔

والدین کی تعظیم کا حکم بھی قرآن پاک میں ہے۔ اُن کی بارگاہ میں اُف نہ کرو اُنکو نہ جھڑکو اُن سے ادب سے بات کرو۔ اُن کے لئے شفقت کے پر بچھادو۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ کے آداب کا حکم دیا۔ میرے رسول کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ حجروں کے باہر سے اُن کو نہ بلاؤ۔ اُن کی بارگاہ میں راعنا کا لفظ نہ کہو۔

۳) ما اھل بہ لغیر اللہ۔ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی اور کا نام لیا تو جانور حرام ہے۔ کفار مکہ اپنے بتوں کے لئے جانور ذبح کرتے تو کہتے۔ باسم لات والعزیٰ۔ لات والعزی کے نام پر ذبح کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا وہ جانور حرام ہے۔ لیکن جانور پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس طرح کہا جائے۔ بسم اللہ اللہ اکبر۔ تو وہ جانور حلال ہے۔ مفسّرین نے کہا ہے کافروں کے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور بحیرہ سائبہ وسیلہ حام کو اگر کوئی مسلمان پکڑ کر ذبح کرتا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے تو وہ جانور حلال ہے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا لَکُمۡ اَلَّا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا ذُکِرَ اسۡمُ اللّٰهِ عَلَیۡهِ (سورہ انعام)

اور تمہارا کیا حال ہے کہ نہیں کھاتے اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔

ساری عربی تفاسیر میں یہی معنی کیا گیا ہے کہ جانور کے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا تو وہ جانور حرام ہے یعنی تفاسیر میں عند الذبح کے لفظ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کا ترجمہ کیا انہوں نے بھی اس آیت میں وقت ذبح کا لفظ ذکر کیا ہے۔

آوازہ بلند کردہ شود وقت ذبح نام غیر خدا

اب اُردو تفاسیر میں کچھ لوگوں نے اہل کا معنی نامزد کیا لکھ دیا ہے کہ اگر جانور کو ذبح سے پہلے کسی ولی کے لئے نامزد کر دیا تو وہ جانور

بسم اللہ اکبر کہنے سے بھی حلال نہ ہوگا۔ یہ نقطہ نظر درست نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو جانور ذبح کرتے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کے رسول نے مجھے حکم دیا تھا ایک جانور اللہ کے رسول کی طرف سے ذبح کرتا ہوں اور ایک جانور اپنی طرف سے ذبح کرتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جانور اللہ کے رسول کے لیے نامزد کرتے تھے۔ عید قربان کے موقع پر لوگ جانور خریدتے ہیں۔

زیادہ قیمت والے جانور محلہ یا شہر میں مشہور ہو جاتے ہیں یہ بیل فلاں حاجی صاحب کا ہے۔ یہ بکرا فلاں شیخ صاحب کا ہے۔ یہ دنبہ فلاں چوہدری صاحب کا ہے۔ اسطرح تو ہر جانور پر مالک کا نام آتا ہے۔

حدیث طیبہ میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئی تو حضور علیہ السّلام سے پوچھا کہ اگر والدہ کی طرف صدقہ کروں تو کیا والدہ کی روح کو ثواب پہنچے گا۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا ضرور پہنچے گا۔ عرض کیا کہ کیا صدقہ کروں تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا پانی صدقہ کرو تو اُس صحابہ نے کنواں کھدوایا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فحفر بئرا وقال هذه لام سعدٍ ۔ کنواں کھدوا کر دعا مانگی کہ یا اللہ یہ کنواں سعد کی ماں کی طرف سے وقف ہے۔

آج بھی مدینہ طیبہ میں اس کنواں کا نام بئر ام سعد ہے۔ سعد کی ماں کا کنواں۔

تو ایصال ثواب کے صدقہ پر غیر اللہ کا نام آیا اور غیر اللہ کے نام سے مشہور ہے۔

لیکن کسی نے اس پر حرام کا فتویٰ نہیں دیا۔ اس کنواں سے غریب و امیر دونوں قسم کے صحابہ کرام پانی پیتے تھے۔

تاجدارِ گولڑہ پیر سید نا مہر علی شاہ صاحب نے اس موضوع ایک رسالہ ما اھل بہ لغیر اللہ کے نام سے لکھا ہے۔ کہ کوئی شخص رب تعالیٰ کی بارگاہ میں منت مانتا ہے کہ خدایا میرا فلاں کام ہوگیا تو میں تیرے نام پر جانور ذبح کروں گا۔

اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کروں گا۔ اور اُس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچاؤں گا۔ یہ عمل درست ہے۔

قبلہ ضیائے اُمت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت دلائل و براہین کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی ہے۔

مفتی اعظم مفتی محمد حسین رحمتہ اللہ علیہ کا ایک رسالہ بھی اسی موضوع پر ہے جس کو تفصیل طلب ہو ان رسالوں کا مطالعہ کرے۔

روح کے بارے میں

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسد خاکی اور اس جسد خاکی میں ایک نورانی جوہر جس کو روح کہتے ہیں۔ انسانی جسم میں قیمتی چیز یہی روح ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ **اِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّی خَالِقٌ بَشَراً مِّنْ طِیْنٍ۔ فَاِذَاسَوَّیْتُه وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَه سَاجِدِیْنَ۔**

اے حبیب ﷺ اس وقت کو یاد کر جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ بشر بنا رہا ہوں مٹی سے جب میں اُس کا پتلا تیار کرلوں اور اُس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم نے اُسے سجدہ کرنا ہے۔ اس آیت میں جسم کی نسبت مٹی کی طرف ہے اور روح کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی۔ اللہ تعالیٰ جسم و روح سے پاک ہے۔ نسبت تشریفی، اعزازی، آنزیری ہے اس چیز کی اہمیت، عظمت، جیسے خانہ کعبہ کو قرآن پاک میں فرمایا **بیتی** میرا گھر حالانکہ اللہ تعالیٰ گھر اور وہاں رہنے سے پاک ہے۔ حضرت صالح علیہ السّلام کے معجزے سے ظاہر ہونے والی اونٹنی کو کہا ناقہ اللہ اللہ کی اونٹنی قرآن پاک کی دوسری آیت

اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے روحوں سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تمام روحوں نے کہا کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ روح نے رب کا کلام سنا وہ وقت سمع رکھتی ہے روح نے رب کا کلام سمجھا روح عقل و شعور رکھتی ہے۔ روح نے جواب دیا وہ قوت گویائی رکھتی ہے۔ جب روح کے پاس جسم نہ تھا تب بھی سنتی سمجھتی بولتی تھی۔

جب وہ اس جسم خاکی کو چھوڑ کر عالم برزخ میں چلی جاتی ہے تب بھی وہ روح سنتی، سمجھتی اور بولتی ہے کسی آدمی کا جسم جل کر خاک سیاہ بن جائے یا سمندر میں ڈوب کر مچھلیوں کی خوراک بن جائے یا خودکش حملے میں اُس کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے۔ پھر بھی نکیرین فرشتے اُس کی روح سے سوال کرتے ہیں۔ وہ سنتی بھی ہے سمجھتی بھی ہے اور جواب بھی دیتی ہے۔

نکیرین کے سوالات یہ ہیں۔

من ربک ؟ما دینک؟ ما کنت تقول فی ھذالرجل

مومن روح صحیح جواب دیتی ہے۔ کافر روح صحیح جواب نہیں دے سکتی۔ علماء کہتے ہیں۔

جسم کی ریڑھ کی ہڈی کے ذرات جن کو خوردبین بھی نہیں دیکھ سکتی وہ ذرات خاک میں ملنے کے بعد آگ میں جسم جل جائے یا پانی میں ڈوب جائے وہ ذرات باقی رہتے ہیں۔

فرشتے اس روح کا تعلق انہی ذرات سے جوڑ کر سوال کرتے ہیں۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ انہی ذرات کو مکمل کر کے روح ڈال کر انسان کو مکمل کر دیگا۔

حدیث پاک میں ہے کسی آدمی کو صبح دفن کریں یا آدمی رات کو اُس آدمی کے لیے عالم بزرح میں وقت عصر ہوتا ہے۔

معلوم ہوا عالم برزخ بھی ایک جہاں ہے جہاں سورج نکلتا ہے ڈوب رہا ہے۔

اُس آدمی کو معلوم ہوتا ہے کہ سورج غروب ہونے کی طرف جارہا ہے اگر وہ آدمی پکا نمازی ہے تو فرشتوں کو کہتا ہے سوال بعد میں کرنا میں پہلے نماز پڑھ لوں۔ بندہ مومن کی روح سوالات کے صحیح جواب دیتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں **نم کنومة العروس** اب دلہن کی طرح سو جا جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تاحدِ نگاہ اُس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔

اس لیے حدیث میں مومن کی قبر کو جنت کا باغ کہا گیا ہے۔

قبرالمومن روضة من رياض الجنة

کافر کی قبر کو جہنم کا گڑھا کہا گیا ہے۔ عالم برزخ میں جب نکرین سوال کرتے ہیں۔ من ربک؟ تیرا رب کون ہے۔

تو عالم برزخ میں شیطان بھی پہنچ جاتا ہے فرشتوں کے پیچھے کھڑا ہو کر اپنی طرف اشارہ کرتا ہے۔

شیطان کے شر سے بچنے کیلئے حضور علیہ السّلام نے تلقین کا حکم دیا ہے۔ صحابہ کرام کو فرمایا دفن کے بعد اُس بندے کو کہوا ے فلاں بن فلاں اُس کی ماں کا نام لو، اور کہو کہ تو دنیا میں کہا کرتا تھا۔ **رضيت بالله ربا وبالاسلام ديناً وبحمد نبياً۔**

صحابہ کرام نے عرض کیا اُس کی ماں کا نام یاد نہ ہو تو فرمایا اُسکی ماں حوا کا نام لو بعض لوگوں کو تلقین کا طریقہ نہیں آتا تو وہ آذان دے دیتے ہیں۔ آذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ مومن اُس کے شر سے بچ جاتا ہے۔

آذان رب کا ذکر ہے۔ ذکر الہٰی سے مومن کی روح کو سکون ملتا ہے۔ ذکر الہٰی سے رب تعالیٰ کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے۔

قبرستان میں فوت دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ آذان نماز کے علاوہ بچے کے کان میں دی جاتی ہے۔

جس جگہ جنات قبضہ کرلیں وہاں آذان دی جاتی ہے۔ فقہا نے چند اور مقامات پر آذان دینے کو ثابت کیا ہے۔

مومن کی روح کا ٹھکانہ عالم برزخ میں جنت ہے۔ اعلیٰ علین ہے کعبة اللہ ہے۔ مومن کی روح آزاد ہے رب تعالیٰ کی اجازت سے جہاں چاہے جاتی ہے۔ دنیا میں دیگر مومنین کی مدد بھی کرتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السّلام کی روح نے امت مسلمہ کی مدد کی۔ پچاس نمازوں سے 45 نمازیں معاف کرائیں۔

روح عالم برزخ میں جانے کے بعد بھی دنیا والوں کو دیکھتی ہے۔ اور اُن کے سلام کا جواب دیتی ہے۔ جیسے شہداء احد کے بارے میں فرمایا قیامت تک جوان کی قبر پر کھڑے ہو کر سلام کریگا۔ شہداء جواب دینگے۔ جب کہ شہداء کی روحیں جنت میں ہے۔

جنت میں رہ کر وہ روحیں سلام کو سنتی اور جواب دیتی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے حدیث پاک میں ہے۔

مرنے سے پہلے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ دفن کے بعد اتنی دیر ٹھہرے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اسکا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔

وجہ یہ بیان کی **حتى استا نس بكم**۔ کہ تمہاری موجودگی میں مجھے تسلّی رہے اور میں نکرین کو صحیح جواب دے سکوں۔

یہ حدیث بتارہی ہے کہ عالم برزخ میں موجود روح قبر کے پاس بیٹھنے والوں کو دیکھ رہی ہے۔

ایصال ثواب کا تعلق بھی روح سے ہے،ہم جب قرآن پاک پڑھتے ہیں صدقہ وخیرات کرتے ہیں حج بدل کرتے ہیں تو دُعا مانگتے ہیں۔مولیٰ کریم اس کلام الٰہی اور صدقہ کا ثواب فلاں بندے کی روح کو پہنچا۔

مولوی حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

مرید کو یقین کے ساتھ جان لینا چاہیے کہ اُس کے پیر کی روح کسی ایک مکان کی پابند نہیں اور مرید جہاں کہیں بھی ہو دور یا نزدیک اگرچہ وہ شیخ کے جسم سے دور ہے۔لیکن وہ شیخ کی روحانیت سے دور نہیں جب مرید اس بات کا پکا یقین کرے گا۔ ہر وقت استفادہ کرے گا جب کسی مشکل کے حل میں شیخ کا محتاج ہوگا تو اُس کو چاہیے کہ شیخ کی روح کو دل میں حاضر کر کے زبان حال کے ساتھ اس سے سوال کرے شیخ کی روح اسکی مشکل کو حل کر دے گی۔شہاب ثاقب صفحہ ۴۷

اہلسنت کا عمل بھی یہی ہے کہ ولی اللہ کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُس ولی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں یا دوسرا طریقہ یہ ہے اللہ کے ولی کی روح سے درخواست کرے کہ میری درخواست رب تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں اور دعا کریں۔

میں نے ایک مرثیہ بھی درج کیا ہے جو مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اپنے پیرو مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا ہے۔

اِس مرثیہ میں بہت غلو اور مبالغہ آمیزی ہے۔ جبکہ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویت الایمان میں لکھا ہے۔

جس کا نام محمد وعلی ہے اُسے کسی چیز کا اختیار نہیں محمد ﷺ کی تعریف بھی عام بشر جیسی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی اختصار چاہیے۔

جبکہ مولوی محمود الحسن نے مرثیہ میں اپنے پیرو مرشد کے لئے خدائی صفات، انبیاء کرام کی صفات، صحابہ کرام کی صفات اولیاء کرام کی صفات ساری جمع کر دی ہیں۔

کسی دیوبندی مفتی نے اس غلو پر کوئی فتویٰ نہ دیا ہے۔ یہ دوغلہ پالیسی اور دہرا معیار ہے۔اپنے لئے اور شریعت غیروں کے لئے اور شریعت۔ محمود الحسن کا پیرو مرشد مر گیا ہے۔لیکن وہ مرثیہ میں کہہ رہا ہے۔

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا۔اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

مولوی محمود الحسن دیو بندی نے مولوی رشید احمد گنگوھی کا مرثیہ لکھا ہے۔

۱) خدا اُن کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا میرے ہادی بیشک شیخ ربانی

۲) مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

۳) قبولیت اِسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
کہ عبید سود کا ان کا لقب ہے یوسف ثانی

۴) زبان پر اہل اھوا کی ہے کیوں اُعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

۵) پھرتے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے تھے اپنے سینوں میں ذوق وشوق عرفانی

٦) حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں یا رب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی

۷) تمہاری تربت انور کو دے کے طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

۸) نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا
اُس کا جو حکم تھا سیف قضائے مبرم

۹) زمانے نے دیا اسلام کو داغ اُس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

۱۰) مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
چھپا چاہ لحد میں دائے قسمت ماہ کنعانی

۱۱) وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

۱۲) چھپائے جامہ فانوس میں کیوں کر شمع روشن کو

تھی اُس نور مجسّم کے کفن میں بھی وہی عریانی

۱۳) ضرورت قابلیت کی تو ہے ہر حالت میں لیکن

قریب و بعید یکساں مہر کی ہے نور افشانی

۱۴) وہ تھے صدیق و فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے

شہادت نے تہجّد میں قدم بوسی کی اگر ٹھانی

۱۵) وہ سینہ جس کا مصباح نبوت کے مشکوٰۃ

بجز مہدی نیابی ایں چنیں ہادی حقانی

۱۶) شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ

حیات شیخ کا منکر ہے جو اُس کی نادانی

۱۷) جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری

رشید ملت و دین غوث اعظم قطب ربانی

۱۸) رقاب اولیا کیوں خم نہ ہوتیں آپ کا آگے

وہ شہاب طریقت تھے محی الدین جیلانی

۱۹) ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہوا گمراہ

وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی

۲۰) فقط آپ کے دم سے نظر آتے تھے سب زندہ

بخاری غزالی شبلی و شیبانی

۲۱) نہ آئے مہدی موعود تم بھی چلے جہاں سے

کرے گا گلشن اسلام کی کون اب نگہبانی

اس مرثیہ میں رشید احمد گنگوہی کے لئے خدائی صفات پیغمبرانہ صفات ساری جمع کر دیں۔

لمحہ فکریہ!

آج تاریخ 22 اپریل 2024 ہے۔ اُمت مسلمہ زوال کے دور سے گزر رہی ہے۔ زوال کی وجہ اسلام سے دوری، جہاد سے دوری اور قرآن پاک کے نظام سے دوری ہے۔

بقول اقبال:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

دُنیا کا سب سے بڑا بدمعاش اور دہشت گرد ملک امریکہ ہے۔ جس نے افغانستان، عراق، شام، لبیا کو تباہ و برباد کر دیا۔ عراق کے صدر صدام حسین کو اور لبیا کے صدر معمر قذافی کو تختہ دار پر چڑھا دیا۔ اور اسلامی دُنیا خاموش تماشائی ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ 76 سال ہو گئے۔ پاکستانی عدالتوں میں انگریز کا قانون ہے۔ لباس و زبان بھی انگریز کی ہے۔ پارلیمنٹ اور پولیس انتظامیہ کے پاس انگریز کا قانون ہے۔ سرکاری افسروں، کالج، یونیورسٹی میں انگریزی لباس اور انگریزی زبان غالب ہے۔ اور پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔

سعودی عرب میں بادشاہت ہے۔ وہ بھی امریکہ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جمہوریت نافذ نہ کر دے بادشاہت چلی جائے گی۔ امریکہ کے حکم پر وہاں بھی جوئے خانے اور سینما کھولے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے گلے میں امریکہ کی غلامی کا طوق ہے۔ امریکہ عمداً پاکستان میں فحاشی اور بے حیائی پھیلا رہا ہے۔

تقریباً 6 ماہ سے اسرائیل کے یہودی فلسطین کے مسلمانوں پر بارود برسا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے شہر غزہ کو کھنڈر بنا دیا ہے۔ 36 ہزار سے زائد مسلمان مرد، عورت، بچے شہید ہو چکے ہیں۔

اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی درخواست کو امریکہ ویٹو کر دیتا ہے۔ امریکہ اسرائیل کو اسلحہ اور نقد اربوں ڈالر دے رہا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں خاموش ہیں۔ 57 اسلامی ممالک بے غیرتی کی چادر اُوڑھے سو رہے ہیں۔ زبانی جمع خرچ ہے عملی مدد زیرو ہے۔ اب صرف خالق کائنات کی بارگاہ میں دُعا ہے۔ کہ مولیٰ کریم تو قادر مطلق ہے۔ تو ابابیلوں کے ذریعے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر سکتا ہے۔

مولیٰ کریم تو ہی مظلوم فلسطینیوں کی مدد فرما۔ جہاں مسلمان مظلوم و محکوم ہیں مولیٰ کریم مسلمانوں کو کافروں کے ظلم سے نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

دُعا گو! ریاض محمود غفرلہ